خونابۂ عشق

یعنی

سر آرتھر کانن ڈائل

کے مشہور و معروف ناول اسکارلٹ اسٹڈی کا ترجمہ

مترجمہ

پروفیسر فیروزالدین مُراد

پروفیسر علم الطبیعات دار العلوم علی گڑھ

سنہ ۱۹۲۱ء

دار الاشاعت پنجاب لاہور

بار اوّل ۱۰۰۰ قیمت عہ/

تمہید

"خونابۂ عشق" شرلک ہومز کا ابتدائی کارنامہ ہے۔ عوام الناس سے شرلک ہومز کا تعارف اوّل مرتبہ اسی قصہ میں ہوا ہے۔ اور مَیں بلاخوفِ تردید کہہ سکتا ہوں۔ کہ شرلک ہومز کی یہ پہلی کہانی جسے مَیں نے قدرے اس کے انگریزی نام کی رعایت سے اور قدرے بلحاظ نفسِ قصّہ "خونابۂ عشق" کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جملہ حکایاتِ شرلک ہومز میں کئی حیثیتوں سے سب سے زیادہ دلچسپ اور بہترین کہانی ہے۔

اس قصہ میں لچھے دار تقریروں یا بیش پا افتادہ مضامین کی بھرتی نہیں کی گئی۔ بلکہ اس میں نہایت عمدگی کے ساتھ ایک مربوط سلسلۂ واقعات کو بیان کرکے یہ امر واضح کیا گیا ہے۔ کہ ضروری مشاہدات اور صحیح استدلال کی وساطت سے ایک [illegible] دانا آدمی کیا کچھ کر سکتا ہے۔ ضمناً اس کتاب میں "سچی محبت" اور "جذبۂ انتقام" کی بے مثل تصویر بھی کھینچی گئی ہے۔

یہ کہانی ایک نہایت دلچسپ قصہ ہے۔ اس کی دلچسپی کا یہ عالم ہے کہ ازاوّل تاآخر توجہ تمام تر نفسِ قصہ میں مرکوز رہتی ہے۔ اور ختم کئے بغیر کتاب

ہاتھ سے رکھنے کو جی نہیں چاہتا۔ واقعات اس سلاست سے بیان کئے گئے ہیں۔ کہ پڑھنے والے کی طبیعت پر کسی قسم کا بوجھ نہیں پڑتا۔ اور انہیں یاد رکھنے کے لئے کوئی خاص کوشش نہیں کرنی پڑتی۔ تمام قصّہ خود بخود ذہن نشین ہوتا جاتا ہے۔ نفسیاتِ مطالعہ کے لحاظ سے خونابۂ عشق دنیا کی ایک سو بہترین کتابوں میں شمار ہونے کے قابل ہے۔

مَیں نے شرلک ہومز کے کارنامے اپنی زندگی کے مختلف زمانوں میں متعدد مرتبہ پڑھے ہیں۔ اور انہیں ہمیشہ پُرلطف اور سبق آموز پایا ہے۔ اوّل مرتبہ مَیں نے خونابۂ عشق اور دیگر حکایاتِ شرلک ہومز سبقاً سبقاً گذشتہ صدی کے آخری برسوں میں ایک عجیب سرور اور انبساط کے عالم میں پڑھی تھیں۔ وہ کیفیت مجھے کبھی نہیں بھول سکتی۔ علم النفس کا یہ ایک مسلمہ اصول ہے۔ کہ اکثر امور جو بچپن میں بہت زیادہ دلچسپ معلوم ہوتے ہیں۔ امتدادِ زمانہ کے ساتھ بالکل بے لطف اور روکھے پھیکے معلوم ہونے لگتے ہیں۔ بچے۔ جوان اور بوڑھے کے مذاق کبھی ایک نہیں ہوتے۔ ان کی مرغوب اشیاء متبائن ہوتی ہیں۔ لیکن شرلک ہومز کے کارناموں کا مطالعہ اور ان کی دلچسپی استثنائی امور معلوم ہوتے ہیں۔ بچے۔ بوڑھے اور جوان سب ان بے مثل حکایات کو یکساں رغبت اور دلچسپی سے پڑھتے ہیں۔ میری اپنی حالت یہ ہے۔ کہ بمصداق "زُر غِبًّا تَزدَد حُبًّا" زمانہ زوال پذیر رہا تاکہ محبت بڑھے۔ جتنی دفعہ مَیں نے ان کو اوقاتِ فرصت میں پڑھا ہے۔ ان کی دلچسپی کم ہونے کی بجائے بڑھتی گئی ہے۔

آخری دفعہ جب مَیں نے انہیں گذشتہ تعطیلات گرما میں پڑھا۔ تو میرے دل میں حکایات شرلک ہومز کو اردو جامہ پہنانے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اور خیالات مجھے ستانے لگے۔ کہ جس چیز سے اور بجھنے والا فرہیرو اندوز اور محظوظ ہوا

ہوں۔ اس سے اُردو خوان اصحاب کیوں محروم رہیں۔ خونابۂ عشق اسی خیال کا عملی مظہر ہے۔ اپنے ہاں کی جہنم نشان گرمی اور دیگر موانع کثیرہ کے باوجود میں نے اس کو اور چند دیگر منتخب حکایاتِ شرلک ہومز کو تعطیلات گرما ہی میں پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا تھا۔ ترجمہ کی تکمیل کے بعد حضرت مصنف سے اجازت حاصل کرنے کا خیال آیا۔ اور انتظارِ جواب اور دیگر انتقامات میں اتنی تعویق ہو گئی ہے۔

میں سر آنتھر کانن ڈائل کا از حد مشکور ہوں۔ کہ صاحب موصوف نے مجھے شرلک ہومز کے متعلق اپنی کل تصانیف کا اردو ترجمہ شائع کرنے کی اجازت نہایت خوشی سے دی ہے۔

اگر اُن حضرات میں سے کوئی صاحب جو افسانہ نگاری کے اہل ہیں۔ اس کام کو اپنے ذمہ لیتے۔ تو وہ یقیناً اسے بہتر طور پر سر انجام دیتے۔ مجھے اس امر کے اعتراف سے باک نہیں ہے۔ کہ میری عمر کا اکثر حصّہ معمل طبیعات کے زیر اثر بسر ہوا ہے۔ مجھے قصّہ نویسی سے کوئی خاص مناسبت نہیں ہے۔ میرا کام زیادہ تر اشاعتِ علم ہے۔

ملک میں عام فہم سائنٹیفک مضامین کی روز افزوں کثرت دیکھ کر مجھے دلی مسرّت حاصل ہوتی ہے۔ خونابۂ عشق اور دیگر حکایاتِ شرلک ہومز ایک حد تک سائنٹیفک کہانیاں کہی جا سکتی ہیں۔ اگر اُن کے مطالعہ سے ابنائے وطن کے چند لمحے خوشی سے کٹ جائیں۔ یا کسی طالب حق کو ان کے سائنٹیفک طریقۂ استدلال سے تقویت حاصل ہو۔ تو میری حقیر محنت رائگاں نہ جائیگی۔

فیروز الدّین مُراد

فہرست مطالب

حصہ اوّل

پُر اسرار قتل

باب	مضمون	صفحہ
۳	لارسٹن باغ میں پُراسرار قتل	۳۱
۴	جان رانسن سپاہی کا بیان	۴۸
۵	ایک غیر متوقع ملاقاتی	۵۹
۶	سرکاری سراغ رساں گریگسن کا کارنامہ	۶۹
۷	تاریکی میں اجالا	۸۲

حصّہ دوم۔ مدینۃ الاخیار

باب	مضمون	صفحہ
۱	وسیع میدانِ شور کی سرگزشت	۹۴
۲	اُوٹا کا پھول	۱۰۶
۳	نبی کے ساتھ جان فیریر کی گفتگو	۱۱۳
۴	زندگی کے لئے دوڑ	۱۲۰
۵	"تا دیبی فرشتے"	۱۳۲

حصّہ سوم۔ انکشافِ راز

باب	مضمون	صفحہ
	انتقام کی نہ بجھنے والی آگ	۱۴۳
	خاتمہ	۱۶۰

سر آرتھر کانن ڈائل

کی

زندگی کے مختصر حالات

ولادت ۲۲ - مئی ۱۸۵۹ء

کانن ڈائل مصنف خونابۂ عشق و دیگر حکایاتِ شرلک ہومز "تدبیر کند بندہ تقدیر کند خندہ" کی ایک عمدہ مثال ہے۔ عنفوانِ شباب میں آپ کامل انہماک کے ساتھ طب کا مطالعہ کرتے رہے۔ چنانچہ اپنی طبی تعلیم انگلستان۔ جرمنی اور سکاٹلینڈ کی مشہور یونیورسٹیوں میں پایۂ تکمیل تک پہنچا کر آپ نے ساؤتھسی میں ڈاکٹری پیشہ شروع کر دیا تھا کہ کار فرمایانِ قضا و قدر نے اُن کی توجہ قصہ نویسی کی طرف مبذول کرا دی۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:۔

۱۸۸۱ء میں آپ نے "بارغ طب" بیچلر آف میڈیسن کی۔ اور ۱۸۸۵ء میں ڈاکٹری سند تکمیل باعزاز تمام حاصل کی۔ دورانِ تعلیم میں آپ ڈاکٹر جوزف بل جیسے لائق اور فاضل اُستاد کے زیر اثر رہے۔ ان کی زبردست مثال نے آپ کی بقیہ زندگی پر ایک گہرا نقش قائم کر دیا۔ کانن ڈائل نے اپنے مضامین میں ایک جگہ اپنے اُستاد محترم ڈاکٹر بل کی غیر معمولی ذہانت اور

نکتہ رس نگاہ کے متعلق اپنے مشاہدات یوں بیان کئے ہیں +

"ایک مریض ڈاکٹر بیل کے سامنے آتا ہے۔ بمجرد اس مریض پر نگاہ ڈالنے کے آپ فرماتے ہیں "خوب! آپ کو شراب خوری کی لت ہے۔ اس وقت بھی آپ کے کوٹ کی اندرونی جیب میں شراب کی ایک چھوٹی سی شیشی رکھی ہوئی ہے"+

"دوسرا مریض سامنے آتا ہے "ٹھیک ہے۔ آپ موچی ہیں" پھر وہ اپنے طلبار کی طرف متوجہ ہوتے۔ اور بتاتے۔ کہ اس مریض کی پتلون گھٹنے کے قریب اندر کی جانب سے پھٹی ہوئی ہے۔ جیسا کہ صرف موچیوں کی حالت میں اُن کے مخصوص طریق عمل کا باعث ہوتا ہے"+

"اُن سب امور کا میرے دل پر ایک گہرا نقش قائم ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر بیل ہر وقت میرے خیالات میں موجود رہتے تھے۔ بالخصوص ان کی تیز آنکھیں عقاب نما ناک۔ اور ذہین خط و خال مجھے کبھی فراموش نہ ہوتے تھے۔ وہ اپنی کرسی پر سے اُٹھے بغیر محض ایک نگاہ سے مریضوں کی حالت تاڑ جاتے تھے۔ وہ اپنے طلبا کے حال پر بہت مہربان تھے۔ اور ان کے سچے دوست تھے +

"سند تکمیل حاصل کرنے کے بعد جب میں افریقہ گیا۔ تو اپنے سابقہ استاد معظم کی نکتہ رس نگاہ۔ اور حیرت انگیز ذہانت کا خیال میرے دل و دماغ پر مستولی تھا۔ لیکن اس وقت میرے دل میں مطلقاً یہ وہم و گمان بھی نہ تھا۔ کہ ایک دن اس کا نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ میں طب کو خیرباد کہہ کر افسانہ نویسی اختیار کر لونگا"+

آخر کار ڈاکٹر بیل کے متعلق ان خوشگوار خیالات نے ایک مجسم شکل اختیار

کر لی ۔ اور ۱۸۸۷ء میں خونیں عشق پر کانن ڈائل نے شرلک ہومز کا سراپا
ایسے عمدہ انداز سے بیان کیا ۔ کہ ایک عالم مسخر ہو گیا ۔ دنیا محو حیرت رہ گئی ۔
مرحبا اور احسنت کے نعروں کے ساتھ صدائے "ھل من مزید" سب
طرف سے بلند ہوئی ۔ اور ڈاکٹر کانن ڈائل نے طب کو خیر باد کہہ کر افسانہ نویسی
اختیار کر لی ۔ یہ کہنا بے جا نہیں ہے ۔ کہ اعلیٰ ڈاکٹروں سے بھی بڑھ کر شہرت
اور عزت حاصل کرنے کے علاوہ کانن ڈائل نے افسانہ نویسی سے اپنے
ابنائے جنس کی معتدبہ خدمت کی ہے ۔

خونیں عشق کو غیر متوقع مقبولیت حاصل ہوئی ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا ۔ کہ اس
کے متعاقب شرلک ہومز کے متعلق تصانیف کا ایک بے مثل سلسلہ شروع
ہو گیا ۔ ۱۸۸۹ء میں شرلک ہومز کی دوسری کہانی "علامت چہار" سائن
آف دی فور ۔ اور ۱۸۹۱ء میں "شرلک ہومز کے کارنامے" ایڈونچرز
آف شرلک ہومز ۔ یعنی بارہ چھوٹی کہانیوں کا مجموعہ شائع ہوا ۔ موخر الذکر
کتاب کو بے حد شہرتِ عامہ حاصل ہوئی ۔ اس نے کانن ڈائل کی اعلیٰ دماغی
قابلیت میں چار چاند لگا دیئے ۔ یہ کتاب ہاتھوں ہاتھ بکی ۔ اور سرکاری سراغ
رسانوں نے اسے اپنا حرزِ جان بنایا ۔ ۱۸۹۳ء میں شرلک ہومز کے متعلق
مزید ۱۰ کہانیاں موسومہ بہ میمائرز آف شرلک ہومز شائع ہوئیں ۔ اس
کے بعد آپ کی توجہ دیگر تصانیف کی طرف منعطف ہو گئی ۔

شرلک ہومز کی کہانیوں کی عمدگی کے صلہ میں شہنشاہِ معظم نے ۱۹۰۲ء
میں لائق مصنف کو نائٹ بنا کر "سر" کا خطاب بخشا ۔ ازاں بعد دیگر متعدد
تصانیف کے علاوہ آپ نے شرلک ہومز کے متعلق تین اور کتابیں شائع
کیں ۔ ۱۹۰۲ء میں "باسکرولز کا کتا" ھونڈ آف باسکرولز ۔ ۱۹۰۵ء میں

رلک ہومز کی واپسی" دیلیون آف ٹیرا"۔ ھومز اور ۱۹۱۵ء میں جب کہ
بکال محاربۂ یورپ شروع ہو چکا تھا "اس کا الوداعی سلام یعنی شرلک ہومز
تعلق چند یادداشتیں" ھز لاسٹ بو۔ شائع ہوئی +

دوران جنگ میں آپ نے اس محاربۂ عظیم کی مفصل تاریخ شرح و بسط
ساتھ قلمبند کرنی شروع کی تھی۔ پیرانہ سالی کے باوجود بفضلہ تعالےٰ
تک آپ مفید قومی اور علمی کاموں میں مصروف ہیں۔ آپ کی شہرت غیر فانی
۔ آپ کے کارنامے صفحۂ دہر پہ مدتوں قائم رہیں گے + ہماری بھی یہی دعا
ہے۔ ع اللہ کرے زور قلم اور زیادہ :

ضروری یادداشت

شرلک ہومز کے متعلق کانن ڈائل کی مذکورہ بالا سات تصانیف میں سے
کا ترجمہ "خونتابۂ عشق" ہدیۂ ناظرین ہے + ارادہ ہے۔ کہ بقیہ چھ کتب
سے سب سے زیادہ دلچسپ اور بہترین کہانیاں انتخاب کر کے بعنوان
نایاب شرلک ہومز" دو تین حصوں میں شائع کر دی جائیں۔ واللہ
ین والمستعان +

فیروز الدین مراد

شرلک ہومز

قصہ نویسی کا معراجِ کمال یہ ہے۔ کہ مصنّف کی شہرت کے دوش بدوش بعض اشخاص قصہ کو کم از کم بطلِ قصہ کو شہرت عامہ حاصل ہو جائے مصنّف کی طرح بطلِ قصہ کو بھی عوام الناس ایک مشخّص زندہ ہستی تصوّر کریں۔ اس کا نام اور اس کے کارنامے مشہور تاریخی واقعات کی طرح زبان زدِ علم ہو جائیں۔ قصہ پڑھنے والوں کے دلوں میں اول سے آخر تک قصہ کی واقفیت کا یقین بڑھتا جائے۔ اور وہ کہانی کو ایک من گھڑت افسانہ سمجھنے کی بجائے امرِ واقعی خیال کریں۔

اگر ہم زمانۂ حال و ماضی کے مشہور قصوں کو اس محک پر پرکھیں۔ تو صرف معدودے چند اس معیار پر پورے اُتریں گے۔ جو ناول۔ ڈرامے۔ یا کہانیاں اس لحاظ سے مکمل پائی جائیں گی۔ ان کی مشترکہ صفت یہ ہو گی۔ کہ وہ ترجمانِ حقیقت ہوں گی۔ ان میں بے جا آورد اور بعید از قیاس امور کو دخل نہ ہو گا۔ پڑھنے والوں کو بھی معلوم ہو گا۔ کہ روزمرہ زندگی کے واقعات کی ہو بہو تصویر مصنّف نے ان کے سامنے لفظوں میں کھینچ کر رکھ دی ہے۔ خیالات ایک لمحہ کے لئے بھی منتشر نہ ہوں گے۔ اور تمام قصہ از اول تا آخر ایک مربوط سلسلۂ واقعات نظر آئے گا۔ اشخاصِ قصہ غیر معمولی یا مافوق الفطرت ہستیاں نہ ہوں گے۔ ان کی صفاتِ حسنہ اور کمالات کے تذکرہ

کے ساتھ ساتھ ان کے عیوب اور نقائص کی طرف بھی نگاہ جاسکے گی ۔

مشہور انگریزی قصّہ نویس سر آرتھر کانن ڈائل کے متعدد ناولوں کی سعی
رواں مسٹر شرلک ہومز متذکرہ صفات سے متصف ایک زبردست اور نا
شخصیت والا سراغ رساں ہے ۔ جہاں کہیں کانن ڈائل کی تصانیف پڑھی
جاتی ہیں ۔ شرلک ہومز کا نام عزت اور وقعت کے ساتھ لیا جاتا ہے ۔ اگر
حضرت مصنف کو شہرتِ دوام حاصل ہوئی ہے ۔ تو یہ کہنا بے جا نہیں ہے
کہ اس شہرت کا باعث زیادہ تر شرلک ہومز کی بے نظیر شخصیت ہے ۔
بلکہ امر واقعہ یہ ہے ۔ کہ بعض حلقوں میں شرلک ہومز کا نام کانن ڈائل کے
مقابلہ میں کہیں زیادہ مشہور و معروف ہے ۔ کانن ڈائل کی وہ سب تصانیف
پڑھنے کے بعد جن میں بطلِ قصّہ شرلک ہومز ہے مصنف سے زیادہ مصنف
کے دماغی فرزند شرلک ہومز کی طرف توجہ مبذول ہوتی ہے ۔ بادی النظر
میں یہی معلوم ہوتا ہے ۔ کہ مصنف کسی زبردست اور عالی دماغ انسان کے
کارناموں کی واقعہ نگاری کر رہا ہے ۔

گو شرلک ہومز ایک موہوم ہستی کا فرضی نام ہے لیکن چونکہ لائق مصنف
نے اپنی متعدد تصانیف میں اس کے ظاہری و باطنی خط و خال یعنی اس کی
صورت اور سیرت کو نہایت قابلیت سے اور دل نشین پیرایہ میں بیان کیا
ہے ۔ اور اُسے چند اعلیٰ دماغی اور علمی صفات کا مجسمہ بنایا ہے ۔ نیز چونکہ
اس کے کارنامے بہت دلچسپ اور سبق آموز ہیں ۔ اس لئے ہم چاہتے ہیں
کہ اردو خوان اصحاب کا تعارف مسٹر شرلک ہومز کی ذات والا صفات
سے مفصل طور پر کرائیں ۔

کانن ڈائل نے اپنی سات تصانیف میں شرلک ہومز کے کارنا-

نہایت قابلیت کے ساتھ بیان کئے ہیں۔ ان تصانیف کا مجمل تذکرہ مصنف
کی زندگی کے حالات میں بیان ہو چکا ہے۔ پہلی اور کئی لحاظ سے سب سے
دلچسپ اور بہترین کتاب ہے جس میں شرلک ہومز کی زندگی کے ابتدائی حالات
اور پہلا کارنامہ درج ہے [illegible] ہے۔ شرلک ہومز کے متعلق صحیح
رائے قائم کرنے [illegible] کے بعد اسی مضمون کا دوبارہ مطالعہ
کرنا چاہیے۔ بلکہ حق الامر یہ ہے کہ حکایاتِ شرلک ہومز پر عبور حاصل کرنے
کے بعد ہی انسان شرلک ہومز کی نکتہ رس نگاہ اور خداداد ذہانت کی کما حقہ
قدر کر سکتا ہے۔

شرلک ہومز کے خد و خال کھینچتے وقت مصنف کے پیش نظر اپنے
استاد معظم ڈاکٹر جوزف بیل کی قابل تقلید شخصیت تھی۔ (ملاحظہ ہو مصنف
کی زندگی کے مختصر حالات صفحہ ۵)

شرلک ہومز سے پہلے اور پیچھے بہت سے سراغ رساں صفحۂ قرطاس
پر ظہور پذیر ہوئے ہیں۔ لیکن یہ کہنا مبالغہ نہیں ہے۔ کہ شرلک ہومز سب
سے بالاتر اور ممتاز ہے۔ اس کا طرز استدلال ایسا سلجھا ہوا۔ اور مسلسل
ہوتا ہے۔ کہ جب وہ اپنے دوست ڈاکٹر واٹسن کو کوئی بات سمجھا دیتا
ہے۔ تو نہ صرف واٹسن بلکہ ہر ایک پڑھنے والا یہی خیال کرتا ہے۔ کہ
جو بات شرلک ہومز نے سمجھائی ہے۔ وہ اس کی تشریح کے بغیر بھی
بآسانی سمجھی جا سکتی تھی۔ شرلک ہومز کا یہ کارنامہ کچھ کم پُر افتخار نہیں
ہے۔ کہ وہ اپنے طرزِ استدلال سے عسیر الفہم مسائل کو بتدریج ایسا صاف
اور واضح کر دیتا ہے۔ کہ ہر کوئی انہیں کما حقہ سمجھ سکتا ہے۔ اس کا کمال
یہ ہے۔ کہ وہ دوسروں کو [illegible] پریشان کرنے کی بجائے ان کی ہمت

افزائی کرتا ہے۔ شرلک ہومز کے کارنامے پڑھنے کے بعد ہر ایک دل میں سراغ بننے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور روزمرہ زندگی کے مسائل میں شرلک ہومز کی مخصوص روش یعنی جزئیات کا مطالعہ قدم قدم پر مفید ثابت ہوتا ہے +

شرلک ہومز کو تمام مہذب ممالک میں غیر معمولی شہرت حاصل ہے + ڈاکٹر کانن ڈائل نے اپنے ایک تازہ مضمون مطبوعہ اسٹرینڈ میگزین دسمبر ۱۹۱۷ء میں شرلک ہومز کی عالمگیر مقبولیت کے متعلق چند دلچسپ واقعات قلم بند کئے ہیں۔ جو شرلک ہومز کے ہر ایک مداح کی توجہ کے قابل ہیں + اس کے علاوہ ایک اور قابلِ قدر مضمون ڈاکٹر جوزف بل نے چند سال گزرے ۔ بکمین میں بعنوان مسٹر شرلک ہومز شائع کیا تھا۔ طوالت کے خوف سے ہم ان مضامین کو یہاں درج نہیں کرتے۔ ان کی مناسب جگہ" حکایاتِ شرلک ہومز" کے خاتمہ پر ہوگی +

بسا اوقات دُور دراز ممالک سے شرلک ہومز کے مداح اُس کو خطوط بھیجتے۔ اور اپنی خدمات پیش کرتے ہیں۔ ان خطوط کا جواب شکریہ کے ساتھ کانن ڈائل کو دینا پڑتا ہے + ایک دفعہ چند فرانسیسی طالب علم دورہ کرتے ہوئے لندن پہنچے۔ پہلی خواہش جو اُنہوں نے ظاہر کی ۔ وہ بیکر اسٹریٹ میں مشہور سراغ رسان شرلک ہومز کی جائے اقامت کو دیکھنا تھا" +

ایک کہانی میں شرلک ہومز پہاڑ کی چوٹی پر سے گر کر زخمی ہوجاتا ہے۔ جب یہ کہانی شائع ہوئی۔ تو کانن ڈائل کے پاس اطرافِ عالم سے ملامت اور نفرین کے خطوط وصول ہوئے۔ جن میں اُسے شرلک ہومز

ازخمی کردینے کے بارہ میں سخت سُست الفاظ میں یاد کیا گیا تھا ◆
یہی ایک امر مصنف کے کمال کا تمغۂ امتیاز ہے - کہ اس کے معنوی
فرزند کو اس کے حین حیات میں ایسی عالمگیر شہرت حاصل ہو گئی ہے ◆

فیروز الدّین مُراد

اشخاصِ قصّہ

۱ - شرلک ہومز۔ بطلِ قصہ۔ مشہور سراغ رساں۔ ماہرِ اسرارِ جرائم ٭
۲ - ڈاکٹر واٹسن - شرلک ہومز کا رفیق اور مورخ ٭
۳ - لسٹرید اور گرگیسن - سکاٹلینڈ یارڈ[1] کے دو سرکاری سراغ رساں
۴ - جان رانس - ایک سادہ لوح انگریز سپاہی ؟
۵ - جان فیریر۔ مصیبت زدہ صحرا نورد مسافر ٭
۶ - لوسی فیریر - اس کی ماہ جبین بیٹی "اوٹا کا پھول" ٭
۷ - جیفرسن ہوپ - لوسی کا حرماں نصیب عاشق اور منصف مزاج قاتل
۸ - ڈریبر - بدقماش آدمی جس نے لوسی کے ساتھ زبردستی شادی کر لی تھی ۔
۹ - سٹینگرسن - اس کا معاون اور سیکرٹری ٭

ان ناموں کے علاوہ اور بہت سے انگریزی غیر مانوس الفاظ ..

اسمائے علم . . . . "خونِ ناحق عشق" میں مستعمل ہیں - بحث طلب امر یہ ہے کہ اردو میں بھی اسمائے علم استعمال کئے جائیں - یا اُن کی بجائے ہندوستانی نام تجویز کئے جائیں ٭ ہندوستانی نام استعمال کرنے کی حالت میں قصہ

[1] لندن کے سرکاری محکمہ سراغ رسانی کی جائے وقوع کا عرفی نام سکاٹلینڈ یارڈ ہے ٭

کا محل وقوع بھی لازمی طور پر بدلنا پڑے گا۔ ان تغیرات کے دوش بدوش نفسِ قصہ میں بھی جا بجا تصرفات کرنے ضروری ہونگے۔ پیشتر اس کے کہ یہ قصہ اور دیگر حکایاتِ شرلک ہومز صحیح طور پر اردو کے سانچے میں ڈھالی جاسکیں۔ ترجمہ میں ایسے تصرفات کس حد تک جائز قرار دئے جا سکتے ہیں؟ میں اس تنازعہ فیہ امر کو آئندہ اشاعت تک اُٹھا رکھتا ہوں۔ موجودہ ایڈیشن میں میں نے صرف چند مواقع پر تھوڑا سا تغیر تبدل کیا ہے۔ لیکن اگر اس اثنا میں کوئی خاطر خواہ فیصلہ ہوگیا۔ اور مناسب نام تجویز ہوگئے۔ تو انشاء اللہ طبع ثانی میں خونناب عشق اور دیگر حکایاتِ شرلک ہومز تمام تر اردو رنگ میں رنگی ہوئی نظر آئیں گی ۔ وما توفیقی الا باللہ العظیم۔

فیروز الدّین مُراد

شرلک ہومز کی پہلی کہانی

الموسوم

خونابۂ عشق

حصّہ اوّل پُراسرار قتل

منقول از روزنامچۂ ڈاکٹر واٹسن سابق ملازم محکمۂ فوجی

باب اوّل

مسٹر شرلک ہومز

مَیں نے ۱۸۷۸ء میں جامعۂ لندن سے ڈاکٹری کا امتحان پاس کیا۔ اور فوجی ڈاکٹروں کا نصاب تعلیم مکمل کرنے کی غرض سے نٹلے چلا گیا۔ تکمیل تعلیم کے بعد مجھے بحیثیت اسسٹنٹ سرجن فوج میں تعینات کر دیا گیا۔ میری

رجمنٹ اس وقت ہندوستان میں مقیم تھی۔ لیکن میری شمولیت سے قبل پٹھانوں
کے ساتھ دوسری جنگ شروع ہوگئی تھی۔ میں بمبئی پہنچا۔ تو مجھے معلوم ہوا۔
کہ اس وقت تک میری فوج دروں میں سے گزر کر دشمن کے ملک میں
پہنچ گئی ہے۔ میری طرح اور افسر بھی فوج سے بچھڑ گئے تھے۔ ان کے ساتھ
میں بھی افغانستان کی طرف روانہ ہوگیا۔ اور بخیر و عافیت قندھار پہنچ
گیا جہاں میری رجمنٹ مقیم تھی۔ یہاں میں اپنے فرائض منصبی میں فوراً
مصروف ہوگیا۔ یہ جنگ اکثر سپاہیوں کے لئے تو اعزاز و ترقی کا موجب ثابت
ہوئی۔ لیکن میرے نصیب میں رنج و محن کے سوا اور کچھ نہ لکھا تھا۔ مجھے
اپنے دستہ سے علیحدہ کرکے برک شائر کی رجمنٹ میں تعینات کر دیا گیا۔
جس کے ساتھ میں میوند کی خونریز لڑائی میں شامل ہوا۔ اس لڑائی میں
ایک جیزائیل گولی میرے شانہ پر لگی۔ جس سے ہڈی ٹوٹ گئی۔ اگر میرا
جاں نثار اردلی مرے بہادری کے ساتھ اپنی جان پر کھیل کر مجھے ایک لدو
گھوڑے پر نہ ڈال لیتا۔ اور انگریزی فوج میں واپس نہ لے آتا۔ تو میں
یقیناً خونخوار غازیوں کے ہاتھ پھنس کر ہلاک ہو جاتا۔

میں درد سے مضمحل اور مسلسل سختیوں کی برداشت سے بہت نحیف و
ناتواں ہوگیا تھا۔ اس لئے مجھے دوسرے مجروحین کے ساتھ پشاور کے
بڑے ہسپتال میں بھیج دیا گیا۔ یہاں پہنچ کر میں بتدریج روبصحت ہوتا گیا
اور مجھ میں اتنی طاقت آگئی۔ کہ نہ صرف ہسپتال کے اندر چلنے پھرنے لگا۔
بلکہ باہر نکل کر دھوپ میں بھی بیٹھ سکتا تھا۔ لیکن بدقسمتی نے یہاں
بھی میرا پیچھا نہ چھوڑا۔ ابھی سابقہ مصائب سے نجات حاصل نہ ہوئی
تھی۔ کہ میں تپ محرقہ کی بیماری میں مبتلا ہوگیا۔ جو ہمارے ہندوستانی

مقبوضات کا خاص تحفۂ ملعونہ ہے۔ اس موذی مرض سے عاجز آ کر مَیں کئی
ماہ تک حیات و ممات کی کشمکش میں پھنسا رہا۔ آخر الامر جب آثارِ صحت نظر
آنے لگے۔ تو میری حالت زار دیکھ کر فوج کی طبی مجلسِ شوریٰ نے فیصلہ صادر
کیا۔ کہ مجھے فوراً انگلستان بھیج دینا چاہئے۔ چنانچہ مجھے فوجی جہاز اورنٹز میں
روانہ کر دیا گیا۔ اور ایک ماہ بعد مَیں نے بندرگاہ پورٹسمتھ پر قدم رکھا۔ میری
صحت کو ناقابلِ تلافی نقصان پہنچ چکا تھا۔ اور مَیں کوئی کام کرنے کے قابل
نہ تھا۔ اس لئے حکامِ وقت کی مہربانی سے مجھے اپنی صحت کی درستی کے لئے
آئندہ نو ماہ کی رخصت حاصل ہو گئی +

انگلستان میں میرے عزیز و اقارب کوئی نہ تھے۔ اس لئے میں مثل
ہوا کے بالکل آزاد تھا۔ یا کم از کم اس قدر آزاد تھا۔ جتنا کوئی آدمی ساڑھے
آٹھ روپیہ روزانہ کی آمدنی سے ہو سکتا ہے۔ ان حالات میں قدرتاً مَیں
نے لندن کی طرف رجوع کیا۔ جو سلطنت برطانیہ کے تمام آزادمنش اور
بیکار لوگوں کا ملجا و ماویٰ ہے۔ یہاں مَیں کچھ عرصہ تک سٹرینڈ کے ایک
پرائیویٹ ہوٹل میں بے معنی سی زندگی بسر کرتا رہا۔ اس عرصہ میں میرا
خرچ میری آمدنی سے کہیں زیادہ تھا۔ اس فضول خرچی کا یہ نتیجہ ہوا۔ کہ
مجھے اپنی ناعاقبت اندیشی سے مجبور ہو کر سوچنا پڑا۔ کہ یا تو مَیں دارالسلطنت
کو خیرباد کہہ کر دیہات میں جا رہا ہوں۔ یا اپنی طرزِ رہائش کو بدل دوں +
آخرالذکر فیصلہ کو مرجح سمجھ کر مَیں نے تہیہ کر لیا۔ کہ ہوٹل کو چھوڑ کر کسی
کفایت مکان میں جا رہوں +

جس روز مَیں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں۔ اسی دن میں ایک قہوہ خانہ
میں کھڑا تھا۔ کہ کسی نے پیچھے سے میرے کندھے پر ...

تو مجھے سٹیم فورڈ دکھائی دیا۔ جو بارٹس میں میرے ماتحت مرہم پٹی لگانے کا کام کرچکا تھا۔ لندن کے عالم کس مپرسی میں ایک ہمدم دیرینہ کا ملنا میرے جیسے یکہ و تنہا آدمی کے لئے بہت ہی خوشگوار امر تھا۔ ایام ماضی میں سٹیم فورڈ سے میرے کچھ زیادہ گہرے مراسم دوستانہ نہ تھے۔ لیکن موجودہ حالت میں اُس سے خندہ پیشانی کے ساتھ اور بہت تپاک سے ملا۔ وہ بھی مجھے دیکھ کر خوش معلوم ہوتا تھا۔ دفورِ مسرت میں مَیں نے اُسے ہولبورن میں کھانے کی دعوت دی۔ چنانچہ ہم ایک گاڑی میں اکٹھے بیٹھ کر چل دیئے۔

جب ہم لندن کے بارونق بازاروں میں سے گزر رہے تھے۔ تو وہ متحیر ہو کر بولا "بھئی واٹسن۔ تمہاری یہ کیا حالت بنی ہوئی ہے؟ تم تو سوکھ کر کانٹا ہو گئے ہو!"

مَیں نے اُسے مختصراً اپنی فوجی زندگی کے تلخ تجربات سُنائے۔ اور ابھی اپنی سرگزشت مکمل نہ کرنے پایا تھا۔ کہ ہم اپنی منزل مقصود پر پہنچ گئے۔

میرے مصائب کی داستان سننے کے بعد اُس نے مجھ سے اظہارِ ہمدردی کی۔ اور پوچھا "لیکن اس وقت کون سی مہم آپ کے پیش نظر ہے؟"

مَیں نے جواب دیا "مکان کی تلاش اور اس مسئلہ کا حل کہ ارزاں کرایہ پر کہیں آرام دہ کمرے بھی مل سکتے ہیں۔ یا نہیں؟"

"یہ ایک عجیب توارد ہے۔ آج ہی ایک اَور صاحب نے بھی ہو بہو یہی لفظ مجھ سے کہے تھے"

مَیں نے حیران ہو کر پوچھا "وہ کون صاحب تھے؟"

اُس نے جواب دیا "ایک صاحب ہسپتال کے معمل کیمیائی میں

کام کر رہے ہیں۔ آج صبح وہ اس امر کے شاکی تھے۔ کہ انہیں کوئی ایسا ساتھی نہیں ملتا۔ جو اُن کے ساتھ نصف کرایہ پر رہنا پسند کرے۔ انہیں ایک عمدہ سا مکان معلوم ہے۔ لیکن اُس کا کرایہ وہ اکیلے ادا نہیں کر سکتے"۔

مَیں نے چلاّ کر کہا "واللہ اگر انہیں واقعی ایک ایسے ساتھی کی تلاش ہے۔ جو اُن کے ساتھ مکان کا کرایہ اور دیگر اخراجات بحصّہ برابر برداشت کرے۔ تو مَیں اُن کا ساتھی بننے کے لئے تیار ہوں۔ کیونکہ مَیں تنہا رہنے کی بجائے مل کر رہنے کو ترجیح دیتا ہوں"۔

سیٹم فورڈ نے میری طرف بنظرِ استعجاب دیکھا۔ اور کہا "آپ ابھی شرلاک ہومز کو جانتے نہیں۔ ورنہ آپ اُس کو مستقل ساتھی بنانا پسند نہ کرتے"۔

"کیوں؟ اس میں ایسی کیا خاص بات ہے۔ جو مجھے اُس سے برگشتہ کر دے گی"؟

میرے ساتھی نے جواب دیا "مَیں یہ نہیں کہتا۔ کہ اس میں کوئی خاص عیب ہے۔ لیکن یہ ضرور ہے۔ کہ اُس کے خیالات کچھ نرالے ہیں۔ اور اُسے بعض علوم میں غیر معمولی انہماک اور دلچسپی ہے۔ علاوہ ازیں جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ وہ ایک شائستہ آدمی ہے"۔

"کیا وہ طب کا طالب علم ہے"؟

"نہیں مَیں یہ ٹھیک طور سے نہیں کہہ سکتا۔ کہ وہ کیا کرنا چاہتا ہے۔ جہاں تک مجھے علم ہے۔ اُسے تشریح الابدان میں خاصی مہارت حاصل ہے۔ نیز وہ ایک اعلیٰ پایہ کا کیمیا دان بھی ہے۔ بایں ہمہ وہ کسی خاص طبّی جماعت میں تعلیم حاصل نہیں کرتا۔ اُس کا مطالعہ اتنا وسیع اور غیر معمولی ہے۔ کہ اُس کے پروفیسر تک حیران رہ جاتے ہیں"۔

میں نے کہا "کیا آپ نے اس سے یہ کبھی نہیں پوچھا۔ کہ وہ کس امتحان کی تیاری کر رہا ہے؟"

"نہیں۔ وہ ایسا آدمی نہیں ہے۔ کہ انسان بآسانی اُس کا بھید پالے وہ بالعموم خاموش اور اپنے خیالات میں مستغرق رہتا ہے۔ البتہ بعض اوقات جب اُسے لہر آتی ہے۔ تو بہت باتونی بھی بن جاتا ہے۔"

"میں ضرور اُس سے ملاقات کروں گا۔ اپنے رفیق کے انتخاب میں میں طالب علمانہ اور متین عادات کے آدمی کو ترجیح دوں گا۔ میں ابھی اس قدر توانا نہیں ہوا۔ کہ کسی قسم کے شور و شغب کو برداشت کر سکوں افغانستان میں مجھے عمر بھر کے لئے اس قسم کی مکروہاتِ زندگی کا حصۂ وافر مل چکا ہے۔ میں آپ کے اس دوست سے کیونکر مل سکتا ہوں؟"

سٹیم فورڈ نے جواب دیا "وہ یقیناً معمل میں موجود ہو گا۔ وہ یا تو کئی کئی ہفتے وہاں بالکل قدم نہیں رکھتا۔ لیکن جب وہاں آتا ہے۔ تو پھر صبح سے چراغ جلے تک اپنے تجربات میں مشغول رہتا ہے۔ اگر آپ چاہیں۔ تو کھانے سے فارغ ہو کر ہم وہیں چلیں۔"

میں نے جواب دیا "ضرور۔" اس کے بعد ہم متفرق مباحث پر گفتگو کرتے رہے۔

ہم ہسپتال کی طرف روانہ ہوئے۔ اور سٹیم فورڈ نے مجھ کو اپنے آئندہ رفیق کے متعلق مزید معلومات بہم پہنچائیں۔ اُس نے کہا "اگر اس کے ساتھ آپ کا نباہ نہ ہو سکے۔ تو آپ مجھ کو لعن طعن نہ کیجئے گا۔ میری اُس کی ملاقات صرف معمل کیمیائی تک ہی محدود ہے۔ اس کے علاوہ مجھے اُس کے متعلق کچھ علم نہیں۔ یہ تجویز آپ نے خود سوچی ہے۔ اس لئے آئندہ آپ مجھے اس

کے لئے کسی طور سے ذمہ دار قرار دینے کے مجاز نہ ہونگے"۔

میں نے جواب دیا "اگر بدمزگی ہوگی۔ تو ہم بآسانی جدا ہوجائیں گے"
میں نے سیٹم فورڈ کی طرف بغور دیکھ کر کہا "لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی خاص سبب ہے۔ جو آپ اس معاملہ میں بالخصوص محتاط اور بری الذمہ رہنا چاہتے ہیں۔ کیا اس آدمی کی طبیعت کچھ ایسی ہی خوفناک ہے۔ یا کوئی "اَور" خاص معاملہ ہے؟ آپ کو اس کے متعلق جو کچھ معلوم ہے بیان کر دیجئے"۔

اُس نے ہنس کر جواب دیا "ناقابلِ بیان امور کو بیان کرنا آسان بات نہیں ہے۔ میرے اندازہ کے مطابق ہومز حد مناسب سے زیادہ سائنٹیفک اور جویائے علم واقع ہوا ہے۔ اس کا علمی شغف اُسے بعض اوقات انسانی جذبات سے بالاتر بنا دیتا ہے۔ میرے نزدیک تو یہ بھی بڑی بات نہیں۔ کہ ہومز اپنے دوست کو جدید ترین کیمیائی زہر کی ایک ٹکی دے دے۔ دشمنی یا کینہ کی وجہ سے نہیں۔ بلکہ محض محققانہ طور پر زہر کے اثرات کا صحیح مطالعہ کرنے کی غرض سے۔ اور سچ پوچھئے۔ تو صاف کی بات یہ ہے۔ کہ ایسا زہر کھانے کے لئے وہ خود بھی ویسی ہی آمادگی سے تیار رہو گا۔ اُسے صحیح اور معتبر معلومات حاصل کرنے کا بے حد ذوق ہے"۔

"یہاں تک تو مجھے اس میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی"۔
"سچ ہے۔ لیکن اس کا جذبۂ علم بعض اوقات عجیب وغریب شکلیں اختیار کر لیتا ہے۔ مثلاً بعض اوقات وہ کمرہ جراحی میں نعشوں کو پیٹتا دیکھا گیا ہے۔ کیوں یہ انوکھی بات نہیں"؟

میں نے بہت متعجب ہو کر کہا: "مُردہ نعشوں کو پیٹتا ہے؟"

"ہاں اس امر کی تصدیق کے لئے کہ موت واقع ہونے کے بعد مردہ جسم پر کس قسم کے زخم لگائے جا سکتے ہیں؟ میں نے بچشم خود اُسے ایسا کرتے دیکھا ہے۔"

"اور اس کے باوجود تم کہتے ہو۔ کہ وہ طب کا طالب علم نہیں ہے؟"

"اب یہ تو خدا جانے۔ کہ اُس کے مطالعہ کے مقاصد کیا ہیں؟ لیکن اب تو ہم منزل مقصود پر ہی آپہنچے۔ اب آپ خود اس کے متعلق اپنی رائے قائم کر لیجئے گا۔" اُس نے اپنا سلسلہ کلام ختم ہی کیا تھا۔ کہ ہم ایک تنگ گلی میں سے گزر کر وسیع ہسپتال میں داخل ہو گئے۔ میرے لئے یہ کوئی نئی جگہ نہ تھی۔ ایک لمبے برآمدہ سے گزر کر ہم ایک محرابدار گزرگاہ میں گئے۔ جو معمل کیمیائی کی طرف جاتی تھی۔

معمل کیمیائی ایک عالیشان اونچا کمرہ تھا جس میں بیشمار بوتلیں قرینہ کے ساتھ چنی ہوئی رکھی تھیں۔ بہت سی چوڑی اور نیچی میزیں ادھر اُدھر بکھری پڑی تھیں۔ اور اُن کے اُوپر انبیق۔ آزمائشی نلیاں اور چھوٹے چھوٹے بنسن چراغ رکھے ہوئے تھے۔ اس وسیع کمرے میں صرف ایک طالب علم تھا۔ جو ایک دور کی میز پر اپنے کام میں منہمک تھا۔ ہمارے قدموں کی آہٹ پا کر اُس نے مُڑ کر دیکھا۔ اور ایک نعرۂ خوشی کے ساتھ اچھل کر چلانے لگا: "میں نے پا لیا ہے! پا لیا ہے!" اور ایک آزمائشی نلی ہاتھ میں لئے ہوئے ہماری طرف لپکا۔ "میں نے ایک ایسا کیمیائی مُرکب دریافت کیا ہے۔ جو اپنے محلول میں سے صرف خون کے سُرخ ذرات کے ذریعے تہ نشین ہوتا ہے۔" اگر اُسے سونے کی کان ملتی۔ تو بھی اُس کے چہرے پر موجودہ حالت سے زیادہ خوشی کے آثار

نظر نہ آتے ۔

سٹیم فورڈ نے ہمارا تعارف کراتے ہوئے کہا "ڈاکٹر واٹسن ۔ مسٹر شرلاک ہومز"۔

اُس نے تپاک سے کہا "مزاج شریف"۔ اور میرے ہاتھ کو اتنے زور سے دبایا ۔ کہ مجھے ہرگز توقع نہ تھی ۔ کہ اس میں اس قدر طاقت ہوگی ۔

"میرا خیال ہے ۔ کہ آپ افغانستان میں رہ چکے ہیں"؟

مَیں نے حیران ہوکر کہا "لیکن آپ کو یہ کیونکر معلوم ہے"؟

اُس نے مسکرا کر کہا "کچھ مضایقہ نہیں ۔ اس وقت ذرۂ احمر دموی کا مسئلہ درپیش ہے ۔ بلاشبہ آپ میرے اس انکشاف کی اہمیت کو محسوس کرتے ہیں"؟

مَیں نے جواب دیا "کیمیائی لحاظ سے یہ ضرور ایک دلچسپ دریافت ہے ۔ لیکن عملاً ۔ ۔ ۔ ۔"

"صاحب ۔ یہ تو اس زمانہ کا اہم اور سرتاسر عملی انکشاف ہے ۔ جو طبی اور قانونی ہر دو نقطہ نگاہ سے یکساں مفید ہے ۔ آپ خیال تو فرمائیے ۔ کہ خون کے دھبّوں کی شناخت کے لئے یہ کیسی مہتم بالشان اور فیصلہ کن دریافت ہے ۔ یہاں آئیے"! وہ مجھے کوٹ کی آستین سے پکڑ کر کھینچتا ہوا اس میز پر لے گیا جس پر وہ پہلے کام کر رہا تھا ۔ اپنی انگلی میں ایک نشتر چبھویا ۔ اور شیشے کی نلی کے سرے پر خون کا ایک قطرہ لگا کر بولا "یہ تازہ خون کا ایک قطرہ ہے ۔ اب میں اس قلیل مقدار خون کو ایک سیر پانی میں ملاتا ہوں ۔ آپ دیکھتے ہیں ۔ کہ خون کی آمیزش کے باوجود محلول کی ظاہری شکل خالص پانی کے مشابہ ہے اس میں پانی اور خون کی نسبت تقریباً دس لاکھ اور ایک کی ہوگی ۔ لیکن

میرے خیال میں خون کی اس قلتِ مقدار کے باوجود ہم اس پانی میں خون کا وجود ثابت کر سکیں گے" یہ کہہ کر اُس نے برتن میں چند سفید قلمی ٹکڑے ڈالے۔ اور پھر اس میں ایک شفاف سیال چیز کے چند قطرے ملا دیئے۔ تھوڑی دیر بعد تمام پانی بھوری رنگت کا ہو گیا۔ اور شیشے کے برتن کے پیندے میں ایک بھوری سی خاک تہ نشین ہو گئی۔

اُس نے خوش ہو کر کہا "آہا ہا!" اور تالیاں بجانے لگا۔ وہ اس قدر مسرور معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کوئی طفلِ ناداں ایک نیا کھلونا پا کر خوشی کے مارے جامے میں پھولا نہیں سماتا۔

"آپ کا اس کے متعلق کیا خیال ہے؟"

میں نے کہا "واقعی یہ نہایت ہی نازک طریق شناخت ہے"۔

"سبحان اللہ! سبحان اللہ!! خون کی شناخت کے پُرانے طریقے بہت ہی بھدے اور غیر تسلی بخش تھے۔ خون کے ذرّات کے خوردبینی معائنے سے بھی ناقص معلومات بہم پہنچتی ہیں۔ اور اگر خون کے دھبے چند گھنٹے پہلے کے لگے ہوئے ہوں۔ تب تو یہ خوردبینی طریقِ شناخت بالکل ہی ناکارہ ثابت ہوتا ہے۔ میرا دریافت کردہ طریقِ شناخت تازے اور پُرانے ہر قسم کے خون کے دھبوں کے لئے یکساں مؤثر ہے۔ اگر یہ انکشاف آج سے چند سال پہلے معلوم ہوتا۔ تو سینکڑوں آدمی جو آج روئے زمین پر چلتے پھرتے نظر آ رہے ہیں۔ اپنے جرائم کی سزا بھگت چکے ہوتے"۔

میں نے دبی آواز سے کہا "بے شک!"

"آئے دن بیسیوں جرائم کی پردہ دری کا انحصار صرف اسی بات پر ہوتا ہے۔ فرض کیجئے۔ کہ آج ایک آدمی پر کسی ایسے جرم کے ارتکاب

کا شبہ کیا جاتا ہے جس کو وقوع ہوئے کئی ماہ گزر چکے ہیں + اس کے کپڑوں کو دیکھا جاتا ہے۔ تو ان پر بھورے بھورے دھبے دکھائی دیتے ہیں۔ اب یہ خون کے دھبے ہیں؟ یا کیچڑ کے دھبے ہیں؟ زنگ کے دھبے ہیں؟ یا پھل کے دھبے ہیں؟ دراصل یہ کس چیز کے دھبے ہیں؟ یہی ایک سوال آج تک تمام ماہرین کو پریشان کرتا رہا ہے۔ لیکن کیوں؟ اس لئے کہ ان دھبوں کی شناخت کا کوئی کارگر طریقہ معلوم نہ تھا۔ اب شرلاک ہومز کے اس طریق شناخت سے کسی قسم کی مشکل باقی نہیں رہے گی"۔

یہ تقریر کرتے وقت اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اس نے اپنے سینے پر ہاتھ رکھا۔ اور تعظیماً اس طور سے جھکا جیسے عالم خیال میں ایک مجمع کے نعرۂ مرحبا و آفرین کا جواب دے رہا ہو +

میں نے اس کی سرگرمی اور محویت سے متاثر ہو کر کہا "آپ فی الواقعہ مبارکباد کے مستحق ہیں"۔

"گذشتہ سال فرینکفورٹ میں فان بشف کا مقدمہ درپیش تھا۔ اگر یہ طریق شناخت اس وقت معلوم ہوتا۔ تو ملزم لازمی طور پر پھانسی کی سزا پاتا + علاوہ ازیں براڈفورڈ میں میسن اور شہرہ آفاق مجرم مُلّر اور مانٹ پیلیر کا لے فرے اور نیو آرلینز کا سیمسن اور ان کے سوا بیسیوں اور ایسے مجرموں کے نام بتا سکتا ہوں۔ اس انکشاف کی بدولت آج سے مدتوں قبل جہنم واصل ہو چکے ہوتے"۔

سٹیم فورڈ نے ہنس کر کہا "بھئی تم تو جرائم کی ایک زندہ جنتری ہو۔ اس طرز کا ایک اخبار کیوں نہیں جاری کر دیتے۔ اس کا نام "جرائم پولیس گزٹ" رکھو"۔

شرلاک ہومز نے کہا "یقین کیجئے۔ کہ یہ بہت ہی دلچسپ اخبار ہو سکتا

ہے"؛ پھر اپنی انگلی کے زخم کے اوپر ایک دھجی چپکا دی۔ اور میری طرف مڑ کر ہنستے ہوئے کہا: "مجھے بہت محتاط رہنا پڑتا ہے۔ کیونکہ میں سمیات سے بکثرت تجربے کرتا رہتا ہوں"۔ یہ کہہ کر اُس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا۔ میں نے دیکھا۔ کہ اس پر جا بجا دھجیاں چپکی ہوئی تھیں۔ اور مختلف تیزابوں کے بدنما داغ پڑے ہوئے تھے۔

سٹیم فورڈ ایک اونچی تپائی پر بیٹھ گیا۔ اور ایک دوسری تپائی میری طرف اپنے پاؤں سے دھکیل دی۔ اور بولا "ہم ایک خاص کام کے لئے یہاں آئے ہیں۔ میرے دوست ڈاکٹر واٹسن مکان کی تلاش میں ہیں۔ اور چونکہ آپ شاکی تھے۔ کہ آپ کو نصف کرایہ ادا کرنے والا کوئی رفیق نہیں ملتا اس لئے میں نے سوچا۔ کہ آپ دونوں کی ملاقات کرادوں"۔

یہ بات سن کر شرلاک ہومز بہت خوش ہوا۔ اور مجھے مخاطب کرکے بولا بیکر اسٹریٹ میں ایک مکان پر میری نظر ہے۔ میرے خیال میں وہ ہمارے لئے بہت موزوں ہوگا۔ غالباً آپ کو تمباکو کی بُو سے تو نفرت نہیں؟"

میں نے جواب دیا: "میں خود تمباکو کا عادی ہوں"۔

"بہت خوب۔ ہاں میں اپنے پاس کیمیائی مرکبات رکھتا ہوں۔ اور گاہ بگاہ تجربے بھی کرتا رہتا ہوں۔ آپ اس سے بیزار تو نہ ہوجائینگے"

"قطعاً نہیں"۔

"اچھا تو لگے ہاتھ میں اپنے دیگر عیوب پر بھی نظر ڈالوں۔ اکثر اوقات مجھ پر ایک عجب کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔ پھر کئی روز تک میں چپ چاپ پڑا رہتا ہوں۔ ان ایام خاموشی میں آپ مجھے بدمزاج نہ سمجھ بیٹھیے گا۔ بلکہ اس حالت میں اگر آپ مجھے اپنے حال پر چھوڑ دیں گے۔

تو مَیں خود بخود ہی ٹھیک ہو جاؤں گا ۔ اچھا اب اگر آپ کو اپنے متعلق کچھ کہنا ہو ۔ تو کہہ ڈالئے ۔ اکٹھے رہنے سے پیشتر یہ مناسب معلوم ہوتا ہے ۔ کہ دونوں ایک دوسرے کے عیوب سے آگاہ ہو جائیں "۔

مَیں اس جرح و تنقید پر ہنسا ۔ مَیں نے کہا "مَیں ہر ایک قسم کے شور و شغب کا مخالف ہوں ۔ کیونکہ میرے اعصاب بہت کمزور ہیں ۔ مَیں بےحد سُست ہوں ۔ اور میرے جاگنے اور سونے کے اوقات بالکل غیر معین ہیں ۔ صحت کی حالت میں مجھ میں بعض اور بھی نقائص موجود ہوتے ہیں ۔ لیکن بحالتِ موجودہ میری بڑی بڑی بُرائیوں کا شمار یہیں تک محدود ہے "۔

اُس نے کسی قدر متفکر ہو کر پُوچھا ۔ " آپ ستار بجانے کو تو شور و شغب میں شامل نہیں سمجھتے ؟ "

مَیں نے جواب دیا " اس کا انحصار بجانے والے پر ہے ۔ اگر وہ اپنے فن کا اُستاد ہو ۔ تو فرشتے بھی اُسے سُن کر محظوظ ہوں گے ۔ لیکن ایک کندۂ ناتراش ...... "

اُس نے جلدی سے بات کاٹ کر کہا " بس بس ۔ ٹھیک ہے ۔ اس امر کو طے شدہ سمجھئے ۔ یعنی اگر آپ کو کمرے پسند ہوں تو "

" ہم کمروں کو کب دیکھ سکتے ہیں ؟ "

اُس نے جواب دیا ۔ کل دوپہر کو آپ یہیں آجائیے ۔ پھر ہم اکٹھے چلیں گے ۔ اور سب امور طے کرلیں گے "۔

مَیں نے مصافحہ کرتے ہوئے کہا " بہت خوب ۔ مَیں ٹھیک دوپہر آ جاؤں گا "۔

وہ پھر اپنی کیمیائی ادویات کے تجربوں میں منہمک ہو گیا ۔ اور ہم

سے رخصت ہو کر اکٹھے اپنے ہوٹل کی طرف چلے۔ راستہ میں مَیں اچانک رُک گیا۔ اور مَیں نے سٹیم فورڈ سے پوچھا" ہاں یہ تو بتائیے۔ کہ اُس نے میرے افغانستان سے واپس آنے کو کیسے بھانپ لیا؟"

میرا ساتھی مسکرایا۔ اور کہنے لگا۔ یہ اس کا ایک خاص وصف ہے۔ آپ کے علاوہ اور بھی بہت سے آدمی یہی بات معلوم کرنا چاہتے ہیں۔ کہ وہ واقعات کی تہ تک کس طرح پہنچ جاتا ہے"۔

مَیں نے اپنے ہاتھ ملتے ہوئے کہا" تو پھر تو یہ ایک راز ہوا؟ مجھے اس میں گہری دلچسپی ہے۔ مَیں تمہارا بہت ہی مشکور ہوں۔ کہ تم نے اس کے ساتھ میرا تعارف کرادیا۔ تم خوب جانتے ہو۔ کہ انسان کے مطالعہ کے لئے بہترین چیز نوعِ انسان ہی ہے"۔

سٹیم فورڈ نے مجھ سے رخصت ہوتے ہوئے کہا" تو پھر آپ اس کا مطالعہ کیجئے۔ مگر میرا تو یہ خیال ہے۔ کہ وہ آپ کو ایک پیچیدہ معمہ معلوم ہوگا اور یہ تو مَیں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ جتنی معلومات آپ اس کے متعلق جمع کرینگے۔ اُس سے کہیں زیادہ معلومات وہ آپ کے متعلق حاصل کرلے گا۔ خدا حافظ"۔

مَیں نے بھی "خدا حافظ" کہا۔ اور اپنے ہوٹل کی طرف سدھارا۔ اپنے اس نئے رفیق کے متعلق ابھی سے میرے دل میں بہت دلچسپی پیدا ہو گئی تھی۔

باب دوم

حکمیہ طریقۂ استدلال

اپنی قرارداد کے مطابق اگلے روز ہم نے مکان ۲۲۱ ب واقع بیکر سٹریٹ کا معائنہ کیا + اس میں دو آرام دہ خوابگاہیں - اور ایک بڑی ہوادار نشستگاہ تھی + یہ نشست گاہ عمدہ ساز و سامان سے آراستہ تھی - اور اس میں دو کشادہ کھڑکیاں بھی تھیں + یہ کمرے ہمیں بہت پسند آئے - اور چونکہ مناصفت کے بعد کرایہ و دیگر اخراجات ہلکے معلوم ہوتے تھے - ہم نے جملہ شرائط کھڑے کھڑے طے کر ڈالیں - اور اسی وقت مکان پر قبضہ حاصل کر لیا + اُسی روز شام کو مَیں نے اپنا سامان ہوٹل سے اس مکان میں بھجوا دیا - اور اگلے دن صبح کو شرلاک ہومز بھی اپنے بہت سے آہنی اور چرمی صندوق لے کر وہاں آ گیا + ایک دو روز ہم اپنا اسباب کھولنے اور قرینہ سے لگانے میں مصروف رہے - بعد ازاں ہم بتدریج اپنے قرب و جوار سے اور ایک دوسرے کے ساتھ مانوس ہوتے گئے +

رفاقت کے لحاظ سے ہومز کچھ بُرا آدمی نہ تھا + وہ ہر ایک کام خاموشی سے کرتا تھا - اور اس کی عادات بالکل باقاعدہ تھیں + دس بجے رات کے بعد وہ شاذ ہی جاگتا - اور علی العموم صبح کو میرے اُٹھنے سے قبل ناشتہ کر کے باہر چلا جاتا تھا + بعض اوقات وہ سارا سارا دن معمل کیمیائی میں یا جراحی کے

کمروں میں گزار دیتا تھا۔ گاہ بگاہ وہ لمبی سیر کو باہر نکل جاتا۔ اور شہر کے ارذل طبقات میں گھومتا پھرتا۔ جب وہ کام کرنے پر آتا۔ تو اس کی مستعدی قابلِ دید ہوتی تھی۔ لیکن ایسے مشغول ایام کے بعد بعض ایسے دن بھی آجاتے تھے کہ وہ متواتر کئی دن رات بغیر کسی قسم کی حرکت کرنے یا آواز نکالنے کے نشستگاہ میں مسہری پر لیٹا رہتا تھا۔ ان ایام غنودگی میں اس کی آنکھیں مجھے کچھ ایسی بے رونق اور مخمور نظر آتی تھیں۔ کہ اگر میں اس کی صفائی پسند عادات اور میانہ روی سے واقف نہ ہوتا۔ تو قطعاً یہی سمجھتا۔ کہ وہ کسی نشہ آور چیز کے استعمال کا عادی ہے۔

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا۔ اس کی ذات اور اُس کے مقاصد حیات کے متعلق میری دلچسپی بڑھتی گئی۔ اس کی ذاتی وجاہت اور شکل و شباہت ایسی تھی۔ کہ کوئی اجنبی راہگذر بھی اس کی جانب متوجہ ہوئے بغیر نہ رہ سکتا تھا وہ چھ فٹ سے زیادہ لمبا تھا۔ اور لاغر اس قدر تھا۔ کہ اپنے اصلی قد سے بھی کہیں زیادہ لمبا معلوم ہوتا تھا۔ اس کی آنکھیں تیز اور چمکدار تھیں۔ الا ان ایام غنودگی میں جن کی طرف میں اوپر اشارہ کر چکا ہوں۔ اس کی ناک پتلی اور عقاب نما تھی۔ اور اس سے اس کے چہرہ بشرہ میں مستعدی اور قوت فیصلہ خاص طور پر ظاہر ہوتی تھی۔ اس کی ٹھوڑی بھی ایسی تھی جیسی کہ مستقل مزاج لوگوں کی ہوتی ہے۔ اس کے ہاتھوں پر بالعموم روشنائی اور کیمیائی مرکبات کے دھبے لگے رہتے تھے۔ لیکن جب وہ نازک و حساس آلات علمی کو استعمال کرتا تھا۔ تو میں نے اُس کے طریق استعمال سے یہ معلوم کیا۔ کہ اس کی قوت لامسہ غیر معمولی طور پر تیز تھی۔

شاید ناظرین میری نسبت خیال کریں۔ کہ مجھے خواہ مخواہ دوسرے آدمیوں

ے حالات میں تجسس کرنے کا شوق ہے۔ شائد یہ خیال اس وجہ سے بھی ہو۔ کہ
ں نے ان ایام میں بارہا کوشش کی۔ کہ اس کی مہر سکوت کو توڑوں۔ لیکن میرے
لاف کوئی رائے قائم کرنے سے قبل اس امر کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔
میری زندگی کے دن یونہی بغیر کسی خاص مقصد کے کٹ رہے۔ تھے۔ اور کوئی
ی چیز میرے پیش نظر نہ تھی۔ جو میری توجہ کو کسی دوسری طرف منعطف کر دیتی
ید براں میری صحت ایسی مخدوش تھی۔ کہ جب تک موسم خوشگوار نہ ہو۔ مجھے
پنے کمرے سے باہر جانے کی جرأت نہ پڑتی تھی۔ نہ کوئی میرا ایسا دوست
ں تھا۔ جو میری روزانہ زندگی کے مسلسل سکون وسکوت کو توڑ کر اسے پُر لطف
تا۔ ان حالات میں مَیں بالطبع اپنے رفیق کی جانب مائل ہو گیا۔ اور اپنی
ندگی کا بیشتر حصہ اس شوق میں صرف کرنے لگا۔ کہ اس کی زندگی کا راز معلوم
روں۔

وہ طب کا مطالعہ نہیں کر رہا تھا۔ اس کے متعلق ایک سوال کے جواب
ں اس نے خود اسٹیم فورڈ کے خیال کی تائید کر دی تھی۔ نہ وہ سائنس ہی کے
ی ایسے خاص امتحان کی تیاری میں مصروف تھا جس میں کامیاب ہونے کے
دوہ علمی دنیا میں ممتاز ہو سکتا۔ تاہم بعض شعبہ ہائے علم کے متعلق وہ بے حد
پی ظاہر کرتا تھا۔ اور ان میں اس کی معلومات ایسی دقیق اور مبسوط تھیں۔ کہ
ں اس کے علم کی وسعت پر متحیر ہوتا تھا۔ خصوصاً اس وقت میری حیرت کی
ئی انتہا نہیں رہتی تھی جب مَیں یہ سوچتا۔ کہ کوئی آدمی جس کا مطمح نظر معین
ہو۔ اس قدر فراواں محنت کیوں کرتا ہے؟ اور ایسی صحیح معلومات کس لئے
صل کرتا ہے؟ محض شوقیہ مطالعہ کرنے والے لوگوں کے پیش نظر جب تک
ی خاص مقصد نہ ہو۔ وہ شاذ ہی صحیح معلومات حاصل کرتے ہیں۔ اور چھوٹی

چھوٹی باتوں کے یاد کرنے کی زحمت گوارا نہیں کرتے!

برعکس اس کے اُس کی لاعلمی اُس کے علم سے بھی بڑھی ہوئی تھی۔ مروجہ علم ادب۔ فلسفہ وسیاسیات کے متعلق وہ بالکل کورا تھا۔ ایک دفعہ میں نے اُس کا رلائل سے استشہاد کیا۔ تو اُس نے نہایت سادگی سے پوچھا۔ کہ "وہ کون تھا۔ اور اُس کا کارنامہ کیا ہے" پھر جب مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ وہ نظریۂ کوپرنیکی اور نظام شمسی کی ماہیت سے بھی قطعاً بے خبر ہے۔ تو واقعی طور پر میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی۔ میں بھلا کیسے یقین کرتا۔ کہ اُنیسویں صدی میں کوئی مہذب آدمی اس امر سے بے خبر ہو سکتا ہے۔ کہ زمین سورج کے گرد گھوم رہی ہے۔

مجھے متحیر دیکھ کر اُس نے مسکرا کر کہا "ان امور کے متعلق تم میری لاعلمی پر متعجب ہو رہے ہو۔ لیکن سچ تو یہ ہے۔ کہ اب مجھے تم سے یہ باتیں معلوم ہو گئی ہیں۔ تو میں پھر انہیں بھلانے کی پوری کوشش کروں گا"

"بھلانے کی کوشش!"

"بے شک!" پھر اُس نے مجھے سمجھانے کی خاطر کہا "امر واقعہ یہ ہے کہ میرے نزدیک انسانی دماغ دراصل ایک خالی کوٹھڑی کی مانند ہے جس میں ہم جیسا سامان چاہیں۔ بھر سکتے ہیں۔ احمق آدمی ہر ایک قسم کا ردی مال جو اس کے ہاتھ لگتا ہے۔ اس کے اندر بھر لیتا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ مفید معلومات کے لئے بہت کم جگہ رہ جاتی ہے اور وہ یا تو باہر دھکیل کر نکال دی جاتی ہیں۔ یا دوسری چیزوں کے ساتھ اس طرح سے گڈمڈ ہو جاتی ہیں۔ کہ بوقتِ ضرورت ان سے فائدہ حاصل کرنا دشوار ہو جاتا ہے۔ اس کے برخلاف ایک ہوشیار اور

تجربہ کار آدمی اس کے پُر کرنے میں بہت احتیاط سے کام لیتا ہے۔ کار آمد خیالات کے سوا وہ اَور کوئی چیز وہاں نہیں بھرتا۔ اور انہیں ترتیب وقاعدہ کے ساتھ منتظم حالت میں سجا کر رکھتا ہے۔ تاکہ بوقتِ ضرورت ہر ایک سے بآسانی فائدہ حاصل کر سکے۔ یہ خیال کرنا ایک فاش غلطی ہے۔ کہ اس چھوٹے سے کمرہ کی دیواریں لچکدار ہیں۔ جنہیں جتنا چاہیں۔ پھیلا سکتے ہیں۔ آپ یقین جانیں۔ کہ آخرالامر ایک ایسا وقت آجاتا ہے۔ جبکہ ہر ایک اضافۂ علم کے دوش بدوش سابقہ معلومات نسیان کا شکار ہوتی رہتی ہیں۔ اس لئے یہ امر از بس ضروری ہے۔ کہ ناکارہ امور کی بھرتی ہمارے دماغ سے مفید مطلب معلومات کو باہر نہ دھکیل سکے"۔

مَیں نے اصرار کے ساتھ کہا "لیکن نظام شمسی؟"

اس نے بے صبری سے مجھے ٹوک کر کہا "مجھے اس سے کیا واسطہ؟ تم یہ کہتے ہو۔ کہ ہم سورج کے گرد گھومتے ہیں۔ اگر ہم چاند کے گرد گھوم رہے ہوتے۔ تو بھی میری ذات پر یا میرے کام پر اس کا ذرہ برابر اثر نہ ہوتا"۔

"مَیں یہ سوال پوچھنے کو تھا۔ کہ آپ کیا کام کرتے ہیں۔ لیکن اس کے انداز سے مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ یہ استفسار اسے ناپسند ہو گا۔ لیکن مَیں اس مختصر گفتگو پر غور کرتا رہا۔ اور مختلف نتائج نکالتا رہا۔ اُس نے کہا تھا۔ کہ جو معلومات اس کے مقاصد کے خلاف ہونگی۔ وہ انہیں حاصل نہ کریگا۔ چنانچہ لازمی طور پر یہ نتیجہ نکلتا ہے۔ کہ اس کی تمام معلومات ایسی ہیں۔ جو کہ اس کے لئے تمام تر مفید ہیں۔ مَیں نے اپنے ذہن میں وہ تمام امور جن

کے ساتھ اسے غیر معمولی شغف تھا۔ شمار کئے۔ آخر میں نے پنسل نکال کر انہیں ایک کاغذ لکھ لیا۔ جب میری تحریر مکمل ہو گئی۔ تو مجھ سے اپنی ہنسی ضبط نہ ہو سکی۔ اس تحریر کا لحض یہ تھا:۔

شرلاک ہومز کے حدودِ علم

۱۔ ادب کا علم۔ صفر۔

۲۔ فلسفہ کا علم۔ صفر۔

۳۔ ہیئت کا علم۔ صفر۔

۴۔ سیاسیات کا علم۔ بہت کم۔

۵۔ نباتات کے متعلق معتدبہ معلومات رکھتا ہے۔ بیلاڈونا۔ افیون اور دیگر سمیات کے خواص میں بخوبی ماہر ہے۔ عملی باغبانی کے متعلق کچھ نہیں جانتا۔

۶۔ طبقات الارض کا علم۔ عملی لیکن محدود۔ زمین اور مٹی کی مختلف اقسام کو ایک نگاہ میں شناخت کر سکتا ہے۔ ایک روز سیر سے آنے کے بعد اُس نے اپنی پتلون پر کچھ مٹی کے دھبے اور چھینٹے دکھائے اور ان کی رنگت اور شباہت کی بنا پر بتا دیا۔ کہ وہ لندن کے کسی حصہ کی خاک سے لگے ہیں۔

۷۔ کیمیات کا علم۔ غامض۔

۸۔ تشریح الابدان کا علم۔ صحیح لیکن غیر منتظم۔

۹۔ سنسنی خیز جرائد و کتب کا علم۔ وسیع۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اسے اس صدی کے ہر ایک سنسنی خیز جرم کی جزئیات تک معلوم ہیں۔

۱۰۔ ستار۔ اچھی طرح بجا سکتا ہے۔

۱ - تلوار کے استعمال اور گھونسہ زنی میں ماہر ہے ۔

۱ - برطانوی قانون کے عملی پہلو سے بخوبی واقف ہے ۔

جب میں نے اپنی فہرست یہاں تک لکھ لی ۔ تو مایوس ہو کر اُسے آگ
ں جھونک دیا ۔ اور خود بخود بولا " اگر صرف مجھے یہ معلوم ہو جائے ۔ کہ ان
م کمالاتِ گوناگوں کے حاصل کرنے سے اس مسخرے کا مقصد کیا ہے ۔
. ایسا کون سا پیشہ ہے جس میں ان سب کی ضرورت ہوتی ہے ۔ تو میں
لخت اپنی بے سود کوشش کو چھوڑ دوں " ۔

اس سے قبل میں اُس کے ستار بجانے کے کمال کی طرف اشارہ
چکا ہوں ۔ اس کے دیگر کمالات کی طرح اس کا بھی ایک نرالا انداز تھا ۔
ری خواہش پر وہ مجھے کئی مشہور راگ سُنا چکا تھا ۔ اور مجھے خوب معلوم تھا ۔
وہ مشکل سُریں بھی نکال سکتا ہے ۔ لیکن اپنے آپ وہ غیر معمولی سُریں نکالتا
نا تھا ۔ اس کی عادت تھی ۔ کہ شام کے وقت آرام کرسی پر لیٹ کر آنکھیں
کر لیتا ۔ اور ستار اپنے گھٹنوں پر رکھ کر لاپرواہی سے اس پر اُنگلیاں
آتا رہتا ۔ بعض اوقات خوشگوار اور پُر زور سُریں نکلتی تھیں ۔ لیکن بعض
نہ بہت غمگین اور انوکھی سی ہوتی تھیں ۔ بالکل ایسا معلوم ہوتا تھا ۔ کہ
سُریں اس کے خیالات کا آئینہ ہیں ۔ لیکن اس سوال کا حل میرے لئے
ت مشکل تھا ۔ کہ آیا راگ سے اس کے خیالات کو تقویت ہوتی ہے یا
س کا ایک وہم اور بے کار مشغلہ ہے ۔ اس قسم کے راگ پر میں ضرور
تراض کرتا ۔ لیکن خاتمہ پر وہ عموماً میرے دل پسند گیت بجا دیا کرتا تھا ۔
سے ایک حد تک میری اشک شوئی ہو جاتی تھی ۔

پہلے ہفتہ میں کوئی ملاقاتی ہم سے ملنے نہ آیا ۔ اور میں یہ سمجھا ۔ کہ میرا

رفیق بھی میری طرح بے یار ہے۔ لیکن بہت جلدی مَیں اپنی غلطی سے آگاہ ہوگیا۔ مجھے معلوم ہوا۔ کہ اس کی واقفیت بہت وسیع اور سوسائٹی کے مختلف طبقات میں ہے۔ سب سے پہلے اس کے ملنے والوں کا ایک سیاہ آنکھوں والا چھوٹا سا آدمی تھا۔ جس کا نام مجھے مسٹر لسٹریڈ بتایا گیا تھا۔ یہ شخص ہفتہ میں تین چار مرتبہ آیا۔ ایک دن صبح سویرے ایک نوجوان خوش لباس لڑکی اُسے ملنے آئی۔ اور تقریباً نصف گھنٹہ ٹھیری رہی۔ اُسی روز سہ پہر کو ایک بوڑھا آدمی بھی آیا۔ جو بظاہر ایک یہودی سوداگر معلوم ہوتا تھا۔ اور بہت جوش میں بھرا ہوا تھا۔ اس کے متعاقب ایک زنِ فرتوت آئی۔ ایک دوسرے موقعہ پر ایک شریف آدمی میرے دوست سے ملنے آیا۔ اور ازاں بعد ریل کا ایک ملازم آیا۔ جس نے اپنی وردی پہن رکھی تھی۔ جب یہ ملاقاتی شرلاک ہومز سے ملنے آتے تھے۔ تو وہ مجھ سے نشستگاہ کے استعمال کی اجازت لے لیتا۔ اور مَیں اپنی خواب گاہ میں چلا جاتا تھا۔ لیکن اس کے متعلق وہ ہمیشہ مجھ سے عذرخواہی کیا کرتا تھا۔ ایک دفعہ اس نے کہا "مجھے یہ کمرہ کاروباری دفتر کے طور پر استعمال کرنا پڑتا ہے۔ یہ لوگ میرے موکل ہوتے ہیں"۔ اس مرتبہ پھر بے اختیار میرا دل چاہا۔ کہ پوچھوں تمہارا کاروبار کیا ہے؟ لیکن مَیں یہ سوچ کر رُک گیا۔ کہ کیوں خواہ مخواہ ایک آدمی کو اپنے اوپر اعتماد کرنے کے لئے مجبور کروں۔ اس وقت تک میرا خیال یہ تھا۔ کہ وہ کسی خاص وجہ سے مجھے اپنے کام کی نوعیت بتانے سے گریز کرتا ہے۔ لیکن بہت جلد میرا یہ خیال غلط ثابت ہوا۔ اُس نے خود بخود اس مبحث کو چھیڑ دیا۔

مجھے خوب یاد ہے۔ کہ یہ ۴ ستمبر کا واقعہ ہے۔ اس روز صبح کو مَیں

خلافِ معمول کسی قدر سویرے اُٹھا - اور دیکھا - کہ شرلک ہومز نے ابھی تک اپنا ناشتہ ختم نہیں کیا + گھر کی مالکہ کو میرے دیر میں اُٹھنے کی عادت کا ایسا یقین تھا - کہ اُس نے میز پر میرے لئے قہوہ لاکر نہ رکھا تھا - ہر انسان کی عادت کسی قدر غیر معقول اور چڑچڑی ہوتی ہے چنانچہ مَیں نے زور سے گھنٹی بجائی اور غصہ کے ساتھ کہا - کہ مَیں تیار ہوں" + مَیں نے دفع الوقتی کے لئے ایک رسالہ اُٹھا لیا - اور اُسے پڑھنا شروع کر دیا - میرا ساتھی چُپ چاپ بیٹھا اپنا ٹوسٹ کھا رہا تھا - ایک مضمون کے اوپر پنسل سے نشان لگا ہوا تھا - اس لئے مَیں نے اسی پر نظرِ دوثانی شروع کی +

اس کا پُرافتخار نام " زندگی کی کتاب " تھا - اور اس میں یہ ثابت کرنے کی کوشش کی گئی تھی - کہ کوئی محتاط شاہد جو تمام اشیا کا صحیح مشاہدہ کرنے کا عادی ہو - وہ اس طور سے کس قدر زیادہ معلومات حاصل کر سکتا ہے مَیں نے اس کے متعلق یہ رائے قائم کی - کہ یہ دانائی اور لغویت کی ایک لطیف معجونِ مرکب ہے + طرزِ استدلال صحیح اور پُرزور تھا لیکن نتائج سے غلو ٹپکتا تھا + مصنّف کا دعوےٰ تھا - کہ ایک نگاہ سے یا کسی عضلہ کی حرکت سے - یا اسی قسم کی اور کسی عارضی علامت سے وہ ہر ایک آدمی کے دِلی خیالات بھانپ سکتا ہے - اس کے نزدیک یہ ناممکنات میں سے تھا - کہ کوئی محتاط شاہد دھوکا کھا سکتا ہو + اس کے نتائج مقالاتِ اقلیدس کی طرح غلطی سے بالکل منزّا ہوتے ہیں - تاوقتیکہ ایک نوآموز اس طریقِ عمل سے آگاہ نہ ہو جائے - جس کی وساطت سے وہ نتائج مستنبط ہوتے ہیں - یہ نتائج اس کو جادو سے کم معلوم نہیں ہوتے +

مصنّف نے لکھا تھا: " ایک منطقی پانی کے قطرہ سے بحرِ ظلمات یا آبشارِ

نیاگرا کے وجود کے امکان کا استنباط کر سکتا ہے۔ خواہ اس نے ان میں کسی کے متعلق نہ کچھ سُنا ہو۔ اور نہ انہیں دیکھا ہو۔ اسی طرح تمام زندگی ایک بڑی زنجیر ہے۔ جس کی حقیقت ایک کڑی کے دیکھ لینے سے منکشف ہو جاتی ہے۔ دیگر تمام فنون کی طرح تجزیہ و استدلال کا علم (حکمیہ طریقۂ استدلال) صرف اس طرح حاصل کیا جا سکتا ہے۔ کہ صبر اور محنت کے ساتھ وسیع مطالعہ کیا جائے۔ انسان کی پوری زندگی اس علم میں مہارتِ تامہ حاصل کرنے کے لئے بمشکل تمام کافی ہو سکتی ہے۔ اس مسئلہ کے اخلاقی اور ذہنی پہلوؤں کی طرف رجوع کرنے میں عظیم الشان مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لئے مبتدی کو چاہئے۔ کہ پہلے آسان اور ابتدائی مسائل کی طرف متوجہ ہو۔ اُسے چاہئے۔ کہ وہ ایک نگاہ سے اپنے ملاقاتی کا ماضی و مستقبل معلوم کرنے کی کوشش کرے۔ گو بادی النظر میں یہ مشق ایک طفلانہ حرکت نظر آتی ہے لیکن اس سے قوائے مشاہدہ بہت تیز ہوتے ہیں۔ اور انسان کو معلوم ہوتا ہے۔ کہ کن چیزوں پر غور کرنا چاہئے۔ اور ان کی تلاش کہاں کرنی چاہئے۔ آدمی کے ناخنوں سے۔ اُس کی آستین سے۔ اُس کے جوتے سے۔ اس کی پتلون کے گھٹنوں کی کیفیت سے اُس کی چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کی حالت سے۔ اُس کے چہرے و بُشرے سے۔ اس کی قمیص کے کفوں سے۔ غرضیکہ ان میں سے ہر ایک چیز سے۔ ایک آدمی کا پیشہ بدیہی طور پر ترشح ہوتا ہے۔ اس لئے یہ امر تقریباً ناقابلِ قیاس ہے۔ کہ یہ سب علامات مل کر بھی ایک ہوشیار شاہد اور تجربہ کار سراغ رساں کو کسی مقدمہ کی حقیقت تک رہنمائی نہ کر سکیں"۔

مَیں نے یہ کہہ کر رسالہ کو میز پر دے مارا۔ کہ "کیسی بے معنی یاوہ گوئی ہے"!
اور چلّا کر کہا۔" مَیں نے اپنی زندگی میں آج تک کبھی ایسی بے معنی باتیں نہ پڑھی تھیں"۔

شرلاک ہومز نے دریافت کیا۔"کیا بات ہے"؟

مَیں ناشتہ کھانے میں مصروف ہو گیا تھا۔ مَیں نے اپنے انڈا کھانے کے چمچے سے اشارہ کرکے کہا۔"اس ناکارہ مضمون کا ذکر کرتا ہوں۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ نے بھی اسے پڑھا ہے۔ کیونکہ اس پر آپ نے نشان لگا رکھا ہے۔ مجھے اس بات سے انکار نہیں۔ کہ یہ بہت ہوشیاری سے لکھا گیا ہے لیکن یہ کسی وہمی آدمی کا لکھا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ جو غالباً اپنی مطالعہ گاہ کی آرام کرسی میں تنہا لیٹ کر ایسے خیالی گھوڑے دوڑاتا رہتا ہے۔ یہ قطعاً عملی نہیں ہے۔ کیا مزے کی بات ہو۔ اگر مَیں مضمون نگار کو زیر زمین ریل گاڑی کے تیسرے درجہ میں ملوں۔ اور اُس سے اس خانہ کے تمام مسافروں کے پیشے دریافت کروں۔ اس کے خلاف میں ایک روپیہ کے بدلے ہزار روپیہ کی شرط لگانے کو تیار ہوں"۔

ہومز نے اطمینان کے ساتھ کہا۔"آپ اپنا روپیہ ہار جائیں گے۔ اور اگر آپ واقعی طور پر مضمون نگار سے ملنا چاہتے ہیں۔ تو یہ مضمون میرا لکھا ہوا ہے"۔

"آپ کا!"

"ہاں۔ میرا۔ میری طبیعت کا رجحان مشاہدہ اور استدلال کی جانب ہے۔ جو خیالات مَیں نے اس مضمون میں ظاہر کئے ہیں۔ اور جو آپ کو اس قدر بعید از قیاس معلوم ہوتے ہیں۔ وہ درحقیقت عملاً صحیح ہیں۔ یہاں تک

کہ اُن کی عملی صحت اور دُرستگی میرا ذریعۂ معاش ہے"۔

مَیں نے بے ساختہ پوچھا "لیکن کیونکر؟"

"میرا پیشہ ایک انوکھا پیشہ ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ دُنیا میں اس لحاظ سے مَیں یکتا ہوں۔ مَیں ایک مشورہ دینے والا سراغرساں ہوں۔ لیکن میرا خیال ہے۔ کہ آپ شاید اس اصطلاح کو پورے طور پر نہ سمجھ سکینگے۔ لندن میں بے شمار سرکاری اور اپنے طور پر کام کرنے والے سراغرساں ہیں جب یہ لوگ کسی مسئلہ کے حل کرنے سے عاجز آجاتے ہیں تو استمداد کے لئے میرے پاس آتے ہیں۔ اور مَیں اُنہیں ٹھیک راستہ پر ڈال دیتا ہوں۔ وہ تمام واقعات اور ہر ایک قسم کی شہادت کو میرے روبرو پیش کر دیتے ہیں۔ اور مَیں جرم کی تاریخ کے متعلق اپنے وسیع علم کی مدد سے بالعموم مسئلہ کے حل تک ان کی رہنمائی کر دیتا ہوں۔ مختلف جرائم اور غلط کاریوں کے مابین ایک خاص مجانست اور نوعی مشابہت پائی جاتی ہے اس لئے اگر آپ کو ایک ہزار جرموں کی جزئیات بخوبی معلوم ہوں۔ تو کوئی وجہ نظر نہیں آتی۔ کہ اس کے بعد جو کوئی جرم ہو۔ آپ اُس کی عقدہ کشائی کیوں نہ کر سکیں۔ لسٹریڈ ایک مشہور سراغرساں ہے۔ وہ حال ہی میں ایک جعل کے مقدمہ کے متعلق اُلجھن میں پڑ گیا تھا۔ چنانچہ اُسی کے متعلق وہ یہاں میرے پاس آیا تھا"۔

"اور یہ دوسرے آدمی جو آپ سے ملنے آتے ہیں؟"

"ان میں سے اکثر مختلف جگہوں سے میرا پتہ دریافت کر کے میرے پاس آتے ہیں۔ یہ سب ایسے لوگ ہوتے ہیں جو کسی نہ کسی وجہ سے مشکلات

سنتا ہوں - وہ میرا مشورہ سنتے ہیں - اور پھر میں اپنی فیس جیب میں ڈال لیتا
ہوں "

میں نے پوچھا "کیا آپ کا یہ مطلب ہے - کہ اس کمرہ میں بیٹھ کر آپ ایسے
امور کی عقدہ کشائی کر سکتے ہیں جن کے حل کرنے سے باقی لوگ باوجود موقع
پر موجود ہونے اور جملہ جزئیات سے براے العین آگاہ ہونے کے عاجز
ہوتے ہیں ؟"

"بے شک - اس معاملہ میں مجھے خداداد ملکہ حاصل ہے - گاہ بگاہ ایسے
مسائل بھی پیش آجاتے ہیں - جو قدرے پیچیدہ ہوتے ہیں + ان کے متعلق
مجھے باہر نکلنا اور خود موقع پر جا کر مشاہدات جمع کرنے پڑتے ہیں + آپ کو
معلوم ہے - کہ میری مخصوص معلومات کا ذخیرہ کافی زیادہ ہے + اس کی
مدد سے مجھے مختلف مسائل کے حل میں بہت سہولت ہوتی ہے - وہ قواعد
استدلال جو اس مضمون میں درج ہیں - اور جن سے آپ متنفر ہو گئے تھے -
عملی کام میں میرے لئے بے حد مفید ہیں + مشاہدہ میری فطرتِ ثانیہ ہے
جب آپ مجھے پہلی دفعہ ملے تھے - اور میں نے آپ سے کہا تھا - کہ آپ افغانستان
سے واپس آئے ہیں - تو آپ کو ایک گونہ حیرت ہوئی تھی "

"آپ کو کسی نے میرے متعلق یہ بات بتا دی ہو گی ؟"

"بالکل نہیں - مجھے خود بخود معلوم ہو گیا تھا - کہ آپ افغانستان سے آئے
ہیں + لگاتار مشق کے طفیل میرے دماغ میں سلسلۂ خیالات اس قدر سرعت
کے ساتھ وقوع پذیر ہوا - کہ درمیانی مدارج کا احساس کئے بغیر میں بہت جلد
آخری نتیجہ پر پہنچ گیا - لیکن تفکر کے درمیانی مدارج موجود ضرور تھے - سلسلۂ
استدلال کی شکل یوں تھی -

یہ صاحب ڈاکٹری وضع کے ہیں۔ لیکن ان کا انداز فوجیوں کا سا ہے لہٰذا یہ ایک فوجی ڈاکٹر ہیں + معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ حال ہی میں گرم ممالک سے واپس آئے ہیں۔ کیونکہ ان کے چہرہ کی رنگت سیاہی مائل ہے۔ حالانکہ یہ اُن کا اصلی رنگ نہیں ہے۔ کیونکہ ان کی کلائیاں سفید ہیں + یہ مرض کی تکالیف اور صعوبت چشیدہ ہیں۔ جیسا کہ ان کے مضمحل چہرہ سے بوضاحت عیاں ہے + ان کا بایاں بازو زخمی رہ چکا ہے۔ کیونکہ یہ اسے ایک غیر فطری اور نرالے انداز سے سنبھالے ہوئے ہیں + کون سے گرم ملک میں ایک انگریز فوجی ڈاکٹر نے ایسی سختیاں برداشت کی ہوں گی۔ جہاں کہ ایک بازو بھی زخمی ہوگیا ہو؟ صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ ملک صرف افغانستان ہوسکتا ہے + تمام سلسلۂ خیالات ایک ثانیہ سے کم عرصہ میں مکمل ہوگیا۔ چنانچہ جونہی کہ آپ معمل کیمیائی میں داخل ہوئے۔ اور میری نظر آپ پر پڑی میں نے کہہ دیا۔ کہ آپ افغانستان سے واپس آئے ہیں۔ اور میرا یہ غیر متوقع علم آپ کی حیرت کا باعث ہوا"+

"اب آپ نے اس کی تشریح کردی ہے۔ تو یہ بات بالکل صاف اور سادہ معلوم ہوتی ہے + آپ نے تو میرے دماغ میں ایڈگرایلن پو کے بطل قصہ ڈیوپن کی یاد تازہ کردی۔ مجھے مطلقاً یہ معلوم نہ تھا۔ کہ قصہ کہانیوں کے علاوہ واقعی طور پر بھی ایسے آدمی دنیا میں موجود ہوتے ہیں"+

شرلاک ہومز نے اٹھ کر اپنی تمباکو کی چلم روشن کی۔ اور کہنے لگا" بزعم خود ڈیوپن کے ساتھ مقابلہ کر کے آپ مجھے سراہنا چاہتے ہیں۔ لیکن میری رائے میں ڈیوپن ایک بہت ہی ادنیٰ قسم کی ہستی ہے"+

میں نے پوچھا" آپ نے گیبوریو کی تصانیف پڑھی ہیں؟ آپ کے

خیال کے مطابق تے کاق اعلیٰ پایہ کا سراغ رساں کہا جا سکتا ہے ؟"
شرلاک ہومز نے ناک بھوں چڑھا کر غصہ سے کہا " تے کاق ایک عامیانہ آدمی تھا ۔ صرف اُس میں ایک یہ صفت تھی ۔ کہ وہ چُست اور مُستعد تھا ۔ مَیں تو اُس کتاب کے مطالعہ سے منغض ہو گیا تھا ۔ مسئلہ صرف ایک غیر معروف قیدی کی شناخت تھی ۔ جو مَیں بہ آسانی ۲۴ گھنٹوں میں کر لیتا ۔ تے کاق نے یہی کام تخمیناً چھ ماہ میں ختم کیا ۔ میرے نزدیک وہ کتاب سراغ رسانوں کو صرف اس لئے پڑھائی جانی چاہئے ۔ کہ وہ یہ سیکھ جائیں ۔ کہ انہیں کن امور سے احتراز کرنا چاہئے "۔

مَیں اپنے دو ممدوحوں کے متعلق ایسے حقارت آمیز کلمات سُن کر کسی قدر برافروختہ ہو گیا ۔ اور کھڑکی کی جانب بڑھ کر بازار کا نظارہ دیکھنے میں مشغول ہو گیا ۔ مَیں نے اپنے دل ہی دل میں کہا " ممکن ہے کہ یہ آدمی بہت ہوشیار ہو ۔ لیکن بے حد مغرور ہے "۔

شرلاک ہومز نے برافروختگی سے کہا " ان دنوں نہ کوئی جرم سرزد ہوتے ہیں ۔ اور نہ ہی کوئی نامی مجرم زندہ ہیں ۔ ہمارے پیشہ میں دماغی قابلیت رکھنے سے کیا حاصل ؟ مجھے اس امر کا یقین ہے ۔ کہ مَیں اپنی خداداد ذہانت سے اور وسیع معلومات کے ذریعہ سے مشہور ہو سکتا ہوں ۔ آج تک کوئی ایسا آدمی پیدا نہیں ہوا ۔ جو مطالعۂ جرائم کی تہ تک پہنچنے میں کامیاب ہونے کے لئے کیا بلحاظ وسعتِ مطالعہ اور کیا بلحاظ خداداد ذہانت اور قابلیت کے میری طرح موزوں ہو ۔ لیکن اس کا کیا فائدہ ؟ آج کل کسی جرم کا ارتکاب نہیں ہوتا ۔ اور اگر ہوتا بھی ہے ۔ تو کوئی ایسی معمولی بدمعاشی ہوتی ہے ۔ کہ اس کا کھوج اسکاٹلینڈ یارڈ کے سرکاری

ملازم بھی نکال لیتے ہیں "

اس کی خودستائی اور مغرورانہ اندازِ گفتگو سے مَیں اور زیادہ تنگ آگیا۔ اور مَیں نے خیال کیا۔ کہ مناسب ہے۔ کسی اور معاملہ کے متعلق سلسلۂ گفتگو شروع کردوں۔ چنانچہ مَیں نے گلی میں ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا۔ جو خوب مضبوط تھا۔ سادہ لباس پہنے ہوئے تھا۔ اور مختلف مکانات کے نمبر بغور پڑھ رہا تھا۔ مَیں نے کہا "خدا جانے۔ یہ شخص کس تلاش میں ہے" اُس کے ہاتھ میں ایک بڑا سا نیلا لفافہ تھا۔ اور بظاہر ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کوئی پیغام لے کر آیا ہے۔

شرلاک ہومز نے کہا "کیا آپ صیغۂ بحر کے اس پنشن یافتہ سارجنٹ کی طرف اشارہ کر رہے ہیں؟"

مَیں اپنے دل میں شرلاک ہومز کے اس تعلی آمیز فقرہ پر خوب ہنسا۔ مَیں نے خیال کیا۔ کہ اس نے مجھے مرعوب کرنے کی خاطر شاید اس بھروسے پہ یہ فقرہ کہہ دیا ہے۔ کہ مَیں اس کی تصدیق نہیں کرسکتا۔ بمشکل تمام یہ خیال میرے دل میں گزرا تھا۔ کہ وہ آدمی ہمارے دروازے کا نمبر دیکھ کر ہمارے مکان کی طرف دوڑا۔ اور تھوڑی دیر کے بعد ہمارے کمرہ میں آگیا۔ اُس نے لفافہ میرے دوست کو پکڑا کر کہا "یہ مسٹر شرلاک ہومز کے نام ہے"

مَیں نے اپنے دل میں کہا "اب مجھے اس مغرور شخص کا غرور توڑنے کا خوب موقع ملا ہے۔ جب اس نے وہ واہی تباہی فقرہ منہ سے نکالا تھا۔ تو اُسے یہ خیال تھوڑا ہی تھا۔ کہ مجھے ابھی اس کی تصدیق کا موقع بھی مل جائیگا" مَیں نے سادگی سے کہا "میاں لڑکے۔ یہ تو بتاؤ۔ کہ تمہارا

اُس نے جواب دیا۔ کمشنیرِ جناب ۔ میری وردی مرمت کے لئے گئی ہوئی ہے ؟

مَیں نے اپنے ساتھی کی طرف ایک شرارت آمیز نگاہ ڈال کر پوچھ "اور تمہارا عہدہ کیا تھا ؟"

"جناب مَیں صیغۂ بحری کی لائٹ انفنٹری میں سارجنٹ تھا ۔ خط کا کوئی جواب نہیں ؟ بہت اچھا ؟"

یہ کہہ کر اس نے اپنی ایڑیاں ساتھ ملا کر سلام کے لئے ہاتھ اُٹھایا ۔ اور چلا گیا +

باب سوم

لارِسٹن باغ میں پُراسرار قتل

مَیں مقر ہوں ۔ کہ اپنے رفیق کے قیاسات کے عملی ہونے کا یہ تازہ ثبوت دیکھ کر مَیں کسی قدر حیران اور چوکنا ہو گیا ۔ اور میرے دل میں اُس کے قوائے استدلال کی عزت چہار چند بڑھ گئی ۔ تاہم ایک خفیف سا شبہ میرے دل میں پیدا ہوتا تھا ۔ کہ کسی قرارداد کے مطابق کہیں یہ سب کچھ مجھے مبہوت کرنے کے لئے نہ کیا گیا ہو ۔ لیکن یہ امر میری سمجھ سے متجاوز تھا ۔ کہ ایسا کرنے سے میرے رفیق کی غرض کیا ہو سکتی ہے + مَیں نے

اس کی طرف دیکھا۔ تو وہ خط پڑھ چکا تھا۔ اور عالمِ خیال میں محو تھا۔

میں نے پوچھا "آپ اس نتیجہ پر کیسے پہنچ گئے تھے؟"

اُس نے قدرے برافروختہ ہو کر کہا "کس نتیجہ پر؟"

"کہ وہ بحری محکمہ کا ایک پنشن یافتہ سارجنٹ تھا"

اُس نے غصہ سے کہا "میرے پاس ایسی معمولی باتوں کے لئے وقت نہیں" پھر ہنس کر کہنے لگا "آپ مجھے معاف فرمائیں۔ آپ نے میرا سلسلۂ خیالات توڑ دیا تھا۔ لیکن کیا آپ واقعی طور پر یہ نہیں سمجھ سکے کہ وہ آدمی بحری محکمہ کا سارجنٹ تھا؟"

"بالکل نہیں"

"اس کا سمجھنا تو آسان تھا۔ لیکن اُس کی تشریح کرنی مشکل ہے۔ اگر آپ سے کہا جائے۔ کہ دو اور دو چار ثابت کریں۔ تو شاید آپ کچھ دقت محسوس کریں۔ حالانکہ آپ اس کی صحت کے متیقن ہیں۔ گو وہ گلی کے پرلی طرف تھا۔ تاہم میں نے اس کے ہاتھ کی پُشت پر ایک بڑا سا نیلا لنگر سوئی سے گُندا ہوا دیکھ لیا تھا۔ اس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کا سمندر سے تعلق ہے۔ اس کا اندازِ رفتار سپاہیانہ تھا۔ اور اس کی مونچھیں مخصوص طرز کی تھیں۔ اس کی شکل و شباہت سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ افسر رہ چکا ہے۔ آپ نے دیکھا ہوگا۔ کہ وہ اپنا سر کس طرح سیدھا رکھتا تھا۔ اور اپنا بید کیسے خاص انداز سے ہلاتا تھا۔ ماسوا اس کے وہ بظاہر متین و شریف شخص معلوم ہوتا تھا۔ ان سب امور سے میں نے یہ نتیجہ نکالا۔ کہ وہ سارجنٹ رہ چکا ہے"

"کمال ہے"

میری حیرت اور تعریف سے وہ مسرور معلوم ہوتا تھا لیکن اُس نے کہا "
تو ایک معمولی سی بات تھی۔ ہاں میں نے ابھی آپ سے کہا تھا۔ کہ آج کل مجر
باقی نہیں رہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ میرا خیال غلط ہے۔ یہ دیکھئے "!

سارجنٹ جو خط ابھی لایا تھا۔ وہ اُس نے میری طرف پھینک دیا۔
جب میں نے اُسے پڑھا۔ تو میں نے چلا کر کہا " واللہ یہ تو خوفناک
جرم ہے "۔

اس نے اطمینان سے کہا " ہاں۔ قدرے غیر معمولی معلوم ہوتا ہے
کیا آپ اتنی تکلیف گوارا فرمایئے گا۔ کہ اسے بآواز بلند پڑھ کر سنا دیں"
جو خط میں نے پڑھ کر سنایا۔ اُس کا مضمون یہ ہے:۔

" مائی ڈیر مسٹر شرلاک ہومز۔ تسلیم۔ گذشتہ شب برکسٹن سڑک کے قریب
نمبر ۳ لارسٹن باغ میں ایک سنگین وقوعہ ہوا ہے۔ پہرہ کے سپاہی نے رات
کے دو بجے وہاں روشنی دیکھی۔ اور چونکہ وہ گھر ان دنوں خالی ہے۔ اس لئے
اُسے شبہ ہوا۔ کہ کچھ دال میں کالا ضرور ہے۔ اُس نے جا کر دیکھا۔ تو دروازہ
کھلا ہوا تھا۔ اور سامنے کے کمرہ میں جس میں کسی قسم کا سامان موجود نہیں تھا
ایک شخص کی نعش پڑی تھی۔ نعش کے بدن پر خاصے عمدہ کپڑے تھے۔
جیب میں سے جو ملاقاتی کارڈ نکلے۔ ان پر " اینک جے ڈر بر کلیولینڈ
اوہائی او ممالک متحدہ امریکہ " چھپا ہوا تھا۔ کوئی چیز چرائی نہیں گئی۔ اور
نہ اس امر کے متعلق ہی کسی قسم کی شہادت ملتی ہے۔ کہ موت کیسے ہوئی؟
کمرے کے اندر خون کے نشانات ہیں۔ لیکن نعش پر کوئی زخم نہیں ہے۔
ہم حیران ہیں۔ کہ متوفی اس خالی مکان میں کیسے آیا۔ ہماری عقل کام
نہیں کرتی۔ اگر آپ بارہ بجے سے پہلے کسی وقت اس مکان پر تشریف

لائیں۔ تو یہیں مَیں آپ سے ملوں گا۔ آپ کے انتظار میں مَیں نے ہر چیز کو اپنی اصلی حالت میں رہنے دیا ہے۔ اگر آپ کسی وجہ سے تشریف نہ لا سکیں۔ تو مَیں کُل واقعہ آپ کو سُنا دوں گا۔ اگر آپ اپنی رائے عالی سے مجھے مطلع فرمائیں گے۔ تو مَیں اس عنایت کا بے حد ممنون ہونگا۔

آپ کا مخلص

گرگیسن"

میرے دوست نے کہا: "گرگیسن اسکاٹلینڈ یارڈ والوں میں سب سے زیادہ طباع شخص ہے۔ وہ اور لسٹریڈ اندھوں میں کانے راجہ ہیں۔ دونو تیز طرار اور مستعد ہیں۔ لیکن رسم ورواج کے حد سے زیادہ پابند ہیں۔ دونو ایک دوسرے کے جانی دشمن ہیں۔ ایک دوسرے سے سوکنوں کی طرح حسد کرتے ہیں۔ اگر یہ دونو اس مقدمہ کی پیروی میں لگائے گئے۔ تو خوب لُطف رہے گا"۔

مَیں اس کے اطمینان اور سکون پر متعجب تھا۔ مَیں نے چلّا کر کہا۔ "اب تو آپ کو ایک لمحہ کی بھی دیر نہیں کرنی چاہئے۔ مَیں جا کر آپ کے لئے ایک گاڑی لے آؤں"۔

"مَیں کچھ کہہ نہیں سکتا۔ کہ مَیں وہاں جاؤنگا بھی یا نہیں۔ اصل میں مَیں بے حد سُست واقع ہوا ہوں۔ بالخصوص جبکہ مجھ پر کاہلی کا دَورہ گزر رہا ہو دوسرے اوقات میں مَیں خاصہ تیز اور مستعد بن جاتا ہوں"۔

مَیں نے کہا: "حضرت۔ یہ تو اتفاق حسنہ ہے۔ کہ ابھی آپ جس بات کی شکایت کر رہے تھے۔ اُس کا موقع ہاتھ آگیا ہے"۔

"میرے عزیز دوست۔ آپ ابھی معاملہ کی حقیقت سے آگاہ نہیں

ہیں۔ فرض کیجئے۔ کہ میں نے یہ معمہ حل کر لیا۔ تو بھی شہرت و اعزاز کے حقدا
میاں گرگیسن اور لسٹریڈ ہی ہونگے۔ اور ایک غیر سرکاری سراغ رساں ہو
کی وجہ سے مجھے سوائے دردسری کے اور کچھ نصیب نہ ہوگا"

"لیکن وہ تو آپ سے منت استمداد کرتا ہے"

"بے شک۔ کیونکہ اُسے معلوم ہے۔ کہ میں اُس سے اعلیٰ ہوں۔ اور م
سامنے بھی میرے تفوق کا اعتراف کرتا ہے۔ لیکن کیا مجال ہے۔ جو کسی غی
کے سامنے اس امر کا اظہار کر دے۔ تاہم آئیے۔ ہم دونوں چلیں۔ اور معا
کریں۔ میں ان سے علیحدہ رہ کر اس معاملہ کو حل کرنے کی کوشش کروں گا
اور کچھ نہیں۔ تو کم از کم مجھے ان پر ہنسنے کا موقع تو ملے گا۔ آیئے"

اس نے اپنا لبادہ پہن لیا۔ اور ایسی مستعدی سے تیار ہو گیا۔ کہ
ہوتا تھا۔ اب کاہلی کی بجائے اس پر مستعدی کا تسلط ہے۔

اس نے کہا "اپنی ٹوپی پہن لیجئے"

"کیا آپ مجھے بھی ساتھ لے جانا چاہتے ہیں؟"

"ہاں۔ بشرطیکہ آپ کو اس وقت کوئی بہتر شغل نہ ہو"

ایک لمحہ بعد ہم ایک گاڑی میں بیٹھ کر تیزی سے برکسٹن سڑک کی
روانہ ہو گئے۔

مطلع غبار آلود تھا۔ اور کہر چھائی ہوئی تھی۔ میرے رفیق کی طبیعت
اس وقت جولانی پر تھی۔ اور وہ راگ کی صنف وقساد کے متعلق سرگرمی
ساتھ گفتگو کر رہا تھا۔ لیکن میں بہت افسردگی کے ساتھ خاموش بیٹھا
تھا۔ اور گو بظاہر اس کی تقریر سن رہا تھا۔ لیکن در اصل میرے دما
میں اس پراسرار قتل کا خیال سمایا ہوا تھا۔

آخرکار اپنے ساتھی کی بے وقت تقریر سے تنگ آکر میں نے کہا۔
"معلوم ہوتا ہے۔ کہ جس مقدمے کی تفتیش کے لئے ہم جا رہے ہیں۔ اس کے متعلق آپ کچھ نہیں سوچ رہے"۔

اس نے جواب دیا "سوچنے کے لئے ابھی میرے پاس کچھ مواد نہیں ہے۔ تمام امور تنقیہ کے متعلق شہادت مکمل ہونے سے قبل قیاس دوڑانا۔ صریح غلطی ہے۔ اس سے فیصلہ پر بُرا اثر پڑتا ہے"۔

میں نے کہا "شہادت بھی ابھی ملی جاتی ہے۔ وہ دیکھئے سامنے برکسٹن سڑک ہے۔ اور اگر میں غلطی پر نہیں۔ تو وہ مکان بھی سامنے نظر آرہا ہے"۔

"آپ بجا فرماتے ہیں۔ ٹھہرو ٹھہرو۔ کوچوان ٹھہرو"!

ہم ابھی مکان سے تقریباً ایک سَو گز دور تھے۔ لیکن اس نے نیچے اُترنے پر اصرار کیا۔ اور بقیہ فاصلہ ہم نے پیدل طے کیا۔

مکان نمبر ۳ ایک بھیانک سا مکان تھا۔ سڑک سے کچھ فاصلہ پر چار مکان کھڑے تھے۔ جن میں سے ایک یہ بھی تھا۔ ان مکانوں میں سے دو آباد تھے۔ اور دو خالی۔ ہر ایک مکان اور سڑک کے درمیان ایک چھوٹا سا باغ تھا جس میں برائے نام چند پودے لگ رہے تھے۔ اس باغ میں مٹی اور کنکروں کی سڑک تھی۔ اور رات کی بارش کی وجہ سے تمام زمین پر کیچڑ ہو رہا تھا۔ باغ کے اردگرد ایک گز بھر اونچی اینٹوں کی دیوار تھی جس کے اوپر لکڑی کا کٹہرا لگا ہوا تھا۔ دیوار کے قریب ایک قوی ہیکل سپاہی کھڑا تھا۔ اور اس کے پاس رہرؤں کا ایک جم غفیر جمع تھا۔ اور ہر شخص آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر اندرونی کارروائی دیکھنے کی سعی لاحاصل کر رہا تھا۔

میرا خیال تھا۔ کہ شرلک ہومز فوراً گھر کے اندر گھس جائے گا۔ اور

راز کی جستجو میں مصروف ہو جائے گا۔ لیکن اس کی حرکات وسکنات میرے خیال کے بالکل برعکس تھیں۔ ایک لاپرواہی کی ادا کے ساتھ۔ جو ان حالات میں مجھے تصنع آمیز معلوم ہوتی تھی۔ وہ راستہ میں اِدھر اُدھر گھومتا رہا۔ اور اطمینان کے ساتھ زمین۔ آسمان۔ سامنے کے گھروں اور کٹہرے کی طرف دیکھتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد اُس نے اپنا مطالعہ ختم کر لیا۔ اور وہ آہستہ آہستہ راستہ پر بلکہ یہ کہنا زیادہ صحیح ہے۔ کہ اُس کے پہلو کی گھاس پر چلنے لگا۔ اور اپنی آنکھیں زمین پر گاڑ دیں۔ دو دفعہ وہ چلتے چلتے رُک گیا۔ ایک دفعہ مَیں نے دیکھا۔ کہ وہ مسکرا رہا ہے۔ اور اُس کے لبوں سے ایک تسلّی آمیز آواز نکلی ہے۔ بھیگی ہوئی مٹیالی زمین پر پاؤں کے متعدد نشانات تھے۔ لیکن چونکہ پولیس کے سپاہی بھی وہاں سے گزرتے رہے تھے۔ اس لئے مَیں یہ سمجھنے سے قاصر تھا۔ کہ میرا رفیق کس طرح زمین کے مطالعہ سے کوئی مفید نتیجہ اخذ کر سکے گا۔ تاہم چونکہ مجھے حال ہی میں اُس کی ذہانت اور طبّاعی کے ایسے غیر معمولی ثبوت مل چکے تھے۔ اس لئے مجھے یقین تھا۔ کہ جو چیزیں میری نظر سے اوجھل ہیں۔ وہ انہیں بھی ضرور سمجھ سکتا ہے۔

گھر کے دروازہ پر ایک لمبے سفید رنگ شخص نے ہمارا استقبال کیا۔ اس کے ہاتھ میں یادداشت لکھنے کی ایک جیبی کتاب تھی۔ میرے ساتھی کے ساتھ اُس نے بہت گرمجوشی سے مصافحہ کیا۔ اور کہا: "آپ کی کمال عنایت ہے۔ کہ آپ تشریف لائے ہیں۔ مَیں نے ہر ایک چیز اصلی حالت میں پڑی رہنے دی ہے"۔

میرے دوست نے راستہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا: "سوائے اس کے: اگر بھینسوں کا ایک گلّہ یہاں سے گزرتا۔ تو وہ بھی اس قدر زیادہ

تباہی نہ پھیلاتا۔ لیکن گرگسن مجھے امید ہے۔ کہ اس تباہی سے قبل تم نے اپنے نتائج اخذ کر لئے ہونگے"؟

سراغ رساں نے ٹالتے ہوئے کہا "مجھے مکان کے اندر بہت کچھ کرنا تھا۔ اور چونکہ میرے ساتھی مسٹر لسٹریڈ بھی یہیں موجود ہیں۔ اس لئے مجھے اطمینان تھا۔ کہ وہ اس کا دھیان رکھیں گے"

ہومز نے میری طرف دیکھا۔ اور اپنے ابرو اٹھا کر بولا "آپ جیسے دو قابل آدمیوں کی موجودگی میں کسی تیسرے آدمی کے لئے یہاں کچھ زیادہ کام نہ ہوگا"

گرگسن نے طمانیت کے ساتھ اپنے ہاتھ ملتے ہوئے کہا "ہاں میرا خیال ہے۔ کہ جو کچھ ہمارے بس میں تھا۔ ہم نے کر لیا ہے۔ تاہم یہ ایک نادر وقوعہ تھا۔ اور مجھے معلوم تھا۔ کہ آپ کو ایسی پُراسرار باتوں سے دلچسپی ہے"

شرلاک ہومز نے پوچھا "آپ یہاں گھوڑا گاڑی میں تو نہیں آئے تھے"؟

"جی نہیں"

"اور نہ ہی لسٹریڈ"؟

"جی نہیں"

"تو پھر آیئے مکان کے اندر چلیں۔ اور موقع واردات کو دیکھیں"

یہ غیر متعلق جملہ کہہ کر وہ گھر میں چلا گیا۔ اور متحیر و متعجب گرگسن بھی اُس کے پیچھے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔ تنگ سی گزرگاہ باورچی خانے اور دفتر کی طرف جاتی تھی۔ اس میں جو تختے جڑے ہوئے تھے۔ وہ ننگے اور گرد آلود تھے۔ گزرگاہ میں دو دروازے دائیں بائیں جانب کھلتے تھے۔ اُن

میں سے ایک غالباً کئی ہفتوں سے بند تھا۔ اور دوسرا کھانے کے کمرے میں کھلتا تھا۔ اسی کمرے میں یہ پُر اسرار قتل وقوع پذیر ہوا تھا۔ ہومز اس کمرہ میں داخل ہوا۔ اور میں بھی موت کی دہشت سے مرعوب ہو کر اس کے پیچھے پیچھے اندر داخل ہو گیا۔

یہ وسیع مربع کمرہ تھا۔ ساز و سامان کے نہ ہونے سے اس کی وسعت اور بھی زیادہ معلوم ہوتی تھی۔ دیواروں پر معمولی قسم کا سستا سا کاغذ منڈھا ہوا تھا۔ جو کئی جگہوں سے پھٹ بھی گیا تھا۔ اور نیچے سے زرد زرد پلستر نظر آ رہا تھا۔ دروازے کے بالمقابل ایک بھڑکیلی انگیٹھی تھی جس کے اوپر مصنوعی سفید سنگ مرمر کا ایک مینٹل پیس بنا ہوا تھا۔ اور اس کے ایک سرے پر سُرخ موم بتی کا جلا ہوا نیچے کا سرا رکھا تھا۔ اس کمرہ میں صرف ایک کھڑکی تھی جس میں سے بہت کم روشنی اندر آتی تھی۔ تمام چیزوں پر مٹی جمی ہوئی تھی۔ اور تاریکی کے باعث تمام چیزوں پر جو ایک گونہ پژمردگی چھا رہی تھی۔ اُسے یہ مٹی کی موٹی سی تہ اور زیادہ دوبالا کرتی تھی۔

یہ میرے بعد کے مشاہدات ہیں۔ سردست میری توجہ تمامتر اس بھیانک مردہ نعش پر جم رہی تھی۔ جو تختوں پر بے حس و حرکت پڑی ہوئی تھی۔ اور جس کی بے نور آنکھیں چھت کی طرف گھور رہی تھیں۔ یہ ایک اوھڑ مضبوط اور فراخ سینہ آدمی کی نعش تھی جس کی عمر ۴۳ یا ۴۴ برس معلوم ہوتی تھی۔ اس نے ایک بھاری فراک کوٹ۔ واسکٹ۔ ہلکے رنگ کی پتلون اور بے داغ کالر اور کف پہن رکھے تھے۔ ٹوپی جس پر عمدگی سے بُرش کیا ہوا تھا۔ اس کے قریب فرش پر پڑی تھی۔ مٹھیاں بند تھیں۔ اور اس کے بازو باہر کی طرف کھلے ہوئے تھے۔ اس کے سخت و کرخت چہرہ پر

سے خوف اور نفرت کے آثار اس طرح سے عیاں تھے۔ کہ ایسی علامات میں نے کسی انسانی چہرے پر تو کبھی نہیں دیکھیں۔ مَیں نے مختلف النوع حالتوں میں لوگوں کو مرتے دیکھا ہے۔ لیکن اس خوفناک منظر سے جو خوف مجھ پر اس وقت طاری ہوا۔ اغلباً پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔

لسٹریڈ دروازہ کے ساتھ کھڑا تھا۔ اُس نے میرا اور میرے ساتھی کا استقبال کیا۔ اور بولا" یہ حادثہ بہت تہلکہ مچائے گا۔ مَیں نے ایسا واقعہ آج تک کبھی نہیں دیکھا ہے۔ اور مَیں کوئی نوآموز نہیں ہوں۔"

گرگین نے پوچھا" کیا کوئی کھوج نہیں ملا؟"

لسٹریڈ نے کہا" قطعاً نہیں۔"

شرلک ہومز نعش کے قریب گیا۔ اور گھٹنے ٹیک کر بامعانِ نظر دیکھنے لگا۔ پھر خون کے چھینٹوں اور دھبوں کی طرف اشارہ کرکے پوچھا" آپ کو یقین ہے۔ کہ اُسے کوئی زخم نہیں پہنچا ہے؟"

دونو سراغ رساں یک زبان ہو کر بولے" قطعی"۔

" تو یقیناً یہ خون کسی دوسرے آدمی کا ہے۔ اور اغلب قیاس یہی ہے۔ کہ یہ قاتل کا لہو ہے۔ بشرطیکہ یہ قتل اسی جگہ ہوا ہے۔ مجھے یہ حادثہ ان واقعات کو یاد دلاتا ہے۔ جو ۱۸۳۴ء میں یوٹریخٹ میں وین جنسن کی موت کے ساتھ وابستہ تھے۔ گرگین تمہیں وہ حادثہ یاد ہے؟"

" جی نہیں۔"

" تو اُسے ضرور پڑھو۔ سورج کے نیچے کوئی نئی بات شاذونادر ہی واقع ہوتی ہے۔ یہ سب کچھ پہلے بھی ہو چکا ہے۔"

وہ یہ باتیں کر رہا تھا۔ تو اس کی تیز طرار انگلیاں اِدھر اُدھر سب طرف

پھر رہی تھیں۔ اور وہ مردہ جسم کو چھو کر۔ ٹٹول کر۔ دبا کر۔ بٹن کھول کر ہر ایک طر
سے دیکھ بھال رہا تھا لیکن آنکھوں سے کوئی خاص بات ظاہر نہ ہوتی تھی۔
اُس نے تمام معائنہ اس قدر جلد ختم کر لیا تھا۔ کہ بالکل سمجھ میں نہ آتا تھا۔
کہ اس نے کس طرح تمام جزئیات کا امتحان کر کے اپنا اطمینان کر لیا ہے۔
آخر الامر اُس مردہ شخص کے ہونٹوں کو سونگھا۔ اور پھر اُس کے چرمی جُوتے
کی طرف دیکھا ✦

اُس نے پوچھا "یہ یہاں سے مطلقاً سرکایا نہیں گیا؟"

"معائنہ کی اغراض کے لئے جس قدر ضروری تھا۔ اُس سے زیادہ
نہیں سرکایا گیا"

اُس نے کہا "اب آپ اسے مُردہ خانہ[1] میں لے جا سکتے ہیں۔ اب
اس سے کوئی نئی بات معلوم نہیں کی جا سکتی"

گریگسن نے مردہ کی چارپائی اور چار مزدور تیار رکھے ہوئے تھے۔
اُس کے آواز دیتے ہی وہ کمرے میں داخل ہوئے۔ اور اجنبی کو اُٹھا کر
لے گئے ✦ جس وقت اُنہوں نے نعش کو اُٹھایا۔ اس میں سے ایک انگشتری
نیچے فرش پر گر پڑی۔ لسٹریڈ نے لپک کر اُسے اُٹھا لیا۔ اور حیران ہو کر اُس
کی طرف دیکھنے لگا ✦

"یہاں ضرور کوئی عورت آئی ہے۔ یہ کسی عورت کی شادی کی انگشتری
ہے"

جس وقت لسٹریڈ نے یہ بات کہی۔ اُس نے انگوٹھی کو اپنے ہاتھ کی

[1] مردہ خانہ کا مفہوم قبرستان سے قدرے جدا ہے۔ مردہ خانہ وہ جگہ ہوتی ہے۔ [illegible]
[illegible] مردے گاڑے جانے سے قبل عارضی طور پر رکھے جاتے ہیں ۱۲

ہتھیلی پر رکھ دیا تھا۔ ہم سب اس کے گرد جمع ہو گئے۔ اور انگوٹھی کو دیکھنے لگے۔ اس میں شک وشبہ کی مطلقاً کوئی گنجائش نہ تھی۔ کہ سونے کی یہ انگشتری ضرور کبھی کسی دلہن کے نازک ہاتھ کے لئے باعث زینت ہوئی ہوگی۔

گریگسن نے کہا: اس کی وجہ سے تو معاملہ اور بھی پیچیدہ ہو گیا۔ بخدا اس سے پہلے کیا کم پیچیدہ تھا!"

ہومز نے کہا: کیا تمہیں اس امر کا یقین ہے۔ کہ اس سے معاملہ آسان نہیں ہو گیا؟ ششدر ہو کر انگوٹھی کو دیکھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ تمہیں مردہ آدمی کی جیبوں میں سے کیا کچھ ملا تھا؟"

گریگسن نے زینہ کے اوپر چیزوں کے ایک انبار کی طرف اشارہ کر کے کہا: "وہ سب کچھ یہاں موجود ہے۔ اس سامان میں ایک سنہری گھڑی نمبر ۹۷۱۶۳ ہے۔ جو لندن کے سوداگر براڈ سے خریدی گئی ہے۔ ایک بھاری اور ٹھوس سنہری البرٹ زنجیر ہے۔ ایک سنہری انگشتری جس کے اوپر انجمن فری میسن کے نشانات ہیں۔ ایک جڑاؤ سنہری الپن۔ ملاقاتی کارڈ رکھنے کا ایک روسی چمڑے کا ڈبہ ہے۔ جس میں اینک جے ڈریبر" کے نام کے کارڈ ہیں۔ جو اس کے کپڑوں پر کے حروف " ای۔ جے۔ ڈی" کے بھی مطابق ہیں۔ بٹوہ ندارد تھا۔ لیکن ۷ پونڈ ۱۳ شلنگ رقم جیبوں میں کھلی پڑی تھی۔ بوکیکیو کی تصنیف ڈیکامران کی جیبی تختی کی ایک کاپی بھی ہے۔ اور اس کے سرورق پر جوزف اسٹینگرسن کا نام لکھا ہے۔ دو خط ہیں۔ ان میں سے ایک ای۔ جے ڈریبر کے نام۔ اور دوسرا جوزف اسٹینگرسن کے نام ہے۔"

"کس پتہ پر؟"

"امریکن ایکس چینج اسٹریٹڈ، وونوگون سٹیم شپ کمپنی کی طرف سے ہیں۔ اور
ان میں لکھا ہے۔ کہ لورپول سے اُن کے جہاز کب چلیں گے۔ یہ امر تو ظاہر ہے
کہ یہ بدقسمت شخص عنقریب نیویارک جانے والا ہے"
"کیا تم نے اس شخص اسٹینگرسن کے متعلق تفتیش شروع کر دی ہے؟"
گرگیسن نے کہا "ہاں میں نے فوراً تفتیش شروع کر دی تھی۔ میں نے تمام
اخبارات میں اشتہار بھیج دئے ہیں۔ اور ہمارے آدمیوں میں سے ایک امریکن
ایکس چینج پر بھی گیا ہے۔ لیکن ابھی تک وہ واپس نہیں آیا"
"کوئی پیغام تم نے کلیولینڈ بھی بھیجا ہے؟"
"آج صبح ہم نے ایک تار وہاں بھیجا تھا"
"تم نے کن الفاظ میں استصواب کیا ہے؟"
"ہم نے حالات مفصل طور پر بیان کر دئے ہیں۔ اور کہا ہے۔ کہ اگر وہ
ہمیں کسی قسم کی اطلاع دیں۔ تو ہم بہت مشکور ہونگے"
"کیا تم نے کسی خاص معاملہ کے متعلق جو تمہیں بالخصوص ضروری اور
اہم معلوم ہوا ہو۔ استصواب نہیں کیا؟"
"میں نے اسٹینگرسن کے متعلق دریافت کیا ہے"
"کیا اس کے سوا اَور کوئی ایسا امر نہیں۔ جو تمہاری رائے میں اس اسرار
کا عقدہ کشائی کر سکے۔ کیا تم دوبارہ کوئی اور تار برقی پیغام نہ بھیجو گے؟"
گرگیسن نے چیں بجبیں ہو کر کہا "جو کچھ مجھے کہنا تھا۔ میں کہہ چکا ہوں"
شرلک ہومز مسکرایا۔ اور کچھ کہنے کو تھا۔ کہ لسٹریڈ جو ہمارے مکالمہ
کے وقت سامنے کے کمرہ میں تھا۔ طمانیت اور افتخار کے ساتھ اپنے ہاتھ
ملتا ہوا ہمارے پاس آیا۔ اس نے کہا "مسٹر گرگیسن۔ میں نے ابھی ایک

نہایت ہی ضروری انکشاف کیا ہے۔ اگر میں دیواروں کا مطالعہ بامعانِ نظر نہ کرتا۔ تو وہ ضرور نظر انداز ہو جاتا +

جس وقت لسٹریڈ یہ بات کہہ رہا تھا۔ اس کی آنکھیں چمک رہی تھیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ اپنے حریف کے مقابلے میں زیادہ کامیاب ہونے سے بہت خوش ہو رہا ہے +

اُس نے کمرے میں واپس جاتے ہوئے کہا "یہاں آئیے۔ اب یہاں کھڑے ہو جائیے!"

اُس نے ایک دیا سلائی اپنے بوٹ پر رگڑ کر جلائی۔ اور اُسے دیوار کے بالمقابل رکھا +

اُس نے نہایت خوش ہو کر کہا "ادھر دیکھئے؟"

میں نے اوپر ذکر کیا ہے۔ کہ دیوار پر بعض مقامات پر سے کاغذ پھٹ گیا تھا۔ کمرے اس کونے میں ایک بہت بڑا ٹکڑا پھٹ گیا تھا۔ اور نیچے سے بدنما پلستر نظر آ رہا تھا۔ اس ننگی جگہ کے اوپر خون آشام سرخ حروف میں ایک لفظ لکھا ہوا تھا۔

"راشہ"

سراغ رساں ایسے انداز سے بولا۔ جیسے کہ کوئی تماشے والا کوئی عجیب تماشہ دکھا رہا ہو "اس کے متعلق آپ کا کیا خیال ہے؟ چونکہ یہ کمرے کے تاریک ترین کونے میں تھا۔ اس لئے یہ نظر انداز ہو گیا تھا۔ قاتل نے اسے اپنے خون سے لکھا ہے + ادھر دیکھئے۔ یہاں دیوار کے اوپر سے خون ٹپکا ہے۔ اس انکشاف سے یہ خیال باطل ہو جاتا ہے۔ کہ یہ قتل عمد کا نتیجہ ہے۔ سوال یہ رہ جاتا ہے۔ کہ یہ خاص کونہ لکھنے کے لئے کیوں

چناگیا تھا؟ میں آپ کو بتاتا ہوں۔ آپ مینٹل پیس پر وہ موم بتی ملاحظہ فرماتے
ہیں۔ اُس وقت یہ بتی جل رہی تھی۔ اس لئے یہ کونہ تاریک ترین ہونے کی
بجائے دیوار کا سب سے روشن حصہ تھا۔"

گرگیسن نے نفرت آمیز لہجہ سے کہا:" اور اب آپ نے یہ دریافت
کرلیا ہے۔ تو مجھے یہ بتائیں۔ کہ اس کا مطلب کیا ہے؟"

"مطلب؟ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ لکھنے والا 'راشل' لکھنا چاہتا تھا
جو کسی عورت کا نام ہوگا۔ لیکن ختم کرنے سے قبل کسی وجہ سے رُک گیا۔
آپ غور سے میرے الفاظ سنیں۔ اور یاد رکھیں۔ کہ جب یہ معاملہ صاف ہو
جائے گا۔ تو ضرور 'راشل' نامی کوئی عورت اُس کی تہ پر نکلے گی۔ مسٹر شرلاک ہومز
آپ ہنسنے کے مجاز ہیں۔ مانا کہ آپ بہت چالاک اور ہوشیار ہیں۔ لیکن
انجام کار ہمیشہ پُرانا شکاری ہی زیادہ کام آتا ہے۔"

میرے ساتھی نے ایک پُرزور قہقہہ لگا کر سراغ رساں کو برافروختہ
کر دیا تھا۔ اب وہ بولا:" میں معافی چاہتا ہوں بے شک آپ کو اس بات
کا فخر حاصل ہے۔ کہ آپ نے سب سے پہلے اس اہم انکشاف پر روشنی
ڈالی۔ اور جیسا کہ آپ کا خیال ہے۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ گذشتہ شب کے
پراسرار واقعہ میں یہ تحریر قاتل نے اپنے ہاتھ سے لکھی ہے۔ لیکن مجھے ا
تک اس کمرے کے امتحان کا موقعہ نہیں ملا۔ آپ کی اجازت سے میں ا
کو دیکھتا ہوں۔"

میرے دوست نے فوراً اپنی جیب میں سے ناپنے کا فیتہ اور ایک
بڑا محدب شیشہ نکالا۔ اور ان دو چیزوں کو لے کر وہ خاموشی کے سا
کمرے میں پھرنے لگا۔ بعض اوقات وہ ٹھہر جاتا تھا۔ کبھی گھٹنے ٹیک

بیٹھ جاتا تھا۔ اور ایک دفعہ تو منہ کے بل اُلٹا لیٹ گیا۔ وہ اپنے کام میں اس قدر زیادہ محو تھا۔ کہ اُسے ہماری موجودگی کا مطلقاً کوئی لحاظ نہ تھا۔ کیونکہ وہ متواتر زیر لب بڑبڑا رہا تھا۔ اور مسلسل طور پر امید اور اطمینان کے اظہار کو استعجاب اور افسوس کے نعرے مارتا جاتا تھا۔ جب میں اس کو دیکھ رہا تھا۔ تو لا محالہ مجھے ایک ہوشیار شکاری کُتے کا خیال آتا تھا۔ جو مستعدی کے ساتھ آگے پیچھے دوڑتا رہتا ہے۔ یہاں تک کہ بُو کو پالیتا ہے۔ اُس نے اپنی تحقیقات بیس منٹ یا کچھ زیادہ عرصہ تک جاری رکھی۔ وہ ایسے نشانات کے درمیان نہایت احتیاط کے ساتھ فاصلہ ناپتا۔ جو مجھے بالکل دکھائی نہ دیتے تھے۔ اور بعض اوقات یوں ہی ایک مبہم انداز سے اپنا فیتہ دیوار کے ساتھ لگاتا ایک جگہ اُس نے فرش پر سے بھوری سی خاک کا ایک چھوٹا سا انبار جمع کیا اور نہایت احتیاط سے ایک لفافہ میں رکھ لیا۔ آخر کار اُس نے دیوار پر سے خونی لفظ کو نظرِ امعان دیکھا۔ اور ہر ایک حرف کا احتیاط کے ساتھ مطالعہ کیا۔ جب کچھ کر چکنے کے بعد اُس نے فیتہ اور محدب شیشہ اپنی جیب میں رکھ لیا۔ اور ہنس کر بولا۔ "لوگ کہتے ہیں۔ کہ جزئیات کے متعلق بے اندازہ محنت مشقت برداشت کرنے کا نام ذہانت ہے۔ گو یہ تعریف اور لحاظ سے ناقص ہے۔ لیکن سراغ رسانی کے متعلق یقیناً صحیح ہے"۔

گریگسن اور لسٹریڈ میرے ساتھی کی حرکات کو تجسس اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتے رہے۔ غالباً وہ اس امر کی تہ تک نہیں پہنچے تھے۔ جس کو کہ میں سمجھ گیا۔ کہ شرلک ہومز کا ادنےٰ سے ادنےٰ کام بھی ضرور کسی خاص غرض کے لیے ہوتا ہے۔

ان دونوں نے یک زبان ہو کر پوچھا۔ "کیوں صاحب اب آپ کا اس

معاملہ کے متعلق کیا خیال ہے؟"

میرے دوست نے جواب دیا "اگر مَیں آپ کو مدد دینے کا دعوے کروں۔ تو یہ ایک غلط ادعا ہوگا۔ آپ دونو اس معاملہ میں ایسی قابلیت سے تفتیش کر رہے ہیں۔ کہ کسی دوسرے کا اس میں دخل دینا بالکل بے محل ہے"

یہ کہتے وقت اس کی آواز میں انتہا درجہ کی طنز مستور تھی۔ پھر وہ بولا "اگر آپ مجھے اپنی تحقیقات سے آگاہ کرتے رہینگے۔ تو مجھ سے جہاں تک بن پڑیگا۔ مَیں خوشی سے آپ کو مدد دونگا۔ لیکن سردست اُس سپاہی سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں جس نے نعش پائی تھی۔ آپ مجھے اس کا نام اور پتہ بتا سکتے ہیں؟"

لسٹریڈ نے اپنی نوٹ بک میں سے دیکھ کر بتایا "جان رانس۔ وہ اس وقت چھٹی پر ہے۔ آپ اُسے نمبر ۴۶۔ آڈلے کورٹ۔ کیننگٹن پارک گیٹ کے پتہ پر مل سکتے ہیں"

ہومز نے پتہ لکھ لیا۔

وہ کہنے لگا "آیئے ڈاکٹر صاحب! ہم اُس کے ہاں چل کر اُس سے ملیں" پھر وہ دونو سراغ رسانوں کی طرف مُڑ کر بولا "مَیں آپ کو ایک بات بتاتا ہوں جس سے اس مقدمہ کا کھوج نکالنے میں شاید آپ کو مدد مل سکے۔ یہاں قتل ضرور ہوا ہے۔ اور قاتل ایک مرد تھا۔ اُس کا قد چھ فٹ سے زیادہ ہے اور وہ عالمِ شباب میں ہے۔ اس کے قد کے لحاظ سے اُس کے پاؤں چھوٹے ہیں۔ اس کے پاؤں میں چوڑے پنجے کے بوٹ تھے۔ اور وہ ایک ترچنا پلی چرٹ پی رہا تھا۔ وہ مقتول کے ساتھ ایک چوپہیہ گاڑی میں آیا تھا جس کو صرف ایک گھوڑا کھینچ رہا تھا۔ اس گھوڑے کی تین نعلیں پُرانی تھیں۔ اور

اگلے بائیں پاؤں کی نعل نئی تھی۔ قاتل کے دائیں ہاتھ کے ناخن بہت زیادہ لمبے تھے۔ یہ صرف چند علامات ہیں۔ لیکن یہ بہت مفید ہو سکتی ہیں"۔

لسٹریڈ اور گرگیسن نے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ اور ایک ایسے انداز سے مسکرائے جس سے صاف طور پر مترشح ہوتا تھا۔ کہ انہیں شرلک ہومز کی باتوں کا یقین نہیں آیا۔ مقدم الذکر نے دریافت کیا "اگر یہ آدمی قتل کیا گیا تھا۔ تو قتل کیسے ہوا تھا؟"

شرلک ہومز نے صرف دو لفظ جواب میں کہے "زہر سے"۔ اور چل دیا دروازے پر اس نے مڑ کر کہا "مسٹر لسٹریڈ۔ یہ بات یاد رکھئے۔ کہ "راش" جرمن زبان میں "انتقام" کو کہتے ہیں۔ اس لئے آپ مس راشل کی تلاش میں اپنا وقت عزیز ضائع نہ کریں"۔

یہ کہہ کر وہ باہر نکل گیا۔ اور دونو حریف حیران و ششدر رہ گئے۔
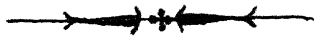
باب چہارم

جان رانس سپاہی کا بیان

ایک بجے ہم نمبر ۳ لارسٹن باغ سے روانہ ہوئے۔ شرلک ہومز مجھے ایک نزدیک کے تار گھر میں لے گیا۔ جہاں اُس نے ایک مفصل تار دی۔ اُس کے بعد اُس نے ایک گاڑی کرایہ پر لی۔ اور کوچوان کو اس پتہ پر چلنے کے لئے کہا۔ جو مسٹر لسٹریڈ نے بتایا تھا۔

اُس نے کہا "معتبر اور براہِ راست شہادت کی مثل کوئی چیز نہیں ہوتی گو اس معاملہ کے متعلق مَیں اپنے نتائج قائم کر چکا ہوں۔ تاہم تمام معلومات جو کہ دستیاب ہو سکتی ہیں۔ ان کے دریافت کر لینے میں کوئی مضایقہ نہیں ہے"۔

مَیں نے کہا "دوست ہومز۔ آپ کی اعجوبہ باتیں سن کر مَیں تو بالکل حیران ہوں۔ ان امور کے متعلق جو آپ نے سراغ رسانوں کے سامنے بیان کئے تھے۔ آپ کو ایسا یقین تو نہیں ہو سکتا۔ جیسا آپ ظاہر کرتے ہیں"۔

اُس نے جواب دیا "بظاہر میرے استدلال میں غلطی کا امکان نہیں ہے۔ سب سے پہلی چیز جو مَیں نے موقعہ واردات پر پہنچ کر دیکھی۔ ایک گاڑی کے دو پہیوں کے گہرے نشان تھے۔ چونکہ گذشتہ شب سے پہلے ایک ہفتہ تک کوئی بارش نہیں ہوئی تھی۔ اس لئے جن پہیوں سے وہ نشانات بنے تھے۔ وہ یقیناً گزشتہ شب وہاں سے گزرے ہونگے۔ علاوہ ازیں گھوڑے کے سموں کے نشان بھی وہاں نظر آتے تھے۔ ان نشانات میں ایک باقی تین سے زیادہ صاف تھا۔ اس سے یہ امر واضح ہوتا تھا۔ کہ ایک نعل نیا تھا۔ چونکہ بارش شروع ہونے کے بعد گاڑی وہاں سے گزری تھی۔ اور گرگسن کے بیان کے مطابق صبح کو کسی وقت کوئی گاڑی وہاں نہیں آئی تھی۔ اس لئے یہ ظاہر تھا۔ کہ وہ گاڑی جس کے نشانات وہاں موجود تھے۔ گزشتہ شب وہاں پہنچی تھی۔ اور وہ دونو آدمی اسی میں بیٹھ کر اُس گھر میں آئے تھے"۔

مَیں نے کہا "ہاں یہ بات تو صاف معلوم ہوتی ہے لیکن دوسرے آدمی کے قد کے متعلق آپ نے کیسے اندازہ لگا لیا؟"

"نہایت آسانی سے۔ دس میں سے نو حالتوں میں آدمی کا قد اُس کے

قدم کی لمبائی سے معلوم کیا جا سکتا ہے - یہ معمولی حساب کی بات ہے - لیکن میں آپ کو اعداد و شمار سے تنگ نہیں کرنا چاہتا + میں نے اس آدمی کا قدم باہر تر زمین پر اور اندر خاک کے اوپر ناپا تھا + علاوہ ازیں میں نے اس پیمائش کی کی مزید تصدیق ایک اَور طریقہ سے بھی کر لی تھی - دیوار پر لکھتے وقت انسان فطرتاً اپنی آنکھوں کے محاذ میں لکھتا ہے - اس حالت میں وہ تحریر چھ فٹ سے قدرے بلند تھی - یہ سب تو بچوں کا کھیل معلوم ہوتا ہے "+

میں نے دریافت کیا "لیکن اس کی عمر؟"

"اگر ایک آدمی بآسانی ساڑھے چار فٹ لمبے قدم اُٹھا سکتا ہے - تو یقیناً وہ بوڑھا نہیں ہو سکتا + باغ میں ایک جگہ نشیب میں پانی کھڑا تھا - اس گڑھے کی چوڑائی ساڑھے چار فٹ تھی - اور وہ آدمی کود کر اُس کے پار گزر گیا تھا + پیٹنٹ چمڑے کے بوٹ گڑھے کے گرد گرد پڑے تھے - لیکن چوڑے پنجے والے بوٹ ایک طرف سے دوسری طرف پھاند گئے تھے + اس میں کوئی معمہ نہیں - میں صرف روزمرہ زندگی کے واقعات میں مشاہدہ اور استدلال کے بعض قواعد استعمال کرتا ہوں - جن کا ذکر میں نے اپنے مضمون میں بھی کیا تھا - کیا اس کے سوا کوئی اَور چیز بھی آپ کی حیرانی کا موجب ہے؟"

میں نے کہا "انگلیوں کے ناخن اور ترچناپلی چُرٹ؟"

"دیوار پر جو تحریر تھی کسی شخص نے انگشت شہادت کو خون میں ڈبو کر لکھی تھی + محدب شیشے کی وساطت سے میں نے دیکھا - کہ لکھتے ہوئے پلستر کھُرچا گیا ہے + اگر اس آدمی کا ناخن ٹھیک بنا ہوا ہوتا - تو کبھی ایسا نہ ہوتا + دوسرے میں نے فرش پر سے کچھ بکھری ہوئی خاک جمع کی تھی - وہ خاک سیاہ رنگت کی تھی - ایسی - کہ صرف ترچناپلی چُرٹ کی ہوتی ہے + میں نے چُرٹوں

کی راکھ کا خوب مطالعہ کیا ہے۔ بلکہ میں نے اس مبحث پر ایک کتاب بھی شائع کی ہے میں بلاخوف تردید کہتا ہوں۔ کہ میں ہر ایک قسم کے چرٹ اور تمباکو کی راکھ کو ایک نظر میں پہچان سکتا ہوں۔ یہی وہ جزئیات ہیں۔ جن کی بدولت ایک مشاق سراغ رساں گریگسن اور لسٹریڈ جیسے سراغ رسانوں سے فائق ہو سکتا ہے۔

میں نے اپنا ہاتھ اپنی پیشانی پر پھیرا۔ اور کہا " میرا سر چکرا رہا ہے۔ اس معاملہ پر جتنا زیادہ غور کیا جاتا ہے۔ یہ اتنا ہی پیچیدہ معلوم ہوتا ہے۔ وہ دو آدمی۔ بشرطیکہ وہ دو نو مرد تھے۔ اس خالی گھر میں کیونکر آئے؟ جو کوچوان ان کو وہاں لایا تھا۔ اس کا حشر کیا ہوا؟ ایک آدمی نے دوسرے کو کس طرح زہر کھانے پر مجبور کیا؟ خون کہاں سے آیا؟ جب کوئی چیز چرائی نہیں گئی۔ تو پھر قاتل کا اصلی مقصد کیا تھا؟ عورت کی انگشتری وہاں کس طرح آئی؟ دوسرے آدمی نے بھاگنے سے قبل جرمن لفظ راش کیوں لکھا؟ میں تو ان تمام امور کو باہم گر منطبق کرنے سے قاصر ہوں۔"

میرا ساتھی مسکرایا۔ اور کہنے لگا " آپ نے واردات کے متعلق جملہ مشکل امور کو بہت وضاحت سے جمع کر دیا ہے۔ گو ابھی بہت سے امور صاف نہیں ہوئے۔ لیکن اصلی واقعہ کے متعلق میں اپنے نتائج قائم کر چکا ہوں۔ لسٹریڈ بیچارے کے انکشاف کا نتیجہ اس کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتا۔ کہ پولیس دھوکا کھا جائے۔ اور غلط راستے پر لگ جائے۔ اصل میں اس لفظ کا مقصد یہ ہے۔ کہ لوگ اشتراکیت اور خفیہ انجمنوں کے مغالطے میں ڈال دے۔ یہ کسی جرمن کا لکھا ہوا نہیں ہے۔ گو حرف " اے " جرمن انشاء کے مطابق لکھا ہوا ہے لیکن ایک جرمن ہمیشہ لاطینی حروف میں لکھتا ہے۔ اس لئے ہم یقینی یہ نتیجہ نکال سکتے ہیں۔ کہ یہ کسی جرمن کا لکھا ہوا نہیں۔ بلکہ ایک نقال نے

لکھا ہے۔ جو نقل اُتارنے میں حدِ مناسب سے تجاوز کر گیا ہے۔ جناب ڈاکٹر صاحب مَیں آپ کو سرِدست مزید معلومات نہیں بتاؤنگا۔ آپ جانتے ہیں کہ ایک شعبدہ باز کی قدر و منزلت اس کے شعبدوں کی تشریح ہو جانے کے بعد بہت کم رہ جاتی ہے۔ اسی طرح اگر مَیں آپ کو اپنے طریقِ عمل سے بہت زیادہ آگاہ کر دونگا۔ تو آپ بھی یہی خیال کرنے لگیں گے۔ کہ مَیں ایک نہایت ہی معمولی آدمی ہوں"۔

مَیں نے کہا: "ہرگز نہیں۔ آپ نے سراغ رسانی کو اتنا صحیح علم بنا دیا بنا دیا ہے۔ اور اسے سائنس کے اس درجہ تک پہنچا دیا ہے۔ جتنا کہ اس دنیا میں ممکن ہو سکتا تھا"۔

میرے ان الفاظ سے اور میرے سنجیدہ طرزِ ادا سے میرا ساتھی بہت مسرور ہوا۔ مَیں پہلے بھی ذکر کر چکا ہوں۔ کہ وہ اپنے فن کے متعلق خوشامد سے ایسا ہی خوش ہوتا تھا جیسے کہ کوئی دوشیزہ اپنے حسن کی تعریف سے خوش ہوتی ہے۔

اس نے کہا: "مَیں آپ کو ایک بات اور بتاتا ہوں جس شخص نے پیٹنٹ چمڑے کا بوٹ پہن رکھا تھا۔ اور جس کا چوڑے پنجے والا بوٹ تھا۔ وہ دو ایک ہی گاڑی میں سوار ہو کر آئے تھے۔ اور راستہ میں اغلباً بازو میں باز ڈال کر دوستانہ انداز سے اکٹھے چلتے رہے ہیں۔ جب وہ مکان کے اند پہنچے۔ تو وہ کمرے میں ادھر اُدھر پھرتے رہے۔ بلکہ زیادہ صحیح یہ ہے۔ کہ پیٹنٹ چمڑے کے بوٹ ساکن رہے تھے۔ اور چوڑے پنجے کے بوٹوں وا آدمی چلتا رہا۔ مَیں نے فرش پر سے یہ سب کچھ مطالعہ کر لیا ہے۔ اور خا کے مطالعہ ہی سے مَیں یہ بھی معلوم کر چکا ہوں۔ کہ جوں جوں وہ چلتا رہا۔ و

زیادہ جوش میں آتا گیا۔ یہ اُس کے قدموں کی لمبائی کی زیادتی سے صاف طور پر ظاہر ہوتا ہے۔ اغلباً وہ اس وقت گفتگو میں مشغول تھا۔ اور اس کا جوش بڑھ رہا تھا۔ اس کے بعد واردات وقوع پذیر ہوئی۔ جو کچھ مجھے یقینی طور پر معلوم ہے میں نے آپ کو بتا دیا ہے۔ اُس کے ماسوا باقی سب امور ابھی مشتبہ اور غیر یقینی ہیں۔ تاہم ابتداء کار کے لئے ہمارے پاس کافی مواد ہے۔ ہمیں جلدی کرنی چاہئے۔ کیونکہ میں آج سہ پہر کو مشہور مغنیہ نارمن نیروڈا کا گانا سننا چاہتا ہوں"۔

یہ گفتگو ہم اس وقت کر رہے تھے۔ جب ہماری گاڑی پیچیدہ اور غلیظ بازاروں میں سے گزر رہی تھی۔ ان میں سے ایک نہایت ہی تاریک اور گندے بازار میں ہمارا کوچوان کھڑا ہو گیا۔ اور ایک تنگ دروازہ کی طرف اشارہ کر کے کہنے لگا "جناب۔ اڈلے کورٹ یہی ہے۔ آپ کے واپس آنے تک میں یہیں ٹھیروں گا"۔

اڈلے کورٹ کوئی پُرفضا جگہ نہ تھی۔ ایک تنگ راستہ میں سے گزر کر ہم مکان نمبر ۴۶ پر پہنچے۔ جہاں دروازہ کے اوپر پیتل کی ایک چھوٹی سی تختی پر رانس کا نام کندہ تھا۔ دریافت کرنے پر ہمیں معلوم ہوا۔ کہ کنسٹبل سو رہا ہے۔ ہمیں ایک چھوٹے سے کمرے میں بیٹھنے کے لئے کہا گیا۔

تھوڑی دیر کے بعد جان رانس آیا۔ نیند سے بیدار کئے جانے پر وہ کچھ ناراض معلوم ہوتا تھا۔ اُس نے چڑچڑے پن سے کہا "میں نے دفتر میں اپنی رپورٹ پیش کر دی تھی"۔

ہومز نے نصف پونڈ اپنی جیب سے نکالا۔ اور کہا "ہم چاہتے تھے کہ براہ راست آپ کی زبان سے آپ کا بیان سُنیں"۔

سپاہی نے جواب دیا "جو کچھ مَیں بتا سکتا ہوں۔ مَیں نہایت خوشی سے آپ کو بتاؤں گا" اُس کی آنکھیں سینے کے چھوٹے سے سکہ پر جمی ہوئی تھیں!
"جس طرح واردات ہوئی تھی۔ آپ ہو بہو اسی طرح اپنے انداز میں بیان کر دیں"

جان رانس ایک آرام کرسی پر بیٹھ گیا۔ اور اُس نے اپنے ابرو اس طرح سے سکیڑ لئے۔ گویا اس کا ارادہ ہے۔ کہ کچھ بھی حذف نہ کرے "مَیں آپ کو تمام واقعہ شروع سے بتاؤں گا۔ میری نوکری کا وقت رات کے دس بجے سے صبح کے چھ بجے تک ہے۔ گیارہ بجے "وائٹ ہارٹ" میں ایک لڑائی ہوئی تھی۔ اس کے سوا باقی تمام وقت بالکل سکون رہا۔ ایک بجے بارش شروع ہوئی۔ اور میری ملاقات ہیری مرچر سے ہوئی جس کی نوکری ہالینڈ گرو میں تھی۔ ہم ہنری ایٹا گلی کے کنارے پر کھڑے ہو کر باتیں کرتے رہے۔ تھوڑی دیر کے بعد غالباً اس وقت دو بجے تھے۔ مجھے خیال آیا۔ کہ مَیں ذرا گشت لگا لوں۔ اور برکسٹن روڈ کا حال دیکھ لوں۔ اس وقت بالکل خاموشی تھی۔ اور سڑک کیچڑ سے بھر رہی تھی۔ ایک دو گاڑیاں تو میرے پاس سے گزریں۔ لیکن کوئی آدمی مجھے دکھائی نہ دیا۔ مَیں اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اور اپنے دل میں سوچ رہا تھا۔ کہ شراب کا ایک جام مجھے اس وقت کتنا مرغوب ہو کہ یک لخت اس مکان میں روشنی نظر آئی۔ چونکہ مجھے معلوم تھا۔ کہ لارسٹن باغ کے وہ دو مکان خالی پڑے ہیں۔ اس لئے کھڑکی میں روشنی دیکھ کر مجھے بہت حیرانی ہوئی۔ اور مجھے شبہ ہوا۔ کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے۔ جب مَیں دروازے تک پہنچا۔ . . ."

میرے ساتھی نے جلدی سے کہا "تم ٹھہر گئے تھے۔ اور باغ کے

دروازے تک واپس لوٹ گئے تھے۔ ایسا تم نے کیوں کیا تھا؟"

رانس اُچھل پڑا۔ اور شرلاک ہومز کی طرف حیران و سراسیمہ ہو کر دیکھنے لگا۔

وہ بولا "یہ بالکل صحیح ہے۔ لیکن صاحب مَیں قطعاً نہیں سمجھ سکتا۔ کہ آپ کو اس کا علم کیسے ہوا ہے! جب مَیں دروازے تک پہنچا۔ تو وہاں اس قدر تاریکی اور خاموشی تھی۔ کہ مَیں نے مناسب سمجھا۔ کہ کسی آدمی کو اپنے ساتھ لے لوں۔ مَیں بُزدل نہیں ہوں۔ تاہم مَیں باغ کے دروازے تک گیا۔ کہ شاید میرا رفیق مرچر وہاں لالٹین لئے موجود ہو۔ لیکن وہاں نہ تو مرچر موجود تھا۔ اور نہ ہی کوئی اور شخص"۔

"کیا سڑک پر ایک بھی متنفس نہ تھا؟"

"قطعاً نہیں، پھر مَیں نے حوصلہ کیا۔ اور واپس جا کر دروازہ کھولا۔ مکان کے اندر بالکل خاموشی تھی۔ پھر مَیں اس کمرے میں گیا۔ جہاں سے روشنی آ رہی تھی۔ وہاں ایک سرخ موم بتی جل رہی تھی۔ اس کی روشنی میں مَیں نے دیکھا"۔

"ہاں تم نے جو کچھ دیکھا۔ مجھے سب معلوم ہے۔ تم کئی بار کمرے کے گرد پھرے۔ پھر تم نعش کے پاس جُھکے۔ اور کمرے میں سے گزر کر باورچی خانے کی طرف گئے۔ اور اس کے دروازے کو آزمایا۔ اور پھر..."۔

جان رانس دوبارہ اُچھل پڑا۔ اس کے چہرے سے ڈر اور شبہ مترشح ہوتا تھا۔ اس نے کہا "آپ کہاں چھپے ہوئے تھے۔ کہ آپ نے اتنا کچھ دیکھ لیا۔ مجھے معلوم ہوتا ہے۔ کہ آپ کو مناسب سے زیادہ معلومات حاصل ہیں"۔

ہومز ہنسا۔ اور اُس نے اپنا ملاقاتی کارڈ میز پر پھینک کر کہا " تم مجھے
ل کے جرم میں مت گرفتار کرو۔ مَیں بھیڑیا نہیں۔ بلکہ شکاری کتوں میں سے
یک ہوں۔ مسٹر گریگسن یا مسٹر لسٹریڈ اس امر کی تصدیق کرینگے۔ اچھا۔ اب
تم اپنا بیان ختم کرو۔ اس کے بعد تم نے کیا کیا؟"
رانس اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ لیکن اس کے استعجاب کی کوئی حد نہ تھی "مَیں
نے دروازے تک واپس جا کر اپنی سیٹی بجائی جس کی آواز سن کر مرچا اور دو
اَور سپاہی موقع پر پہنچ گئے "۔
"کیا اس وقت سڑک خالی تھی؟"
"ہاں جس حد تک کسی کام کے آدمی کا تعلق ہے۔ سڑک بالکل خالی تھی"۔
"تمہارا مطلب کیا ہے"؟
سپاہی بے ساختہ ہنس پڑا۔ اور کہنے لگا " وہاں ایک شرابی موجود
تھا۔ مَیں نے اپنی عمر میں بہت سے مدہوش بادہ خوار دیکھے ہیں۔ لیکن ویسا
بدمست شرابی آج تک میری نظر سے نہیں گزرا۔ جب مَیں باہر نکلا۔ تو
وہ باغ کے دروازے کے پاس جنگلے سے سہارا لے کر کھڑا ہونے کی
کوشش کر رہا تھا۔ اور پورے زور سے اناپ شناپ گیت گا رہا تھا"۔
شرلک ہومز نے پوچھا " وہ کس قسم کا آدمی تھا"؟
جان رانس اس جملہ معترضہ سے بہت کبیدہ خاطر ہوا۔ اور کہنے لگا
" وہ بالکل بے ہوش تھا۔ اگر ہم اس قدر مصروف نہ ہوتے۔ تو وہ حوالات
میں بند ہوتا "۔
ہومز نے بے صبری سے کہا " اس کا چہرہ۔ اور اس کا لباس کیسا
تھا۔ ان چیزوں کو تم نے نہ دیکھا"؟

"دیکھا کیوں نہیں تھا۔ خود میں نے اور مرچنے اسے اٹھایا تھا۔ وہ دراز قد آدمی تھا۔ اس کا چہرہ سُرخ تھا۔ اور نیچے کا حصہ ڈھپا ہوا تھا"

ہومز نے چلا کر کہا "یہ کافی ہے۔ پھر تم نے اس کو کیا کیا؟"

کنسٹبل نے رنجیدہ آواز سے جواب دیا "اس کی خبرگیری کرنے کی بجائے ہمارے پاس اور بہتیرا کام تھا۔ میں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ افتاں و خیزاں وہ اپنے گھر تک ضرور پہنچ گیا ہوگا"

"اس کا لباس کیا تھا؟"

"بھورے رنگ کا لبادہ"

"کیا اس کے ہاتھ میں چابک تھا؟"

"چابک! نہیں"

"وہ چابک ضرور پیچھے چھوڑ آیا ہوگا" پھر میرے ساتھی نے زیرِ لب کہا "اس کے بعد تم نے کوئی گاڑی نہیں دیکھی۔ یا کسی گاڑی کے چلنے کی آواز نہیں سُنی؟"

"نہیں"

میرے ساتھی نے کھڑے ہو کر اپنی ٹوپی اُٹھائی۔ اور کہا "یہ نصف پونڈ تمہارا انعام ہے۔ لیکن جان رانس میرا خیال ہے۔ کہ تم کبھی ترقی نہیں کر سکو گے۔ تمہارا سر زینت کے علاوہ کسی اور کام کا بھی ہونا چاہئے۔ گزشتہ شب تم ایک سارجنٹ تک بآسانی ترقی کر سکتے تھے۔ جس مخمور آدمی کو تم نے اپنے ہاتھوں سے اُٹھایا تھا۔ وہ اس پُراسرار قتل کے معمے کو سلجھا سکتا ہے اور ہم سب اسی کی تلاش میں ہیں۔ خیر اب اس کے متعلق بحث کرنا فضول

ہم سپاہی بیچارے کو مبہوت و ششدر چھوڑ کر اپنی گاڑی کی طرف بڑھے
جب ہم اپنے مکان کی طرف واپس روانہ ہوئے۔ ہومز نے طیش سے
کہا "خر دماغ احمق۔ خیال کیجئے۔ کہ کیسا زریں موقع اس کے ہاتھ لگا تھا۔
لیکن اس نے اس سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا"۔

میں نے کہا "ابھی تک یہ معاملہ میری سمجھ میں نہیں آیا۔ یہ سچ ہے۔
کہ جو حلیہ آپ نے بیان کیا تھا۔ وہ اس آدمی کے ساتھ ملتا ہے۔ لیکن ایک
دفعہ مکان کو چھوڑنے کے بعد وہ دوبارہ واپس کیوں آتا؟ مجرموں کا تو یہ طریق
نہیں ہے"۔

"آپ انگشتری کو نہ بھولئے۔ وہ آدمی انگشتری لینے کو واپس آیا تھا۔
ہم اس انگشتری کے ذریعہ اُسے گرفتار کر سکتے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب میں آپ
کو دعوے کے ساتھ کہتا ہوں۔ کہ میں اس آدمی کو ضرور گرفتار کر لوں گا۔
مجھے آپ کا شکریہ ادا کرنا چاہئے۔ اگر آپ نہ ہوتے۔ تو شاید میں موقع پر نہ
آتا۔ اور اس نہایت دلچسپ و پراسرار حادثہ کے مطالعہ سے محروم رہتا۔
جسے ہم تھوڑی سی جائز استعارہ طرازی سے "خونناہ عشق" کہہ سکتے ہیں
کیونکہ بادی النظر میں مجھے گزشتہ شب کا خونیں واقعہ عشق۔ رقابت اور
انتقام کی ایک طویل داستان نظر آتا ہے۔ زندگی کے بے رنگ منظر
میں قتل کی خونی دھاری خم کھاتی ہوئی دور تک چلی گئی ہے۔ ہمارا فرض
یہ ہے۔ کہ ہم اس خونی دھاری کی کنہ کو سمجھیں۔ اور اس راز کو سلجھا کر معاملہ
کی تہ تک پہنچ جائیں۔ آئیے اب کھانا کھائیں۔ اور پھر موسیقی کی جان نَرمن
نیرودا کا گانا سننے چلیں۔ اس کا ناچ اور سلام غضب کے ہیں۔ آج
وہ چوپن کی کونسی عمدہ غزل گائے گی۔ ٹرالا لا لرا لرا لے"۔

یہ غیر سرکاری سراغ رساں گاڑی میں تکیہ لگا کر بلبل کی طرح چہکتا رہا۔ اور میں انسانی دماغ کے عامتہ الورود ہونے پر غور و فکر کرتا رہا +
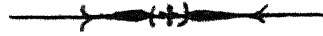
باب پنجم

ایک غیر متوقع ملاقاتی

صبح کی دوڑ دھوپ میری ناقص صحت کے لحاظ سے بہت زیادہ تھی چنانچہ سہ پہر تک میں بالکل تھک گیا + جب ہومز تھیٹر چلا گیا۔ تو میں مسہری پر لیٹ کر سو جانے کی کوشش کرنے لگا۔ لیکن میری یہ کوشش بالکل بے سود تھی + میرا دماغ واقعاتِ قتل سے ہیجان میں تھا۔ اور عجیب و غریب خیالات اس میں موجزن ہو رہے تھے + آنکھیں بند کرنے پر مجھے مقتول کا مڑا ہوا بندر نما چہرہ دکھائی دینے لگتا۔ جو نقش کہ اس بدنما چہرے نے میرے دل پر پیدا کیا تھا۔ وہ اس قدر غیر مرغوب تھا۔ کہ میں ایک طرح سے قاتل کا مشکور تھا۔ کہ اُس نے ایسی بھیانک ہستی کو ہلاک کر دیا + اینک جے ڈریبر کے خط و خال پرلے درجہ کی شرارت اور بدی کی مجسم تصویر تھے۔ باایں ہمہ میں تسلیم کرتا ہوں۔ کہ انصاف کی نظروں میں مقتول کی خباثت جرم کی تلافی نہیں کر سکتی تھی +

جتنا زیادہ میں اس معاملہ کے متعلق غور کرتا تھا۔ اسی قدر زیادہ مجھے اپنے ساتھی کا یہ خیال غیر معمولی معلوم ہوتا۔ کہ مقتول کو زہر دے کر

مارا گیا ہے۔ مجھے خوب یاد تھا۔ کہ اُس نے اُس کے ہونٹوں کو سونگھا تھا۔ اور مجھے اس امر کے متعلق کوئی شبہ نہ تھا۔ کہ اُس نے ضرور کوئی ایسی علامت پائی ہوگی جس سے اس قیاس کی تائید ہوتی ہو۔ پھر میں یہ سوچتا۔ کہ اگر زہر نہیں دیا گیا۔ تو موت کا اصلی سبب کیا ہے۔ کیونکہ زخم یا حلق دبانے کی کوئی علامت نظر نہ آتی تھی۔ برعکس اس کے وہ خون جو فرش پر گرا ہوا تھا کس کا تھا؟ میں محسوس کرتا تھا۔ کہ جب تک یہ سوالات حل نہ ہو جائیں گے۔ میرے لئے یا ہومز کے لئے خواب راحت حرام ہوگا۔ اپنے ساتھی کے مطمئن انداز سے مجھے یقین ہوتا تھا۔ کہ اس نے ضرور کوئی تسلی بخش حل سوچ لیا ہے۔ گو میں اس کے سمجھنے سے قاصر ہوں۔

بہت دیر کے بعد وہ واپس آیا جس سے مجھے شبہ ہوا۔ کہ تماشہ گاہ کے علاوہ وہ کسی دوسری جگہ پر بھی بہت سا وقت صرف کر کے آیا ہے۔ جس وقت وہ واپس آیا۔ تو کھانا میز پر چنا ہوا تھا۔

جب وہ اپنی جگہ پر بیٹھ گیا۔ تو اس نے کہا: "آج کا گانا نہایت ہی عمدہ تھا۔ آپ کو یاد ہے۔ کہ ڈارون موسیقی کے متعلق کیا کہہ گیا ہے؟ وہ اس امر کا مدعی ہے۔ کہ راگ اور راگ سے طرب اندوز ہونے کی طاقت نوع انسان کو نطق سے بہت پہلے حاصل ہو گئی تھی۔ شاید یہی وجہ ہے۔ کہ ہم اس سے اتنے زیادہ متاثر ہوتے ہیں۔"

میں نے کہا: "یہ تو ایک نہایت ہی وسیع خیال ہے۔"

اُس نے جواب دیا: "اگر انسان صحیفہ فطرت کو سمجھنا چاہتا ہے۔ تو اس کے خیالات ایسے ہی وسیع ہونے چاہئیں۔ لیکن کیا بات ہے؟ آپ پژمردہ کیوں نظر آتے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے اس حادثہ نے آپ کو ملول کر رکھا ہے۔"

یَں نے کہا: "سچ پوچھئے۔ تو اس حادثہ نے مجھے غیر معمولی طور سے متاثر کیا ہے۔ حالانکہ مجھے اپنی سابقہ زندگی اور جنگ کے تجربات کی وجہ سے زیادہ سخت دل ہونا چاہئے تھا۔ میوند پر مَیں نے اپنے ساتھیوں کے ٹکڑے ٹکڑے ہوتے ہوئے دیکھے ہیں۔"

"مَیں اس فرق کو خوب سمجھتا ہوں۔ اس حادثہ کے متعلق ایک پُر اسرار راز ہے۔ جس سے قوت متخیلہ ہیجان میں آتی ہے۔ جہاں تخیل کو مشتعل کرنے والی کوئی بات نہیں ہوتی۔ وہاں کسی قسم کا خوف اور ہراس بھی نہیں ہوتا۔ آپ نے آج کا اخبار دیکھا ہے؟"

"نہیں۔"

"اس میں اس حادثہ کا کافی صحیح بیان درج ہے۔ لیکن اس میں یہ بات درج نہیں ہے۔ کہ جب نعش اُٹھائی گئی تھی۔ تو ایک زنانہ انگشتری فرش پر گر پڑی تھی۔ سچ پوچھئے۔ تو یہ فروگزاشت ہماری تحقیقات کے لئے بہت نافع ہے۔"

"کس طرح؟"

اس نے جواب دیا: "اس اشتہار کو دیکھئے۔ حادثے کے بعد آج صبح مَیں نے اس اشتہار کی نقل تمام اخبارات میں اشاعت کے لئے بھیج دی تھی۔"

اُس نے اخبار میری طرف پھینکا۔ اور جہاں اُس نے اشارہ کیا تھا۔ وہاں مَیں نے دیکھا: "پائی گئی اشیاء" کے عنوان کے نیچے اولین اندراج یہ تھا۔

"آج صبح برکسٹن روڈ پر وائٹ ہارٹ سرائے اور ہالینڈ گرو کے درمیان سونے کی ایک سادہ انگشتری ملی ہے۔ اس کے لئے آج شام کو آٹھ اور نَو بجے کے درمیان ڈاکٹر واٹسن سے مکان نمبر ۲۲۱ ب بیکر سٹریٹ میں درخواست

کرنی چاہیئے "۔

اُس نے کہا "آپ کا نام استعمال کرنے کے لئے مَیں معافی کا خواستگار ہوں۔ اگر مَیں اپنا نام استعمال کرتا۔ تو بعض سرکاری سراغ رساں اسے پہچان لیتے۔ اور دخل در معقولات کرتے "۔

مَیں نے جواب دیا "کچھ مضائقہ نہیں لیکن اگر کوئی آدمی انگشتری مانگنے آیا۔ تو میرے پاس تو کوئی انگشتری نہیں ہے "۔

اُس نے ایک انگشتری مجھے پکڑا کر کہا "کیوں نہیں یہ جو آپ کے پاس ہے یہ بخوبی کام دے سکے گی۔ یہ ہوبہو اصل کے مطابق ہے "۔

"لیکن آپ کا کیا خیال ہے؟ اس اشتہار کا جواب کون شخص دیگا"؟

"اس کا جواب ہمارا دوست۔ خاکستری کوٹ والا۔ چوڑے پنجے کے بوٹ والا مجرم دیگا۔ اگر وہ خود نہیں آئے گا۔ تو وہ ضرور اپنے کسی معاون کو بھیجے گا "۔

"کیا وہ اس طرح آنے کو خطرناک نہ خیال کرے گا"؟

"بالکل نہیں۔ اگر مَیں اس معاملے کو صحیح طور پر سمجھا ہوں۔ اور مجھے یقین ہے۔ کہ مَیں اسے صحیح طور پر سمجھا ہوں۔ تو یہ شخص اس انگوٹھی کے پانے کو اپنی جان سے بھی زیادہ عزیز سمجھے گا۔ میرے خیال کے مطابق جب وہ ڈریبر کے جسم کے اوپر جھکا تھا۔ تو اس سے یہ انگشتری گر پڑی تھی۔ اور اسے اس کا علم نہ ہوا تھا۔ مکان سے باہر نکل جانے کے بعد اُسے اپنے نقصان کا علم ہوا۔ اور وہ جلدی سے واپس آیا لیکن اس نے دیکھا۔ کہ چونکہ وہ موم بتی کو جلتا ہوا چھوڑ گیا تھا۔ اس لئے پولیس کے سپاہی مکان میں آگئے ہیں۔ اس کی موجودگی سے جو شبہ پیدا ہو سکتا تھا۔ اس کو رفع کرنے کی خاطر اُسے مجبوراً اپنے تئیں

محمو ظاہر کرنا پڑا۔ اب آپ ذرا اپنے آپ کو اس آدمی کی جگہ فرض کیجئے۔ تمام معاملہ پر غور کرنے کے بعد اُس کو ضرور یہ خیال آیا ہوگا۔ کہ شاید مکان سے باہر نکلنے کے بعد انگوٹھی سڑک پر گر پڑی۔ تو اس حالت میں وہ کیا کریگا؟ وہ نہایت بیتابی کے ساتھ شام کے اخبارات کو اس امید میں دیکھے گا۔ کہ شاید "پائی گئی اشیاء" میں اس کا بھی ذکر ہو۔ پس یقیناً وہ ہمارے اس اشتہار کو دیکھے گا۔ اور مسرور ہو جائیگا۔ اُسے اس میں کسی قسم کا فریب کیوں نظر آئے گا؟ وہ اپنی دانست میں انگشتری کی یافت اور قتل کے درمیان کوئی علاقہ نہ دیکھے گا۔ وہ ضرور آئے گا۔ اور ایک گھنٹے کے اندر اندر آپ اُسے یہاں دیکھیں گے"۔

مَیں نے پوچھا "اور پھر؟"

"آپ مجھے اس کے ساتھ معاملہ ختم کر لینے دیجئے گا۔ آپ کے پاس کوئی کوئی ہتھیار ہے؟"

"میرے پاس میرا پُرانا فوجی پستول اور چند گولیاں ہیں"۔

"بہتر ہوگا۔ کہ آپ اُسے صاف کرلیں۔ اور تیار رکھیں۔ وہ کوئی بیباک آدمی ہوگا۔ اگرچہ مَیں اُسے بے خبری کی حالت میں پکڑونگا۔ تاہم انسان کو ہر ایک قسم کی احتیاط کر لینی لازم ہے"۔

مَیں اپنی خوابگاہ میں گیا۔ اور اس کی نصیحت پر عمل کیا۔ جب مَیں پستول لے کر واپس آیا۔ تو کھانے کی میز صاف ہو چکی تھی۔ اور ہومز ستار کے اُوپر انگلیاں چلانے کے مرغوب شغل میں مشغول تھا۔

جب مَیں داخل ہوا۔ تو اس نے کہا "ہم اس معاملہ کے حل کرنے میں ترقی کر رہے ہیں۔ ابھی ابھی امریکہ سے میری تار کا جواب آیا ہے۔ جو کچھ مَیں نے اس معاملہ کے متعلق سوچا تھا۔ وہ صحیح ہے"۔

میں نے اشتیاق سے پوچھا: "اور وہ کیا ہے؟"

اُس نے یوں جواب دیا۔ گویا میری بات سُنی ہی نہیں: "میری ستارگی تاریں مرمت طلب ہیں۔ اچھا آپ اپنا پستول جیب میں ڈال لیں۔ جب وہ آدمی یہاں آئے۔ تو آپ اُس سے معمولی انداز میں باتیں کریں۔ باقی جو کچھ ہوگا۔ اس کا میں ذمہ دار ہوں۔ اُسے گھور گھور کر خائف نہ کر دیجئے گا"

میں نے اپنی گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا: "اب آٹھ بجے ہیں"

"ہاں چند لمحوں میں وہ یہاں آئے گا۔ ذرا سا دروازہ کھول دیجئے۔ بس بس اتنا کافی ہے۔ اب چابی اندر کی طرف ڈال دیں۔ تسلیم! یہ کتاب جو میں نے کل ایک کتاب فروش کے ہاں سے خریدی تھی۔ ایک نادر کتاب ہے۔ یہ ۱۶۴۲ء میں لاطینی زبان میں شائع ہوئی تھی۔ اور اس وقت شہنشاہ چارلس کا سر اُس کے کندھوں پر سلامت تھا"

"شائع کنندہ کون ہے؟"

"فلپ ڈی کراے۔ سرورق کی اندرونی جانب ماند پڑی ہوئی سیاہی میں ولیم وائٹ لکھا ہوا ہے۔ واللہ اعلم۔ یہ ولیم وائٹ کون شخص تھا۔ مگر اس کا خط کیلانہ ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ ہم جس آدمی کا انتظار کر رہے ہیں۔ وہ آرہا ہے"

اسی وقت ہماری گھنٹی زور سے بجی۔ شرلک ہومز آہستہ سے اُٹھا۔ اور اُس نے اپنی کرسی دروازے کی جانب سرکائی۔ ہم نے ہال کمرہ میں سے نوکر کے گزرنے اور دروازہ کھولنے کی آواز سُنی۔

ایک صاف لیکن تلخ آواز نے پوچھا: "کیا ڈاکٹر واٹسن یہاں رہتے ہیں؟" ہم نوکر کا جواب نہ سُن سکے۔ لیکن دروازہ بند ہوگیا۔ اور کسی کی

زینہ پر سے اوپر چڑھنے کی آواز آنے لگی۔ پاؤں کی آہٹ بہت مدھم تھی۔ میرا ساتھی اس آہٹ کو سن کر متعجب ہو گیا۔ آخر الامر چلنے کی آواز بند ہو گئی۔ کسی نے آہستہ سے دروازہ کھٹکھٹایا۔

مَیں نے باآوازِ بلند کہا: "آجائیے"۔

جب مَیں اجازت دے چکا۔ تو جس خوفناک آدمی کے ہم منتظر تھے۔ اس کی بجائے ایک ضعیفہ کمرہ میں داخل ہوئی۔ جس کے چہرے پر جھریاں پڑی ہوئی تھیں۔ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کی آنکھیں روشنی سے چکاچوند ہو گئی ہیں آداب عرض کرنے کے بعد وہ چندھیائی ہوئی آنکھوں سے ہماری طرف دیکھنے لگی۔ اور کانپتی ہوئی انگلیوں سے اپنی جیب میں کوئی چیز تلاش کرتی رہی۔ مَیں نے اپنے دوست کی طرف دیکھا۔ تو اس کا چہرہ ایسا عجیب و غریب بن گیا تھا۔ کہ مَیں بمشکل اپنی ہنسی روک سکا۔

بڑھیا نے گزشتہ شام کا اخبار اپنی جیب میں سے نکالا۔ اور ہمارے اشتہار کی طرف اشارہ کر کے کہا: "جناب عالی مَیں اس اشتہار کی وجہ سے یہاں آئی ہوں۔ جو انگشتری برکسٹن روڈ میں پڑی ہوئی ملی ہے۔ وہ میری لڑکی سیلی کی ہے۔ اُس کی شادی کو بارہ مہینے ہوئے ہیں۔ اس کا خاوند ایک جہاز پر ملازم ہے۔ اگر وہ گھر آگیا۔ اور خدانخواستہ اُس نے دیکھا۔ کہ میری لڑکی کے پاس انگشتری نہیں ہے۔ تو خدا جانے کہ وہ کیا کچھ کر گزرے۔ کیونکہ وہ عام طور پر بہت تند مزاج ہے۔ خاص کر جب کہ اس نے شراب پی رکھی ہو۔ آپ کی اجازت سے مَیں اپنا قصہ سنانا چاہتی ہوں۔ کہ کل رات وہ سرکس گئی تھی۔ اپنے . . . "۔

مَیں نے پوچھا: "کیا یہی اس کی انگوٹھی ہے؟"

بڑھیا چلائی "خدا کا شکر ہے ۔ سیلی آج بہت ہی خوش ہوگی ۔ یہی اُس کی انگوٹھی ہے "۔

مَیں نے ایک پنسل پکڑ کر پوچھا "تمہارا پتہ کیا ہے ؟"

"نمبر ۱۳ ۔ ڈنکن اسٹریٹ ۔ ہونڈز ڈچ ۔ یہاں سے کافی دُور ہے "۔

شرلک ہومز نے تیزی سے کہا "لیکن برکسٹن روڈ تو کسی سرکس اور اور ہونڈز ڈچ کے درمیان واقع نہیں ہے "۔

بڑھیا مڑی اور غور سے شرلاک ہومز کی طرف دیکھ کر کہنے لگی "اِن صاحب نے مجھ سے "میرا" پتہ پوچھا تھا ۔ سیلی کرایہ کے مکان میں نمبر ۳ میفیلڈ پلیس پیکم میں رہتی ہیں "۔

"اور تمہارا نام ؟"

"میرا نام سائر ہے ۔ اور میری لڑکی کا نام ڈینس ہے ۔ کیونکہ اس نے ٹام ڈینس سے شادی کر لی ہے ۔ ٹام صاف ستھرا ، چست چالاک آدمی ہے ۔ جہاز پر سب لوگ اسے پسند کرتے ہیں ۔ لیکن ساحل پر کچھ تو عورتوں کی وجہ سے اور کچھ شرابخانوں کی طفیل ———"

مَیں نے اپنے ساتھی کا اشارہ پا کر کہا "مسز سائر ، یہ انگوٹھی لے لیجئے ۔ بلاشک وشبہ یہ آپ کی بیٹی کی انگوٹھی ہے ۔ مجھے خوشی ہے ۔ کہ مَیں اسے اس کے حقیقی مالک کو واپس دے رہا ہوں "۔

بڑھیا نے بہت سی دعائیں دینے اور شکرانہ ادا کرنے کے بعد انگوٹھی بحفاظت اپنی جیب میں رکھ لی ۔ اور سیڑھیوں پر سے نیچے اُتر گئی اس کے چلے جانے کے بعد شرلاک ہومز فی الفور اُٹھ کھڑا ہوا ۔ اور اپنے کمرے میں گھس گیا ۔ تھوڑی دیر کے بعد وہ ایک لبادہ پہن کر باہر نکلا ۔

اور جلدی سے بولا "میں اس کا تعاقب کرونگا۔ لازماً یہ مجرم کی معاون ہے اور میں اس کے ذریعے اُس تک پہنچ جاؤں گا۔ آپ میرا انتظار کریں" بمشکل تمام بُڑھیا ہال کمرے کے دروازے سے باہر نکلی تھی۔ کہ شرلک ہومز بھی سیڑھیوں پر سے نیچے اُتر گیا۔ کھڑکی میں سے میں نے دیکھا۔ کہ بُڑھیا آہستہ آہستہ چلی جا رہی ہے۔ اور اس کے پیچھے پیچھے کچھ فاصلہ پر شرلک ہومز ہے۔ میں نے اپنے دل میں سوچا۔ کہ "یا تو اس کا قیاس از سرتا پا بالکل غلط ہے۔ یا اب وہ اس راز کی قرار واقعی عقدہ کشائی کرے گا" اس کی درخواست غیر ضروری تھی۔ کہ میں اس کے آنے تک جاگتا رہوں کیونکہ میرے لئے یہ ناممکن تھا۔ کہ اس کی موجودہ مہم کا نتیجہ سُنے بغیر سو جاؤں۔

جب وہ روانہ ہوا۔ تو ۹ بجے کا عمل تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ اسے کتنی دیر لگے گی۔ چنانچہ میں مرجر کی ایک کتاب کی ورق گردانی کرنے لگا۔ دس بجے جب خادمہ سونے کے لئے جا رہی تھی۔ تو مجھے اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دی۔ ۱۱ بجے گھر کی مالکہ بھی سو گئی۔ بارہ بجنے والے تھے۔ کہ وہ واپس آیا۔ جونہی میں نے اُسے دیکھا۔ مجھے معلوم ہو گیا۔ کہ آپ ناکام لوٹے ہیں۔ اس کے بشرے سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کے دل میں ہنسی اور غم کے درمیان کشمکش ہو رہی ہے۔ بالآخر ہنسی غالب آگئی۔ اور وہ کھِل کھِلا کر ہنس پڑا۔

وہ کرسی پر بیٹھ کر بولا "مجھے یہ کسی حالت میں پسند نہیں۔ کہ اسکاٹلینڈ یارڈ والے سرکاری سراغ رسانوں کو اس واقعہ کا پتہ لگے۔ میں اتنی مرتبہ ان کا مذاق اُڑا چکا ہوں۔ کہ اب میری اس بات کو وہ کبھی اخیر تک نہ سُنینگے بایںہمہ میں ہنستا۔ اس لئے ہوں۔ کہ باوجود اس کے میں آخر الامر اُن سے عہدہ برآ ہو سکونگا"

میں نے پوچھا "کیا ہوا؟"

"مجھے اپنے خلاف قصہ سنانے سے باک نہیں ہے۔ وہ بڑھیا تھوڑی دور چل کر لنگڑانے لگی۔ گویا اس کا پاؤں زخمی ہے۔ پھر وہ رک گئی۔ ایک چوپہیہ گاڑی گزر رہی تھی۔ اس کو اس نے ٹھہرا لیا۔ میں خاص کوشش سے اس کے قریب کو ہو گیا۔ کہ وہ گاڑی والے کو اپنا جو پتہ بتائے۔ وہ سن سکوں لیکن میرا یہ اندیشہ بے سود تھا۔ کیونکہ اس نے اتنے زور سے اپنا پتہ پکار کر کہا۔ کہ سڑک کی دوسری جانب تک بخوبی آواز گئی ہوگی۔ اس نے چلا کر کہا "مجھے نمبر ۱۳۔ ڈنکن سٹریٹ۔ ہونڈز ڈچ تک لے چلو" یہ سن کر مجھے ایک گونہ اطمینان ہو گیا۔ اور جب میں نے دیکھ لیا۔ کہ وہ بحفاظت اندر بیٹھ گئی ہے۔ تو میں گاڑی کے پیچھے بیٹھ گیا۔ اس فن میں ہر ایک سراغ رساں کو مشاق ہونا چاہیئے۔ ہم چلتے گئے۔ اور جب تک مذکورہ بالا سڑک تک پہنچے۔ گاڑی والے نے کہیں باگ نہ کھینچی گاڑی رکنے سے قبل میں کود کر نیچے اتر آیا۔ اور بے فکری کے ساتھ گلی میں ٹہلنے لگا۔ میں نے خود گاڑی کو رکتے ہوئے دیکھا۔ پھر کوچوان نیچے اترا۔ اور اس نے میرے سامنے دروازہ کھولا۔ وہ بڑھیا کے باہر نکلنے کا منتظر تھا لیکن گاڑی میں سے کوئی متنفس باہر نہ نکلا۔ جب میں گاڑی کے پاس گیا۔ تو میں نے دیکھا۔ کہ وہ مجنونانہ انداز سے گاڑی کے اندر کچھ ٹٹول رہا ہے۔ اور مغلظات بک رہا ہے اس کے گاہک کا وہاں کچھ پتہ نشان نہ تھا۔ میرا خیال ہے۔ کہ اسے کرایہ کچھ عرصہ کے بعد وصول ہو سکے گا۔ نمبر ۱۳ پر دریافت کرنے سے معلوم ہوا۔ کہ وہاں سائر یا ڈینس نامی کوئی شخص نہیں رہتا۔ بلکہ وہ کسوک نامی ایک شریف شخص کا گھر ہے۔"

میں نے چلا کر حیرانی سے کہا "تو کیا آپ کا مطلب ہے۔ کہ وہ لڑکھڑاتی

ہوئی بوڑھی عورت آپ گویا کو جوان کو معلوم ہوئے بغیر چلتی گاڑی میں سے کود کر باہر نکل گئی ؟"

شرلاک ہومز نے تلخی سے کہا "بوڑھی عورت ! خدا اُسے غارت کرے ۔ بوڑھی عورتیں تو ہم تھے ۔ کہ وہ ہمیں اس خوبی سے چکمہ دے گیا ۔ یقیناً وہ کوئی چست چالاک نوجوان ہوگا ۔ جو بھیس بدلنے میں ید طولےٰ رکھتا ہے ۔ اُس نے کمال کا بھیس بدل رکھا تھا ۔ اصل میں اُسے معلوم ہوگیا ہوگا ۔ کہ میں اُس کا پیچھا کر رہا ہوں ۔ پس اُس نے بھاگ نکلنے کا یہ خوب طریقہ نکالا ۔ اس سے یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے ۔ کہ جس آدمی کا ہم تعاقب کر رہے ہیں ۔ وہ درحقیقت اکیلا نہیں ہے ۔ جیسا کہ میرا خیال تھا ۔ بلکہ اس کے دوست بھی ہیں ۔ جو اُس کی خاطر اپنے آپ کو خطرے میں ڈالنے کے لئے تیار ہیں ۔ ڈاکٹر صاحب آپ بہت تھکے ہوئے معلوم ہوتے ہیں ۔ میری بات مانئے ۔ اور سو جایئے "

میں فی الواقعہ بہت تھکا ماندہ تھا ۔ چنانچہ میں نے اس کے حکم کی تعمیل کی ۔ اور اُسے آگ کے سامنے بیٹھا ہوا چھوڑ گیا ۔ رات بھر اس کی ستار کی مدہم غمناک آواز سنائی دیتی رہی مجھے یقین تھا ۔ کہ وہ اس عجیب و غریب معمہ کے حل کرنے کی کوشش کر رہا ہے ۔ وَمَنْ طَلَبَ الْعُلیٰ سَہَرَ اللَّیَالِیْ ۔

باب ششم

سرکاری سراغ رساں گرگیس کا کارنامہ

اگلے روز کے اخبارات شائع ہوئے ۔ تو ان میں " برکسٹن کے قتل " کے

کے متعلق مفصل معلومات درج تھیں۔ ان میں اکثر تو مجھے پہلے سے معلوم تھیں لیکن بعض میرے لئے بھی نئی تھیں۔ اس واردات کے متعلق ابھی تک میرے روزنامچہ میں متعدد اقتباسات اور اخباروں کے ٹکڑے موجود ہیں۔ ان میں سے بعض کا خلاصہ میں یہاں درج کرتا ہوں:۔

ڈیلی ٹیلیگراف کی تنقید یہ تھی۔ کہ "جرائم کی تاریخ میں شاید ہی کوئی واقعہ موجود قتل سے بھیانک اور پُراسرار ملے گا۔ مقتول کا جرمن نام۔ قتل کے متعلق ہر ایک قسم کے معین سبب کا فقدان۔ اور دیوار پر کی عجیب وغریب تحریر۔ یہ سب امور اس حادثہ کو سیاسی مفرورین اور انقلاب پسندوں کی کارروائی ثابت کرتے ہیں۔ اشتراکیئین کی بعض شاخیں امریکہ میں بھی ہیں۔ اور معلوم ہوتا ہے۔ کہ مقتول نے اُن کے بعض قوانین کی خلاف ورزی کرکے خود اپنی ہلاکت کا سامان پیدا کر لیا تھا"۔

اخبار اسٹینڈرڈ نے یہ آوازہ کسا۔ کہ "ایسے خلاف قانون واقعات بالعموم احرار کے عہد حکومت میں ہوتے ہیں۔ مقتول امریکہ کا رہنے والا ایک شریف شخص تھا۔ جو کچھ عرصہ سے لندن میں بیگم چارپینٹر کے مکان واقعہ ٹور کے ٹیرس کیمبرویل میں مقیم تھا۔ اس کا پرائیویٹ سکرٹری مسٹر جوزف اسٹینگرسن اس کا شریک سفر تھا۔ سہ شنبہ بتاریخ ۴ ماہ حال کو یہ دونو اپنی جائے اقامت سے یوسٹن سٹیشن کی طرف اس ارادے سے روانہ ہوئے۔ کہ لورپول والی گاڑی میں سوار ہو جائیں۔ بعد ازاں پلیٹ فارم پر بھی یہ دونو اکٹھے دیکھے گئے۔ اس کے بعد مسٹر ڈریبر کی نعش برکسٹن روڈ کے خالی مکان میں جو یوسٹن سے کئی میل کے فاصلے پر واقع ہے۔ پائی گئی۔ اس کے سوا اور کچھ معلوم نہیں ہے۔ کہ وہ وہاں کیسے آیا۔ اور کس طرح مرا۔ اسٹینگرسن اب تک

لاپتہ ہے۔ ہمیں یہ معلوم کرکے مسرت اور اطمینان حاصل ہوا۔ کہ مشہور سرکاری سراغ رساں لسٹریڈ اور گریگسن صاحبان نے اس مقدمہ کو اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ ہمیں یقین ہے۔ کہ یہ قابل افسر بہت جلد اس راز کو حل کرسکیں گے"۔

اخبار ڈیلی نیوز رقمطراز تھا۔ کہ جرم کے سیاسی ہونے میں کچھ شک وشبہ نہیں ہے۔..... اسٹینگرسن کا کھوج نکالنے اور متوفی کی عادات دریافت کرنے کے لئے پوری کوشش ہونی چاہئے۔ جس مکان میں اس نے گزشتہ چند دن بسر کئے ہیں۔ اس کا پتہ مل جانے سے واردات کے صحیح طور پر حل ہوسکنے میں بہت مدد ملے گی۔ یہ انکشاف تمامتر سرکاری سراغ رسان مسٹر گریگسن کی مستعدی اور ذہانت کا نتیجہ ہے"۔

میں نے اور شرلک ہومز نے ناشتہ کھاتے وقت ان مضامین کو اکٹھا پڑھا ان کے مطالعے سے وہ بہت زیادہ مسرور معلوم ہوتا تھا" میں نے تم سے کہا نہیں تھا۔ کہ خواہ کچھ ہی ہو۔ لسٹریڈ اور گریگسن مستحق تحسین قرار دئے جائینگے"۔

"تحسین کا انحصار مقدمہ کے صحیح طور پر فیصل ہونے پر ہوگا"۔

"قطعاً نہیں۔ اگر مجرم پکڑا جائے گا۔ تو کہا جائیگا۔ کہ یہ ان کی مساعی کا نتیجہ ہے۔ اگر وہ گرفتار نہ ہوگا۔ تو یہ ان کی اعلیٰ کوششوں کے باوجود ہوگا۔ دونو صورتوں میں اُن کا فائدہ ہے"۔

اسی وقت ہال کمرہ میں اور زینہ پر بہت سے قدموں کی آواز سنائی دی۔ اور میں نے چلا کر کہا "لیکن پناہ بخدا یہ کیا ہے"؟

میرے ساتھی نے متانت سے کہا" یہ میری بیکر سٹریٹ والا دستہ ہے"۔ اور مجرد اس کے یہ کہنے کے نصف درجن گندے۔ اور پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہوئے لڑکے ہمارے کمرے میں

داخل ہوئے۔

ہومز نے درشت لہجہ میں کہا: "اٹینشن!" اور اس وقت وہ چھ آوارہ گرد لڑکے بتوں کی مانند قطار باندھ کر کھڑے ہو گئے۔ "دیکھو آئندہ تم لوگ رپورٹ دینے کے لئے صرف ویگنز کو اوپر بھیجا کرو۔ اور باقی سب نیچے گلی میں کھڑے رہا کرو۔

"کیوں ویگنز۔ وہ تم کو ملا؟"

ایک لڑکے نے کہا: "جی نہیں۔ کہیں نہیں ملا۔"

"مجھے بہت کم امید تھی۔ کہ تم اسے ڈھونڈ سکو گے۔ جب تک تم اسے نہ پالو۔ اپنی تفتیش جاری رکھو۔ یہ لو تمہاری تنخواہ ہے۔" اُس نے ہر ایک کو ایک ایک شلنگ دیا: "اب چلے جاؤ۔ اور اس دفعہ اچھی خبر لے کر آنا۔"

اُس نے اپنا ہاتھ ہلایا۔ اور وہ فی الفور بھاگ گئے۔

ہومز نے کہا: "ان حقیر منش لڑکوں میں سے ہر ایک سے درجن بھر سرکاری افسروں سے زیادہ کام لیا جا سکتا ہے۔ سرکاری افسروں کے روبرو عوام الناس بات کہنے سے ڈرتے ہیں۔ لیکن یہ بچے ہر ایک جگہ جا سکتے ہیں۔ اور سب کچھ سُن سکتے ہیں۔ یہ بہت تیز طرار ہیں۔ ان سے صرف باقاعدہ طور پر کام لینے کی ضرورت ہے۔"

مَیں نے پوچھا: "کیا آپ نے انہیں برکسٹن قتل کے متعلق مقرر کیا ہے؟"

"ہاں۔ ایک دو امور حل طلب ہیں۔ یہ صرف چند دنوں کی بات ہے۔ اخاہ! اب ہم ضرور کوئی نئی خبر سنیں گے! گریگسن شاداں و فرحاں سڑک پر چلا آ رہا ہے۔ یقیناً وہ ہمارے پاس آ رہا ہے۔"

ہماری گھنٹی زور سے بجی۔ اور چند لمحوں میں گریگسن اُچھلتا کودتا سیڑھیوں

پر چڑھ آیا۔ اور ہمارے کمرے میں داخل ہوا۔ اُس نے ہومز کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر جوش سے کہا "جناب عالی! آپ مجھے مبارکباد پیش کریں! میں نے تمام معاملے کو طشت از بام کر دیا ہے"۔

میرے ساتھی کے چہرے سے فکر کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ اُس نے پوچھا "کیا تمہارا یہ مطلب ہے۔ کہ تم صحیح سراغ پر ہو؟"

"صحیح سراغ! حضرت میں نے تو اصل مجرم کو بھی گرفتار کر لیا"۔

"اُس کا نام؟"

گرگین نے فخریہ لہجہ میں اپنا سینہ پھلا کر کہا "آرتھر چارپنٹیر۔ بحری فوج کا سب لفٹنٹ"۔

یہ سُن کر شرلاک ہومز مطمئن نظر آیا۔ اور مُسکرا دیا۔

اُس نے کہا "تشریف تو رکھئے۔ چُرٹ ملاحظہ فرمائیے۔ ہم یہ سننے کے بہت خواہشمند ہیں۔ کہ آپ نے مجرم کو کیسے گرفتار کر لیا۔ کیا آپ کچھ سوڈا پئیں گے؟"

سُراغ رساں نے کہا "مجھے انکار نہیں۔ گذشتہ ایک دو یوم کی محنت شاقہ سے میں ماندہ ہو گیا ہوں۔ یہ محنت جسمانی نہ تھی۔ بلکہ زیادہ تر دماغی تھی۔ مسٹر شرلاک ہومز آپ تو ضرور اس دماغی محنت کی قدر کریں گے۔ کیونکہ ہم دونو دماغی محنت کرنے والے ہیں"۔

شرلاک ہومز نے متانت سے کہا "آپ میری قدر افزائی فرماتے ہیں۔ اب آپ یہ بیان فرمائیں۔ کہ آپ اس تسلی بخش نتیجہ پر کس طرح پہنچے؟"

سراغ رساں آرام کرسی پر ٹھیک طور سے بیٹھ گیا۔ اور چُرٹ پینے لگا۔ پھر ہنس کر اس نے اپنی ران پر ہاتھ مارا۔ اور کہا "لطف یہ ہے کہ وہ احمق لسٹریڈ

جو اپنے آپ کو اس قدر زیادہ ذہین سمجھتا ہے۔ بالکل غلط سراغ کے پیچھے لگ رہا ہے، وہ بیچارے معصوم سیکرٹری اسٹینگرسن کا تعاقب کر رہا ہے۔ مجھے یقین ہے۔ کہ اس نے اس وقت تک ضرور اُسے پکڑ لیا ہوگا" یہ کہہ کر گرگیسن بے تحاشہ کھل کھلا کر ہنس پڑا۔

"لیکن تم نے اپنا سراغ کس طرح نکالا؟"

"میں آپ کو بتاتا ہوں، مگر ڈاکٹر واٹسن صاحب میں امید کرتا ہوں۔ کہ ہماری یہ گفتگو بالکل خفیہ رکھی جائیگی، ہماری پہلی مشکل مقتول کی سابقہ زندگی کے واقعات دریافت کرنا تھا بعض آدمی شاید اپنے اشتہاروں کے جواب کا انتظار کرتے لیکن گرگیسن کا طریق عمل مختلف ہے۔ آپ کو نعش کے پاس وہ ٹوپی یاد ہے؟"

ہومز نے جواب دیا "ہاں وہی ٹوپی جس پر جان انڈر ووڈ اینڈ سنز نمبر ۱۲۹ کیمبر ول روڈ لکھا ہوا تھا۔"

گرگیسن شکستہ خاطر نظر آنے لگا۔ اس نے کہا "مجھے یہ خیال نہ تھا۔ کہ آپ نے اس پتہ کو دیکھ لیا ہے۔ تو کیا آپ وہاں گئے تھے؟"

"نہیں"

یہ سُن کر گرگیسن مطمئن ہوگیا۔ اور بولا "ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ بڑے یا چھوٹے کسی موقع کو ہاتھ سے نہ جانے دیا جائے۔"

ہومز نے مذاقیہ طور پر کہا "اعلیٰ دماغوں کے لئے کوئی بات چھوٹی نہیں ہوتی۔"

"غرض میں انڈر ووڈ گیا۔ اور دوکاندار سے پوچھا۔ کہ تم نے اس قسم کی اور اتنی بڑی ٹوپی کہیں بیچی ہے؟ اس نے اپنے رجسٹر پڑتال کئے۔ اور

مطلوبہ نام ڈھونڈ لیا۔ اُس نے وہ ٹوپی ڈریبر کو بیچی تھی۔ جو چارپنٹیر کے مکان واقع
ٹورکے ٹیریس میں مقیم تھا۔ اس طرح سے میں نے اس کا پتہ دریافت کر لیا۔
شرلک ہومز نے دبی آواز سے کہا۔ بہت خوب!
"پھر میں بیگم چارپنٹیر سے ملنے گیا۔ میں نے دیکھا۔ کہ وہ بہت زرد اور
پژمردہ ہو رہی ہے۔ اس کی بیٹی جو نہایت ہی حسین لڑکی ہے۔ اُسی کمرہ میں
موجود تھی۔ اس کی آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں۔ جب میں اس سے مخاطب ہوا
تو اُس کے ہونٹ کانپ رہے تھے۔ میں نے یہ بات تاڑ لی۔ اور مجھے کچھ دال
میں کالا نظر آیا۔ مسٹر شرلاک ہومز آپ کو معلوم ہو گا۔ کہ جب ہم صحیح طور پر سراغ
لگا رہے ہوں۔ تو اس کا کیا احساس ہوتا ہے۔ پس میں نے پوچھا۔ کیا آپ کو
اپنے سابقہ مہمان مسٹر ڈریبر کی خوفناک موت کا علم ہے؟
"ماں نے اپنا سر ہلایا۔ لیکن اس کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکل سکا۔ اور
بیٹی زار و قطار رونے لگی۔ اس وجہ سے مجھے اور زیادہ یقین ہو گیا۔ کہ یہ لوگ
اس راز سے واقف ہیں۔
میں نے پوچھا۔ مسٹر ڈریبر گاڑی پر سوار ہونے کے لئے آپ کے گھر سے
کس وقت روانہ ہوئے تھے؟
"اس نے جواب دیا [illegible] بجے۔ اس کے سیکرٹری
اسٹینگرسن نے مجھے بتایا۔ کہ [illegible] ٹرینیں ہیں۔ ایک [illegible] اور دوسری
گیارہ بجے۔ لیکن [illegible] پتہ نہ تھے۔
"تو اس کے بعد آپ کو اس کے [illegible] نہیں ہوا؟
"جوں ہی میں نے اس عورت سے یہ سوال پوچھا۔ تو اس کے چہرے پر ایک
غیر معمولی تبدیلی پیدا ہو گئی۔ اور وہ بالکل زرد پڑ گئی۔ تھوڑی دیر کے بعد اس

کے منہ سے ایک بھیانک آواز میں صرف ایک لفظ 'نہیں' نکلا۔ اس کے بعد چند لمحوں تک خاموشی رہی۔ آخر الامر اس بے موقع سکوت کو اس کی بیٹی نے توڑا اس نے متانت کے ساتھ صاف الفاظ سے کہا: اماں جان! دروغ گوئی سے ہرگز کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔ آئیے ہم اس شریف شخص سے صاف گوئی سے کام لیں۔ صاحب ہم نے مسٹر ڈریبر کو بعد ازاں بھی دیکھا تھا'۔

بیگم چارپنٹیر نے چلا کر کہا: خدا آپ مجھے بخشے! لڑکی۔ تو نے اپنے بھائی کو قتل کروا دیا!

لڑکی نے مستقل مزاجی سے کہا: بلکہ آرتھر ہمارے سچ بولنے سے خوش ہوگا'۔

"میں نے کہا: بہتر ہوگا۔ کہ آپ مجھے سب کچھ من وعن بتا دیں۔ ادھوری باتیں بہت خطرناک ہوتی ہیں۔ علاوہ ازیں آپ کو یہ تو معلوم ہی نہیں ہے۔ کہ ہمیں اس معاملہ کے متعلق کیا کچھ معلوم ہے'۔

ماں بولی: بیٹی ایلس! خدا تجھ سے سمجھے'۔ اور میری جانب مڑ کر کہہ۔ جناب میں آپ کو سب کچھ بتا دونگی۔ آپ یہ خیال نہ کریں۔ کہ میری گھبراہٹ اس وجہ سے ہے۔ کہ مجھے اپنے بیٹے کے شریک جرم ہونے کا اندیشہ ہے۔ وہ بالکل معصوم ہے۔ البتہ مجھے ایک ڈر ہے۔ کہ آپ کی نگاہ میں اور عوام الناس کے نزدیک وہ مجرم سمجھا جائیگا۔ لیکن یہ بالکل غلط ہے۔ اس کا اعلیٰ چال چلن۔ اس کا پیشہ۔ اور اس کی سابقہ زندگی سب اس اتہام کے منافی ہیں'۔

"میں نے جواب دیا: بہترین بات یہ ہے۔ کہ آپ سچ سچ مجھے سب کچھ بتا دیں۔ آپ مطمئن رہیں۔ اگر آپ کا بیٹا معصوم ہے۔ تو اس کا بال بھی

بیکار نہ ہوگا +

"اُس نے کہا: الیس - بہتر ہوگا - کہ تم یہاں سے چلی جاؤ" یہ سُن کر اس کی بیٹی کمرے سے باہر چلی گئی "میرا ارادہ نہ تھا - کہ میں آپ کو ان امور سے مطلع کروں لیکن چونکہ میری بیٹی نے بات چھیڑ دی ہے - اس لئے اب میں مجبور ہوں - اور انشاء اللہ بلا کم و کاست سارا ماجرا آپ کو سُنا دوں گی" +

"میں نے کہا: آپ کے لئے سب سے بہتر طریق عمل یہی ہے" +

"مسٹر ڈریبر ہمارے ہاں تین ہفتے سے مقیم تھا - اغلباً وہ اور اُس کا ساتھی اسٹینگرسن براعظم یورپ کا سفر کرتے رہے تھے + میں نے ان کے صندوقوں پر "کوپن ہیگن" لکھا ہوا دیکھا تھا - جس سے ظاہر ہوتا ہے - کہ ان کی آخری جائے اقامت یہ شہر تھا + اسٹینگرسن ایک خاموشی پسند متین شخص تھا - لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے - کہ اس کا آقا اس کی ضد تھا - اُس کی عادات ردی تھیں - اور اس کا رویہ وحشیانہ تھا - جس رات وہ میرے ہاں آئے - اسی رات کو وہ مخمور ہوگیا - اور دوپہر کے بارہ بجے تو وہ ہر روز بدمست ہوتا تھا + نوکرانیوں کے ساتھ اُس کے اخلاق مذموم اور قابل اعتراض تھے - اس پر طرہ یہ کہ وہ بہت جلد میری بیٹی الیس سے بھی ویسی ہی آزادی سے پیش آنے لگا + ایک موقع پر اُس نے اُسے جبراً پکڑ کر سینے سے لگا لیا + اس پر اُس کے سیکرٹری نے بھی اُسے لعن طعن کی" +

"میں نے پوچھا: لیکن آپ نے اس بدچلنی کو کیوں برداشت کیا؟ میرے خیال میں تو آپ جب چاہیں - اپنے مہمان مسافروں کو جواب دے سکتی ہیں" +

بیگم چارپنٹیر میرے اس سوال پر شرما گئیں - اور بولیں: "کیا اچھا ہوتا اگر میں پہلے دن ہی اس کو مکان خالی کر دینے کے لئے کہہ دیتی - لیکن میں

طمع سے مغلوب ہوگئی + وہ مجھے پندرہ روپیہ یومیہ ادا کر رہے تھے - اور آج کل اتنی آمدنی بہت کم میسر آتی ہے + مَیں بیوہ عورت ہوں - اور اپنے لڑکے کی تعلیم کے اخراجات سے بہت زیر بار ہوگئی ہوں + مَیں نے اس قدر رقم کو ہاتھ سے کھونا نہ چاہا - اور اپنی دانست میں اپنی بہتری سوچتی رہی لیکن جو بدسلوکی اُس نے میری بیٹی سے کی - اُس سے مجبور ہو کر مَیں نے اُسے مکان فوراً خالی کر دینے کا نوٹس دے دیا - اُس کی روانگی کی یہی وجہ تھی +

"خوب!"

"جب مَیں نے اُسے روانہ ہوتے دیکھا - تو میرے دل پر سے ایک بوجھ اُتر گیا + میرا بیٹا آج کل رخصت پر ہے لیکن مَیں نے اُسے کچھ اطلاع نہ دی - کیونکہ کچھ تو اس کی طبیعت تیز ہے - نیز اُسے اپنی ہمشیرہ سے بھی بہت زیادہ اُنس ہے + جب مَیں نے انہیں رخصت کر کے دروازہ بند کیا - تو مَیں نے کلمۂ شکر پڑھا - لیکن افسوس ایک گھنٹہ کے اندر ڈریبر پھر واپس آ گیا + وہ غیر معمولی جوش میں تھا - اور شراب سے بدحال ہو رہا تھا + وہ زبردستی میرے کمرے میں چلا آیا - جہاں میری بیٹی بھی بیٹھی ہوئی تھی - پہلے گاڑی چھوٹ جانے کا ذکر کیا - اور پھر وہ میری بیٹی ایلیس کی طرف متوجہ ہوگیا - اور میرے روبرو اُس کو اپنے ساتھ بھاگ جانے کی صلاح دینے لگا + اُس نے کہا - تم اب بالغ ہو - اور کوئی قانون تمہیں روک نہیں سکتا - میرے پاس کافی سے زیادہ روپیہ ہے - اس بڑھیا کی کچھ پروا نہ کرو - اور سیدھی میرے ساتھ چل پڑو - مَیں تمہیں ایک شہزادی کی طرح رکھوں گا + بیچاری ایلیس دہشت زدہ ہو کر ایک طرف ہٹ گئی لیکن اُس شیطان نے اُسے پکڑ لیا - اور دروازے کی طرف لے جانا چاہا + مَیں نے ایک چیخ ماری - اُسی وقت میرا بیٹا آر تھر

کمرے میں داخل ہوا۔ اُس کے بعد جو کچھ ہوا مجھے اس کا کچھ علم نہیں۔ مَیں نے قسموں اور دھینگا مشتی کی آوازسُنی۔ لیکن مَیں اتنی خوف زدہ ہو گئی تھی۔ کہ مَیں نے اپنا سر نہ اُٹھایا۔ آخر الامر جب مَیں نے نگاہ اُٹھا کر دیکھا۔ تو آرتھر دروازے میں کھڑا ہنس رہا تھا۔ وہ بولا۔ میرا خیال ہے۔ کہ اب یہ بدمعاش ہمیں تنگ کرنے کی جرأت نہ کرے گا۔ مَیں ذرا اس کے پیچھے جاتا ہوں۔ اور دیکھتا ہوں۔ کہ وہ اب کیا کرتا ہے۔ یہ کہہ کر اس نے اپنی ٹوپی اُٹھائی۔ اور چل دیا۔ اور اگلے دن صبح کو ہم نے مسٹر ڈریبر کی پُراسرار موت کا حال سُنا۔"

"بیگم چارپینٹر نے بہت مشکل سے سسکیاں لے لے کر یہ بیان مکمل کیا۔ بعض اوقات وہ اس قدر مدھم آواز میں بولتی تھی۔ کہ مَیں بمشکل سُن سکتا تھا۔ لیکن مَیں ساتھ ساتھ ایک مختصر یادداشت مرتب کرتا گیا۔ تاکہ بعد ازاں کسی غلطی کا امکان نہ رہے۔"

شرلک ہومز نے جمائی لے کر کہا: "یہ بہت دلچسپ کہانی ہے۔ ہاں پھر کیا ہوا؟"

گریگسن نے جواب دیا: "جب وہ چپ ہوئی۔ تو مَیں سمجھ گیا۔ کہ تمام واقعہ کا فیصلہ صرف ایک بات سے ہوتا ہے۔ چنانچہ مَیں نے بیگم چارپینٹر پر اسی طرح نگاہ جمائی۔ جو عورتوں کے معاملے میں ہمیشہ کامیاب ہوتی ہے۔ اور اُس سے پوچھا: اس روز آپ کا بیٹا کس وقت واپس آیا تھا؟

"اُس نے جواب دیا: مجھے معلوم نہیں۔"

"آپ کو معلوم نہیں؟"

"نہیں۔ اُس کے پاس گھر کی کنجی ہے۔ اور وہ خود بخود اندر آسکتا ہے۔"

"آپ کس وقت سوئی تھیں۔ وہ آپ کے سو جانے کے بعد آیا ہوگا؟"

"ہاں میں تقریباً گیارہ بجے سوئی تھی"۔

"اس لحاظ سے آپ کا بیٹا تقریباً دو گھنٹے بلکہ زیادہ عرصہ باہر رہا؟"

"ہاں"۔

"وہ اس عرصہ میں کیا کر رہا تھا؟"

اس نے جواب دیا "مجھے معلوم نہیں"۔ اور یہ کہہ کر وہ بالکل سفید پڑ گئی۔

"اس کے بعد مجھے وہاں کوئی کام نہ تھا۔ میں نے پولیس کے دو افسر ساتھ لئے۔ اور اس کے بیٹے کو گرفتار کر لیا۔ جب میں نے اس کے شانہ پر ہاتھ رکھا۔ کہ ہمارے ساتھ چلا آئے۔ تو اس نے نہایت شوخی سے کہا "شاید آپ مجھے اس بدمعاش ڈریبر کی موت کے شبہ میں گرفتار کر رہے ہیں؟ ہم نے اس امر کے متعلق ابھی تک اس سے کچھ ذکر نہیں کیا تھا۔ چنانچہ اس کا خود بخود یہ اشارہ کرنا بہت مشتبہ تھا"۔

ہومز نے کہا "بے حد"۔

"اس کے ہاتھ میں ابھی تک وہ موٹی لاٹھی تھی جس کا ذکر اس کی والدہ نے کیا تھا۔ یہ شاہ بلوط کا ایک مضبوط ڈنڈا تھا"۔

"اچھا تو اب اس معاملہ میں تمہاری رائے کیا ہے؟"

"میرا قیاس یہ ہے۔ کہ وہ ڈریبر کے پیچھے پیچھے برکسٹن روڈ تک گیا ہوگا۔ وہاں پہنچ کر غالباً وہ دونوں پھر جھگڑ پڑے ہونگے۔ اور ڈریبر جوفِ معدہ میں لاٹھی کی شدید ضرب سے جس کا کوئی نشان باقی نہیں رہا۔ جاں بحق ہوا ہوگا۔ چونکہ اس شب کو بارش ہو رہی تھی۔ سڑک پر کوئی نہ تھا۔ اس لئے چارپنٹیر نعش کو کھینچ کر خالی گھر میں لے گیا۔ موم بتی، خون، دیوار پر کی تحریر اور انگشتری پولیس کو گمراہ کرنے کے لئے دھوکے کی ٹٹی ہیں"۔

شرلک ہومز نے ہمت افزائی کرتے ہوئے کہا "شاباش! تم عنقریب کسی اعلیٰ عہدہ پر پہنچ جاؤ گے"

سراغ رساں نے فخریہ لہجہ میں کہا "میں خوش ہوں۔ کہ میں نے اس کام کو عمدگی سے سرانجام دیا ہے۔ آرتھر چارپینٹر نے اپنے بیان میں کہا۔ کہ مجھ سے بچنے کے لئے ڈریبر ایک کرایہ کی گاڑی میں بیٹھ گیا تھا۔ پھر جب میں واپس آرہا تھا۔ تو مجھے اپنا ایک قدیم بحری رفیق ملا جس کے ساتھ میں سیر کرنے کے لئے نکل گیا" جب ہم نے اس سے پوچھا۔ کہ تمہارا یہ بحری رفیق کہاں رہتا ہے تو وہ کوئی تسلی بخش جواب نہ دے سکا۔ میرے خیال میں میری تفتیش اور میرا قیاس بالکل صحیح ہے۔ جو بات مجھے زیادہ پرلطف معلوم ہوتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ لسٹریڈ ایک بالکل غلط کھوج کے پیچھے لگا ہوا ہے۔ میرے خیال میں وہ کوئی مفید کام نہ کر سکے گا۔ دیکھئے تو سہی۔ وہ ذات شریف خود ہی چلے آرہے ہیں!"

اسی وقت لسٹریڈ کمرے میں داخل ہوا۔ اس کا چہرہ جو بالعموم خوش باش اور امید افزا نظر آیا کرتا تھا۔ آج بے رونق اور پژمردہ تھا۔ اس کا لباس بھی بے قاعدہ اور خراب ہو رہا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ میرے ساتھی سے مشورہ لینے کے لئے آیا ہے۔ کیونکہ وہ اپنے حریف کو بیٹھے دیکھ کر قدرے گھبرا گیا۔ وہ کمرہ میں کچھ مذبذب سا ہو کر کھڑا ہو گیا۔ آخرالامر اس نے کہا "یہ ایک نہایت ہی غیر معمولی اور غیر الفہم واردات ہے"

گریگسن نے خوش ہو کر کہا "اخاہ! کیا واقعی آپ نے یہ رائے قائم کی ہے۔ میرا بھی خیال تھا۔ کہ آپ اسی نتیجہ پر پہنچیں گے۔ کیا آپ نے سکرٹری مسٹر اسٹینگرسن کا پتہ لگا لیا ہے؟"

لسٹریڈ نے نہایت متانت سے کہا "اسٹینگرسن آج صبح چھ بجے ہیلیڈے کے پرائیویٹ ہوٹل میں مقتول پایا گیا ہے"

باب ہفتم

تاریکی میں اُجالا

جو خبر لسٹریڈ نے ہمیں سنائی تھی۔ وہ ایسی اہم اور غیر متوقع تھی۔ کہ ہم تینوں بالکل مبہوت ہو گئے۔ گریگسن کرسی پر سے اُچھل پڑا۔ اور اس کا گلاس الٹ گیا۔ مَیں خاموشی کے ساتھ شرلک ہومز کی طرف دیکھتا رہا۔ اُس کی پیشانی پر بل پڑے ہوئے تھے۔

وہ اپنے مُنہ میں بڑبڑایا "اسٹینگرسن بھی قتل ہو گیا! یہ مقدمہ بہت پیچیدہ ہوتا جاتا ہے"

لسٹرید نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا "اس سے قبل بھی یہ کافی پیچیدہ تھا۔ کیا آپ صاحبان کسی خاص امر پر غور کر رہے تھے؟"

گریگسن نے پوچھا "کیا تمہیں اس خبر کی صحت کا یقین ہے؟"

لسٹریڈ نے جواب دیا "مَیں خود ابھی ابھی اس کے کمرے سے آ رہا ہوں۔ سب سے پہلے مَیں نے ہی قتل کا پتہ لگایا تھا"

ہومز نے کہا "ابھی ہم گریگسن کے خیالات سن رہے تھے۔ اب آپ ہمیں بتائیں۔ کہ آپ نے کیا دیکھا۔ اور کیا کیا؟"

لسٹریڈ نے جواب دیا: "مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ میں معترف ہوں۔ کہ مجھے شبہ تھا۔ کہ اسٹینگرسن ڈریبر کا قاتل ہے۔ لیکن اس تازہ انکشاف سے معلوم ہوا ہے۔ کہ میں بالکل غلطی پر تھا۔ چونکہ مجھے اسٹینگرسن کے متعلق شبہ تھا۔ اس لئے میں اس کے متعلق پوری معلومات حاصل کرنا چاہتا تھا۔ تیسری تاریخ کی شام کو ½ ۸ بجے وہ دونو یوسٹن کے سٹیشن پر اکٹھے دیکھے گئے تھے۔ اگلی صبح کو دو بجے ڈریبر کی نعش برکسٹن روڈ کے پاس پائی گئی۔ میرے پیش نظر یہ سوال تھا۔ کہ اس عرصہ میں اسٹینگرسن کیا کرتا رہا۔ اور بعد ازاں وہ کہاں گیا۔ میں نے بذریعہ تار اس کا حلیہ لیورپول بھیج دیا تھا۔ اور امریکہ جانے والی کشتیوں کے اوپر اس کی تلاش کرنے کے متعلق تاکید کر دی تھی۔ اس کے بعد میں یوسٹن کے نواح میں تمام ہوٹلوں اور سراؤں میں اس کا پتہ لگاتا رہا۔ میں نے سوچا۔ کہ اگر ڈریبر اور اس کا ساتھی جدا ہو گئے تھے۔ تو قدرتی طور پر موخرالذکر شب باشی کے لئے قریب ہی کہیں مقیم ہو گیا ہو گا۔ اور اگلے دن صبح کو سٹیشن پر آیا ہو گا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ مگر میں نے کل شام اپنا سارا وقت اسی تلاش میں ضائع کیا۔ آج صبح میں نے بہت سویرے کام شروع کر دیا۔ اور آٹھ بجے ہیلیڈے کے پرائیویٹ ہوٹل میں پہنچ گیا۔ دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ مسٹر اسٹینگرسن وہیں مقیم ہیں۔ ہوٹل کے ملازموں نے کہا۔ بے شک شاید آپ ہی وہ صاحب ہیں۔ جن کے وہ منتظر تھے۔ وہ پچھلے دو دنوں سے کسی کا انتظار کر رہے ہیں۔

"میں نے پوچھا: اب وہ کہاں ہیں؟ اس پر اس نے مجھے بتایا۔ کہ وہ بالائی منزل پر خوابگاہ میں ہیں۔ اور انہوں نے نو بجے بیدار کئے جانے کے متعلق حکم دے رکھا ہے۔ میں نے کہا۔ کہ میں ان سے فوراً ملونگا۔ ایک

ملازم میرے ساتھ ہو لیا۔ اور مجھے اس کے کمرہ کا دروازہ بتا کر نیچے جانے ہی والا تھا۔ کہ مجھے دروازے کے نیچے سے خون دکھائی دیا۔ باوجود اپنے بیس سالہ تجربہ کے میں خائف ہو گیا۔ اور ملازم میری چیخنے کی آواز سن کر واپس آ گیا۔ دروازہ اندر سے بند تھا۔ لیکن ہم نے مل کر دھکا دیا۔ اور اُسے کھول لیا۔ کمرے کی کھڑکی کھلی ہوئی تھی۔ اور کھڑکی کے نیچے مقتول کی نعش اُلٹی پڑی ہوئی تھی۔ وہ بالکل مردہ تھا۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ خاصہ عرصہ ہوا۔ کہ وہ دم توڑ چکا ہے۔ کیونکہ اس کے اعضاء سرد اور سخت تھے جب ہم نے اس کو سیدھا لٹایا۔ تو ملازم نے اُسے شناخت کر لیا۔ موت ایک زخم کی وجہ سے ہوئی تھی۔ جو بائیں پہلو میں لگا تھا۔ اور غالباً دل تک پہنچ گیا تھا۔ اور اب میں اس واردات کا سب سے عجیب حصہ بیان کرنے والا ہوں۔ بھلا آپ بتائیں۔ کہ مقتول کے اوپر کیا چیز تھی"؟

میں ڈر کر سراسیمہ ہو گیا۔ لیکن شرلک ہومز نے کہا "خونی حروف میں لفظ "راش" لکھا ہوا ہوگا"!

لسٹریڈ نے لرزتی ہوئی آواز سے کہا "ہاں واقعی یہی تھا"! بعد ازاں ہم سب کچھ عرصہ کے لئے خاموش ہو گئے۔ پھر لسٹریڈ نے بیان کرنا شروع کیا "ایک گوالا ہوٹل کے پس پشت جا رہا تھا۔ اُسے قاتل دکھائی بھی دیا تھا اُس نے دیکھا۔ کہ ایک سیڑھی جو بالعموم وہاں لیٹی رہتی تھی۔ دوسری منزل کی کھڑکی کے ساتھ کھڑی ہے۔ اور ایک آدمی نیچے اُتر رہا ہے۔ وہ آدمی ایسی متانت اور سہولت کے ساتھ اُتر رہا تھا۔ کہ گوالے نے خیال کیا۔ کہ یہ بڑھئی یا کوئی اور کاریگر ہوگا جو مرمت کے لئے وہاں آیا ہو۔ تاہم اس نے سوچا۔ کہ یہ بہت سویرے اپنے کام پر آ گیا ہے۔ اس کو یاد پڑتا ہے۔ کہ

وہ آدمی قد کا لانبا تھا۔ اُس کا چہرہ سرخ تھا۔ اور وہ ایک لمبا خاکستری رنگ کا لبادہ پہنے ہوئے تھا۔ قتل کے بعد وہ ضرور کچھ عرصے کے لئے کمرے میں ٹھہرا ہوگا۔ کیونکہ چلچی میں جہاں اُس نے اپنے ہاتھ دھوئے تھے۔ خون آلود پانی موجود تھا"۔

مَیں نے شرلاک ہومز کی طرف دیکھا۔ کیونکہ قاتل کا حلیہ عین اس کے قیاس کے مطابق تھا۔ لیکن اُس کے چہرے پر کسی قسم کی فخریہ خوشی کی علامت نہ تھی۔

اُس نے پوچھا "تمہیں کمرے میں کوئی اَور ایسی چیز نہیں ملی جس سے قاتل کا سراغ مل سکتا ہو؟"

"کچھ نہیں۔ اسٹینگرسن کی جیب میں ڈریبر کا بٹوہ تھا۔ لیکن یہ ایک معمولی بات معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ ڈریبر کا حساب کتاب رکھتا تھا۔ ان عجیب وغریب جرائم کی اغراض خواہ کچھ ہی ہوں۔ لیکن چوری ان میں شامل نہیں ہے۔ مقتول کی جیب میں سوائے ایک تار کے اَور کوئی کاغذ نہ تھا۔ یہ تار آج سے ایک ماہ قبل کلیولینڈ سے آیا تھا۔ اور اُس میں یہ عبارت درج تھی "جے۔ ایچ یورپ میں ہے"۔ اس پیغام کے نیچے کوئی نام درج نہ تھا"۔

ہومز نے دوبارہ پوچھا "کیا اور کوئی چیز نہیں پائی گئی؟"

"کوئی خاص چیز نہیں۔ مقتول جس ناول کو پڑھتے پڑھتے پچھلی رات سویا تھا۔ وہ اُس کی چارپائی پر پڑا تھا۔ اور اُس کا ولائتی حُقّہ قریب ہی ایک کُرسی پر رکھا ہوا تھا۔ میز پر ایک گلاس میں پانی بھرا تھا۔ اور کھڑکی کے پاس ایک چھوٹی سی ڈبیا میں دو گولیاں تھیں"۔

شرلک ہومز ایک نعرۂ مسرت کے ساتھ اپنی کرسی پر سے اُچھل پڑا۔ اور خوش ہو کر کہنے لگا: "آخری کڑی۔ اب مَیں نے اس واردات کو کامل طور پر حل کر لیا ہے"۔

دونوں سراغ رساں اس کی طرف حیران ہو کر دیکھ رہے تھے۔ میرے ساتھی نے وثوق کے ساتھ کہا: "اب اس پیچیدہ واردات کے متعلق جملہ ثبوت میرے ہاتھ میں ہیں۔ گو بعض جزئی امور ابھی مجھے معلوم نہیں ہیں لیکن اصلی واقعات آغاز سے انتہا تک مجھے ایسے واضح طریقہ سے معلوم ہیں جیسے کہ مَیں نے بچشم خود دیکھا ہو۔ اب مَیں آپ کے سامنے اپنے علم کا ایک ثبوت پیش کرتا ہوں کیا وہ گولیاں آپ کے پاس موجود ہیں؟"

لسٹریڈ نے ایک چھوٹی سی سفید ڈبیا نکال کر کہا: "گولیاں میرے پاس موجود ہیں۔ یہ لیجئے۔ مَیں نے ان کو اور بٹوے کو اور تار کو تھانے میں حفاظت رکھ دینے کے لئے ساتھ لے لیا تھا۔ ان گولیوں کو مَیں نے یوں ہی اُٹھا لیا تھا۔ کیونکہ سچی بات یہ ہے۔ میری نگاہ میں ان کی کوئی وقعت نہ تھی"۔

ہومز نے کہا: "یہ مجھے دے دیجئے۔ اب ڈاکٹر صاحب بتائیے۔ کہ کیا یہ معمولی گولیاں ہیں؟"

مَیں نے کہا: "ان کے ہلکے پن اور شفاف ہونے سے مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ پانی میں حل ہو سکتی ہیں"۔

ہومز نے کہا: "بے شک۔ اب آپ ازراہِ مہربانی نیچے جا کر اس کُتّے کو اُٹھا لائیں۔ جو کئی دنوں سے بیمار ہے۔ اور جس کے متعلق گھر کی مالکہ آپ سے درخواست کرتی تھی۔ کہ اس بچارے کی تکالیف کا خاتمہ کر دیں"۔

مَیں نیچے گیا۔ اور کُتّے کو اوپر اُٹھا لایا۔ اس کی روی حالت اور مُرکے ہونے

تنفس سے معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ صرف چند ساعت ہی کا مہمان ہے +

ہومز نے چاقو نکال کر کہا:۔ اب مَیں ان میں سے ایک گولی کو دو حصّوں میں تقسیم کرتا ہوں۔ ایک حصّہ ہم اس ڈبیا میں آئندہ کے استعمال کے لئے محفوظ رکھتے ہیں۔ دوسرا حصّہ ہم اس گلاس میں ڈالتے ہیں جس میں ایک چمچہ بھر پانی ہے + آپ دیکھتے ہیں۔ کہ ہمارے دوست ڈاکٹر کا فرمانا صحیح ہے۔ کیونکہ یہ گولی فوراً پانی میں گھل گئی ہے +

لسٹریڈ نے ناراض ہوکر کہا:۔ "یہ تجربہ بہت دلچسپ ہو سکتا ہے۔ لیکن مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ اسٹینگرسن کی موت سے بالکل غیر متعلق ہے" +

"صبر کرو میرے دوست صبر کرو۔ آپ مناسب وقت پر خود سمجھ لینگے۔ کہ یہ اس سے کتنا گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اب مَیں اس میں تھوڑا سا دودھ ملا دیتا ہوں۔ تاکہ یہ خوش مزہ ہو جائے۔ اب اسے کُتّے کے سامنے رکھتے ہیں۔ اور دیکھئے۔ وہ اسے رغبت کے ساتھ پی جائے گا" +

یہ کہہ کر اس نے گلاس کے پانی کو ایک طشتری میں اُلٹ دیا۔ اور کُتّے کے سامنے رکھ دیا۔ کُتّا اسے فوراً پی گیا۔ شرلک ہومز کے سنجیدہ انداز سے ہم ایسے متاثر ہوئے تھے۔ کہ خاموشی کے ساتھ کسی حیرت انگیز واقعہ کے منتظر بیٹھے رہے۔ لیکن ہوا کچھ بھی نہیں۔ کُتّا بدستور سابق سانس لیتا رہا۔ ہومز نے اپنی گھڑی جیب سے نکال رکھی تھی۔ جوں جوں وقت گزرتا گیا۔ اُس کے چہرے سے غم و یاس کی علامات ظاہر ہونے لگیں۔ وہ اپنے ہونٹ چبا تا تھا۔ اور میز پر انگلیاں بجا رہا تھا۔ اور بہت بے صبری سے متوقع نتیجہ کا منتظر تھا۔ مجھے اس کے ساتھ دلی ہمدردی تھی۔ بالخصوص اس وقت جبکہ دونوں سراغ رساں نفرت کے ساتھ مُسکرائے۔ اور اس کی اس ناکامی سے کچھ مسرور

نظر آئے +

آخرالامر وہ اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑا۔ اور کمرے میں ادھر اُدھر ٹہل کر کہنے "یہ محض توارد نہیں ہو سکتا۔ وہی گولیاں جن کا شبہ مجھے ڈریبر کے متعلق تھا۔ اسٹینگرسن کی موت کے بعد ملتی ہیں۔ تاہم وہ بے ضرر ہیں۔ اس کا مطلب کیا ہو سکتا ہے ؟ یقیناً میرے تمام دلائل غلط نہیں ہو سکتے۔ یہ ناممکن ہے لیکن اس کے باوجود یہ منحوس کُتا صحیح سالم موجود ہے + ہاں ہاں اب میں نے پا لیا ہے پا لیا ہے!! ایک نعرۂ مسرت کے ساتھ وہ ڈبیا کی طرف گیا۔ دوسری گولی کو کاٹا۔ پانی میں حل کیا۔ اور دودھ ملا کر کُتے کے سامنے رکھا۔ بدقسمت کُتے کی زبان بمشکل تمام اس سے تر ہوئی تھی۔ کہ اس کا تمام جسم کانپ اُٹھا۔ اور وہ اس طرح بے جان ہو کر گر پڑا جیسے کہ اس پر بجلی گر پڑی ہے +

شرلک ہومز نے اطمینان کا ایک لمبا سانس لیا۔ اور اپنی پیشانی سے پسینہ پونچھ کر کہنے لگا "مجھے اپنے استدلال کی راستی پر زیادہ بھروسہ کرنا چاہیئے تھا۔ مجھے اس وقت اس بات کا خیال نہ رہا تھا۔ کہ جب کوئی امر ایک طویل سلسلۂ استدلال کے خلاف نظر آئے۔ تو ضرور اس کا کوئی اور ممکن مفہوم بھی ہو سکتا ہے۔ اس ڈبیا کی ہر دو گولیوں میں سے ایک مہلک زہر تھی۔ اور ایک بے ضرر مجھے ڈبیا دیکھے بغیر اس کا علم ہونا چاہیئے تھا"+

اس کا آخری جملہ ایسا حیرت انگیز تھا۔ کہ میں اُس کو بمشکل صحیح مان سکتا تھا لیکن مردہ کُتا اس کے قیاس کا مصدق وہاں موجود تھا +

ہومز نے پھر کہنا شروع کیا "آپ لوگوں کو یہ بات اس لئے حیرت انگیز معلوم ہوتی ہے۔ کہ آغازِ تحقیقات میں آپ غلط کھوج کے پیچھے پڑ گئے تھے۔ اور صحیح کھوج کو نظر انداز کر گئے تھے + خوش قسمتی سے میں نے اُسے پا لیا

تھا۔ اور مابعد کے واقعات نے اس کی مزید تصدیق کی ہے۔ بلکہ یہ کہنا بجا ہے کہ وہ اس کا منطقی نتیجہ تھے۔ ہمارے اس اختلاف کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ وہی امور جو آپ کو مبہم اور پیچیدہ نظر آتے رہے ہیں۔ مجھے اپنے نتائج اور براہین کے موید معلوم ہوتے رہے ہے۔ پُراسرار واردات کی تاویلیں لازمی طور پر عجیب و غریب نہیں ہوتیں۔ بعض اوقات ایک نہایت ہی عامیانہ جرم بہت پُراسرار نکل آتا ہے۔ اگر نعش سڑک پر پائی جاتی۔ اور اس کے ساتھ وہ نادر حالات معلوم نہ ہوتے۔ تو موجودہ واردات بہت ہی مشکل اور عسیر الفہم ہوتی۔ ان نادر حالات نے اسے زیادہ مشکل بنانے کی بجائے واقعی طور پر آسان کر دیا۔"

گرگیسن جس نے یہ تمام مکالمہ بہت بے صبری سے سنا تھا۔ اب ضبط نہ کر سکا۔ اور کہنے لگا۔ "دیکھئے جناب ہم سب یہ ماننے کے لئے تیار ہیں۔ کہ آپ بہت چالاک ہیں۔ آپ کا طریق عمل نرالا ہے۔ لیکن ہم قیاس اور زبانی وعظ سے کچھ زیادہ کے طالب ہیں۔ اس مقدمہ میں اصلی بات مجرم کی گرفتاری ہے میں نے اپنی طرف سے بہترین کوشش کی ہے۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے۔ کہ میری تفتیش کا نتیجہ غلط ہے۔ سٹریڈ کو اسٹینگرسن پر شبہ تھا۔ جو اب غلط ثابت ہو گیا ہے۔ آپ نے ضرور متفرق امور پر روشنی ڈالی ہے۔ اور آپ کی معلومات ہم سے زیادہ ہیں۔ لیکن اب وقت آگیا ہے۔ کہ آپ ہمیں براہ راست اپنے نتائج سے مطلع کریں۔ کیا آپ مجرم کا نام بتا سکتے ہیں؟"

سٹریڈ نے کہا۔ "جناب میں بھی یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتا۔ کہ گرگیسن کا تقاضا بجا ہے۔"

میں نے کہا۔ "اگر مجرم کی گرفتاری میں مزید دیر کی گئی۔ تو ممکن ہے۔ کہ وہ مزید جرائم کا ارتکاب کرسکے۔"

جب ہم سب شرلک ہومز پر اس طور سے زور دے رہے تھے۔ تو وہ بے چینی کے ساتھ کمرے میں ادھر اُدھر ٹہل رہا تھا۔ اور اپنا سر نیچا کئے ہوئے اپنے خیال میں غرق تھا۔ آخرکار وہ یک لخت ٹھہر گیا۔ اور ہماری طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا "آپ اس کے متعلق بے فکر ہو جائیں۔ کہ آئندہ کوئی قتل نہ ہوگا۔ آپ نے مجھ سے پوچھا ہے۔ کہ مجھے قاتل کا نام معلوم ہے یا نہیں۔ مجھے اس کا نام معلوم ہے۔ لیکن محض نام کا علم اس کی گرفتاری کے مقابلہ میں ہیچ ہے۔ مجھے امید ہے۔ کہ میں تھوڑی سی دیر میں اُسے گرفتار کر لونگا۔ میں نے اس کی گرفتاری کے متعلق بچ کے طور پر اپنے تمام انتظامات مکمل کر لئے ہیں اس بارہ میں بہت ہوشیاری اور احتیاط درکار ہے۔ آپ بُرا نہ مانئے گا کہ میں یہ کہنا چاہتا ہوں۔ کہ مجرم سرکاری افسروں کے مقابلہ میں بہت چالاک اور مکار ہے۔ اسی لئے میں نے آپ سے استمداد نہیں کی۔ اگر میں ناکام رہا۔ تو آپ سے مدد طلب نہ کرنے کے نقصانات تمام تر میں خود برداشت کروں گا۔ اس وقت میں یہ وعدہ کر سکتا ہوں۔ کہ جب میں اپنی تدابیر کو ضرر پہنچائے بغیر سب کچھ معلوم کر لوں گا۔ تو اُسی وقت آپ کو مطلع کر دوں گا"۔

گریگسن اور لسٹریڈ اس تسلی سے یا سرکاری سراغ رسانوں کی مذمت سُننے سے کچھ زیادہ خوش نظر نہ آتے تھے۔ وہ کچھ جواب دینے ہی کو تھے کہ کسی نے دروازہ کو کھٹکھٹایا۔ اور شرلک ہومز کے خفیہ عسکرِ اطفال کے افسر وِگنز نے مودبانہ سلام کر کے کہا "جناب عالی۔ کرایہ کی گاڑی حاضر ہے"۔ شرلاک ہومز نے خوش ہو کر کہا "میرے دوست۔ شاباش! پھر ایک خانے سے فولاد کی ہتھکڑی اُٹھا کر اُس نے کہا "آپ یہ نمونہ اسکاٹلینڈ یارڈ

میں کیوں نہیں رائج کرتے۔ دیکھئے کمانی کیسی عمدگی سے کام کرتی ہے۔ اور ہتھکڑی ایک لمحہ میں مقفول ہو جاتی ہے۔"

لسٹریڈ نے کہا "پرانا نمونہ بھی کافی اچھا ہے۔ بشرطیکہ ہمیں اس کے استعمال کے لئے مجرم مل جائے۔"

ہومز نے ہنس کر کہا "بہت خوب! شاید کوچوان میرا صندوق اُٹھانے میں مجھے مدد دے سکے۔ وگنز اُسے یہاں بلاؤ۔"

میں اپنے ساتھی کو سفر کی تیاری کرتے ہوئے دیکھ کر بہت حیران ہوا۔ کیونکہ اُس نے اب تک مجھ سے اس کے متعلق مطلقاً ذکر نہ کیا تھا۔ کمرے میں ایک چھوٹا سا چرمی بکس تھا۔ جسے وہ کھینچ کر باندھ رہا تھا۔ وہ اس کام میں مشغول تھا۔ کہ گاڑی والا کمرے میں داخل ہوا۔

وہ اپنے کام میں گھٹنے ٹیک کر مصروف رہا۔ اور منہ موڑے بغیر کہنے لگا "کوچوان۔ ذرا تم اُس فیتہ کے کسنے میں ہمیں مدد دو۔"

گاڑی والا بُرا سا منہ بنا کر آگے آیا۔ اور اس نے اپنے دونوں ہاتھ مدد دینے کے لئے آگے بڑھائے۔ فوراً ایک تیز کلک کی سی آواز آئی۔ اور دھات کی جھنکار سنائی دی۔ پھر شرلک ہومز نے اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر کہا:۔

"حضرات! اینک ڈریبر اور جوزف اسٹینگرسن کے قاتل مسٹر جیفرسن ہوپ سے میں آپ کا تعارف کراتا ہوں۔"

یہ تمام واقعہ ایک لمحہ میں اتنی جلدی ختم ہو گیا۔ کہ میں اسے بمشکل سمجھ سکا گاڑی والے کا مبہوت غصہ آمیز چہرہ جب کہ وہ سراسیمہ ہو کر اس ہتھکڑی کی طرف دیکھ رہا تھا جس میں اُس کے ہاتھ ایسی چالاکی سے جکڑے گئے تھے۔ اور شرلک ہومز کا شاداں چہرہ مجھے بخوبی یاد ہے۔ پھر وہ غیض و غضب

کے ساتھ ہومز کی گرفت سے آزاد ہوگیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ کھڑکی میں سے نیچے کودنے کے لئے آگے لپکا + لکڑی اور آئینے ٹوٹ گئے لیکن پیشتر اس کے کہ وہ بالکل نیچے گر پڑتا۔ شرلک ہومز۔ گریگسن اور لسٹریڈ اس کے اوپر شکاری کتوں کی طرح کود پڑے۔ اور اُسے کمرے میں گھسیٹ لائے۔ اور پھر ایک خوفناک جدوجہد شروع ہوگئی + وہ ایسا تندوتیز تھا۔ کہ ہم چاروں بار بار دھکے کھا کر گر پڑتے تھے۔ آئینہ سے زخمی ہوکر اُس کے چہرے اور ہاتھوں میں سے خون بہنے لگا۔ لیکن خون کی کمی سے بھی اس کی طاقت میں کوئی فرق نہیں آتا تھا + آخرکار لسٹریڈ نے اس کا گلا گھونٹ دیا۔ یہاں تک کہ وہ مقابلہ سے دست بردار ہوگیا + بنظرِ احتیاط ہم نے اُس کے ہاتھ پاؤں کس کر باندھ لیئے۔ اور بے دم ہوکر اُٹھے +

شرلک ہومز نے کہا "اس کی اپنی گاڑی میں ہم اسکاٹلینڈ یارڈ تک پہنچ جائیں گے" + پھر اُس نے ہنس کر کہا "حضرات اب ہم اس مقدمہ کے خاتمہ تک پہنچ گئے ہیں۔ آپ خوشی سے جو سوال چاہیں۔ پوچھ سکتے ہیں اور میں بلاخوف وخطر آپ کو ان کا جواب دونگا" +

حصہ اوّل ختم شد

وسیع میدانِ شور کی سرگزشت

شمالی امریکہ کے وسطی حصہ میں ایک وسیع خشک اور بھیانک ملک واقع ہے جو سالہا سال تک شیوع تہذیب کے راستہ میں مزاحم رہا ہے۔ تیسر انوڈا سے نبراسکا تک اور شمال میں ییلو سٹون دریا سے انتہائے جنوب کولوراڈو تک ایک بنجر اور سنسان خطہ ہے۔ اس غیر آباد حصہ ملک میں قدرت نے عجائبات کے کرشمے دکھائے ہیں۔ وہاں برف سے ڈھکے ہوئے سر بفلک پہاڑ اور تاریک وادیاں۔ تیز رو پہاڑی نالے اور وسیع چٹیل میدان ہیں۔ جو اگر سرما میں برف سے سفید ہوتے ہیں۔ تو گرما میں نمکین شورہ کی سے خاکی نظر آتے ہیں لیکن باوجود ان اختلافات کے اس ملک کے تمام حصوں کا مشترک وصف

ویرانہ پن اور فلاکت ہے ۔

اس منحوس ملک میں انسان کا نام و نشان نہیں ہے۔ جری سے جری اور من چلے مسافر ان خوفناک میدانوں کو عبور کرنے سے ڈرتے ہیں۔ "بزرڈ" گدھوں اور بھدے ریچھوں کے سوائے اس ویرانہ میں اَور کوئی جاندار نہیں پایا جاتا۔ تمام روئے زمین پر کہیں ایسا بھیانک منظر دکھائی نہیں دیتا جیسا کہ سیرا بلینکو کے شمالی نشیب سے نظر آتا ہے۔ جہاں تک آنکھ کام کر سکتی ہے۔ ایک وسیع چٹیل میدانِ شور پھیلا ہوا ہے جس میں جا بجا کھار کے انبار جمع ہیں۔ اور چھوٹی چھوٹی "چپرل" جھاڑیوں کے جھنڈ اُگ رہے ہیں اِن کی انتہائی حد پر ایک اونچا سلسلۂ کوہسار واقع ہے جس کی چوٹیاں برف سے ڈھکی ہوئی ہیں۔ لیکن اس سے ورے اس منحوس میدانِ شور میں زندگی کی علامات یا ضروریاتِ زندگی کالعدم ہیں۔ ان دریاؤں کے سوا جو ایک دوسرے سے بہت بہت فاصلے پر واقع ہیں۔ یہاں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں مل سکتا۔ نیلے گنبدِ فلک میں کوئی پرند پرواز نہیں کرتا۔ اور بنجر زمین پر کسی حیوان کی شکل نظر نہیں آتی۔ ایک ہُو کا عالم ہے جس پر دِل ہلا دینے والی خاموشی مستولی ہے ۔

اوپر کہا جا چکا ہے۔ کہ اس وسیع میدان میں زندگی کی علامات مفقود ہیں۔ لیکن یہ صحیح نہیں ہے۔ سیرا بلانکو سے نیچے دیکھیں۔ تو اس ویرانہ کے وسط میں ایک گذرگاہ نظر آتی ہے۔ جو بل کھاتی ہوئی دور تک چلی گئی ہے۔ اس کے اوپر پہیوں اور قدموں کے نشانات ہیں۔ جا بجا چند سفید چیزیں پھیلی ہوئی ہیں جو دھوپ میں چمکتی ہیں۔ اور کھار کی ڈھیریوں سے ممتاز نظر آتی ہیں۔ آگے بڑھو۔ اور انہیں بغور دیکھو! یہ ہڈیاں ہیں بعض

بڑی اور بھدی اور بعض چھوٹی اور نازک ہیں۔ مقدم الذکر بیلوں کی ہڈیاں ہیں۔ اور
موخر الذکر آدمیوں کی۔ پندرہ سو میل تک یہ استخوان تنہا نے پارینہ کسی گزرے ہوئے
قافلہ کے بدنصیب رہروں کا پتہ بتاتی ہیں۔

۱۸۴۷ء میں ۴ مئی کے روز ایک مسافر تنہا کھڑا اسی بھیانک منظر کو
دیکھ رہا ہے۔ اس کا چہرہ غبار آلود اور مصیبت زدہ ہے۔ اور اس کی شکل
سے یہ کہنا مشکل ہے۔ کہ اس کی عمر چالیس ہے یا ساٹھ۔ وہ دور سے ایک غول
بیابانی نظر آتا ہے۔ اور اُس کے چہرے کی ہڈیاں بے حد اُبھری ہوئی ہیں۔
اس کی داڑھی اور سر کے لمبے اور بھورے بال نہایت خستہ حالت میں ہیں۔
اُس کی آنکھیں پیشانی کے اندر گھُسی ہوئی ہیں۔ اور اُس کا ہاتھ جس میں اُس نے
بندوق تھام رکھی ہے۔ باقی تمام جسم کی طرح گوشت کے بوجھ سے آزاد ہے۔ کھڑے
کھڑے وہ تھک گیا۔ اور اُس نے اپنی بندوق کا سہارا لے لیا۔ اُس کے لمبے
قد اور مضبوط ہڈیوں سے صاف عیاں ہے۔ کہ اس کا جسم خوب طاقتور اور ورزشی
ہے لیکن اس کے مرجھائے چہرے سے اور اُن کپڑوں سے جو اُس کے جسم کے
اوپر بہت ڈھیلے ہیں اُس کی موجودہ خستگی اور حالت زار کا صحیح سبب معلوم ہو
سکتا ہے۔ بیچارا بھوک اور پیاس سے مر رہا ہے!

یہ مصیبت کا مارا مسافر پہاڑی کے اوپر پانی میں چلتا ہوا یہاں تک آیا
ہے۔ اب اس کے سامنے وسیع میدان شور پھیلا ہوا ہے۔ جس میں کہیں نام
کو بھی کسی درخت یا پودے کا نشان نہیں۔ جس سے پانی کی موجودگی کی امید
پیدا ہو سکے۔ شمال اور مشرق اور مغرب کی طرف اُس نے متجسس نگاہ سے
دیکھا۔ اور اُسے یقین ہوگیا۔ کہ اُس کی صحرانوردی ختم ہونے کو ہے۔ اور اس
بنجر ٹیلے پر اس کی موت لکھی ہے۔ اُس نے آہستہ سے کہا۔ موت برحق ہے

آج یہاں مرجاتا یا آج سے بیس برس بعد پھولوں کی سیج پر مرتا ایک برابر ہیں"۔ اور
ایک چٹان کا سہارا لے کر بیٹھ گیا۔

بیٹھنے سے قبل اُس نے زمین پر اپنی نکمی بندوق اور نیز ایک بڑی سی
بھوری چادر کی گٹھڑی زمین پر رکھ دی۔ جسے وہ اپنے دائیں کندھے پر اٹھا کر
لایا تھا۔ یہ بوجھ اس کی موجودہ درماندہ حالت میں اس کی طاقت سے سوا معلوم
ہوتا تھا۔ کیونکہ نیچے رکھتے ہوئے گٹھڑی زور کے ساتھ زمین پر گر پڑی۔ اور
اسی وقت اس میں سے ایک مدھم سی چیخ سنائی دی۔ دو چمکدار آنکھیں اور ایک
چھوٹا سا ہراساں چہرہ اس میں سے برآمد ہوا۔

ایک طفلانہ آواز نے ملامت کے لہجہ میں کہا "آپ نے تو مجھے زخمی کر دیا!"

شکستہ حال آدمی نے تاسفانہ طور پر کہا "کیا سچ مچ تمہیں چوٹ لگی ہے۔
مجھے بہت افسوس ہے۔ مَیں نے دانستہ ایسا نہ کیا تھا"۔ یہ کہہ کر اس نے چادر
کو کھولا۔ گٹھڑی میں سے تقریباً پانچ برس کی ایک خوبصورت لڑکی نکلی جس کے
نفیس۔ موزوں۔ اور صاف ستھرے کپڑے سے کسی مادرِ مشفقہ کی خبرگیری کا
صاف پتہ چلتا تھا۔ لڑکی زرد رو اور مضمحل تھی۔ لیکن اس کی نرم نرم ٹانگوں اور
بازوؤں سے ظاہر ہوتا تھا کہ اُس نے اپنے ساتھی کی نسبت کم مشقت برداشت
کی ہے۔

ابھی تک لڑکی اپنے سر کی پشت پر سنہری گھنگریالی زلفوں کو اپنے ننھے
ننھے نازک ہاتھوں سے رگڑ رہی تھی۔ مرد نے متفکر لہجے میں کہا "اب تمہارا
کیا حال ہے؟"

لڑکی کو جہاں چوٹ آئی تھی۔ وہ جگہ دکھا کر نہایت متانت سے بولی
"اسے چوم کر اچھا کر دیجئے۔ اماں جان بھی کیا کرتی تھیں۔ اماں جان کہاں

ہیں؟

"اماں چلی گئیں۔ میرا خیال ہے۔ کہ تھوڑی سی دیر میں تم بھی ان سے جا ملوگی"

چھوٹی لڑکی نے متعجب ہو کر کہا "چلی گئیں! ارے وہ مجھ سے مل کر بھی نہ گئیں۔ وہ تو خالہ جان کے ہاں چا پینے کے لئے بھی جاتی تھیں۔ تو مجھ کو پیار کر کے جایا کرتی تھیں۔ اور اب تو انہیں گئے ہوئے تین دن گزر گئے ہیں مجھے بڑی پیاس لگی ہے۔ یہاں پانی یا کھانے کے لئے کوئی چیز نہیں؟"

"نہیں میری جان یہاں کچھ نہیں۔ تھوڑی دیر صبر کرو۔ پھر سب کچھ ہو جائے گا۔ میرے ساتھ یوں سہارا لگا کر بیٹھ جاؤ۔ پھر تمہیں آرام آ جائیگا ہونٹ تو چمڑے کی طرح خشک ہو رہے ہیں۔ پھر میں تم سے کیسے باتیں کروں لیکن یہی اچھا ہوگا۔ کہ میں تم کو سچ سچ تمام حال بتا دوں۔ یہ تمہارے ہاتھ میں کیا ہے؟"

چھوٹی لڑکی نے ابرق کے دو چمکدار ٹکڑے دکھا کر جوش سے کہا "اچھی سی چیز ہے۔ بڑی خوبصورت چیز ہے! جب ہم گھر واپس جائینگے۔ تو اس کو میں اپنے بھائی باب کو دوں گی"

آدمی نے اعتماد سے کہا "ابھی خدا سی دیر میں تم کو اس سے بھی خوبصورت چیزیں ملیں گی۔ بس ذرا صبر کرو۔ ہاں ابھی تم سے ایک بات کرنے لگا تھا تمہیں وہ وقت یاد ہے۔ جب ہم دریا کے پار اترے تھے"

"جی ہاں!"

"اچھا۔ تو ہم نے سوچا تھا۔ ہم بہت جلدی کسی اور دریا تک پہنچ جائینگے لیکن ہمارے سمجھنے میں کچھ غلطی ہو گئی۔ یا کوئی اور بات ہوئی۔ اس وقت سے آج

تک ہمیں کوئی دریا نہیں ملا۔ بس تمہارے جیسی ننھی جانوں کو تو ایک دو بوندیں دینے کو کچھ پانی رہ گیا۔ باقی سب ختم ہو گیا۔ اور۔۔ اور۔"

چھوٹی لڑکی نے اُس کے خاک آلودہ چہرے کی طرف دیکھ کر متانت سے کہا: "اور تم اپنا منہ ہاتھ بھی نہ دھو سکے"۔

"نہیں۔ اور نہ ہی پی سکا۔ پھر مسٹر بینڈر پیاس کی وجہ سے سب سے پہلے مر گئے۔ پھر انڈین پیٹ اور پھر مسز مکگریگر اور پھر جانی جونز اور پھر تمہاری پیاری اماں جان"۔

چھوٹی لڑکی نے چلا کر کہا: "تو کیا پھر اماں جان بھی مر گئیں"؟ اور سسکیاں لیتے ہوئے اپنا چہرہ نیچا کر لیا۔

"ہاں سوائے میرے اور تمہارے سب مر گئے۔ پھر مَیں نے سوچا۔ کہ شاید اس طرف کچھ پانی ملے۔ اس لیئے مَیں تمہیں اپنے کندھے کے اوپر ڈال کر یہاں چلا آیا۔ لیکن یہاں پہنچ کر بھی کچھ نہ بنا۔ اب ہمارے بچنے کی بہت کم امید ہے"۔

لڑکی نے اپنی سسکیاں بند کیں۔ اور اپنا اشک آلودہ چہرہ اوپر اُٹھا کر پوچھا: "تو کیا اب ہم بھی مر جائینگے"؟

"ہاں اب زندہ رہنے کی کوئی امید نہیں۔ اللہ نے چاہا۔ تو ذرا سی دیر میں تمہاری اماں جان سے جا ملیں گے"۔

لڑکی نے خوش ہو کر ہنستے ہوئے کہا: "آپ نے مجھے پہلے کیوں نہ بتایا آپ نے تو مجھے ڈرا دیا تھا۔ جب ہم مر جائینگے۔ تو اسی وقت اماں جان سے جا ملینگے"۔

"ہاں میری پیاری تم اپنی اماں سے جا ملو گی"۔

"اور آپ بھی تو ملیں گے۔ مَیں اپنی امّی کو بتاؤں گی۔ کہ آپ نے میرے ساتھ کیسا اچھا سلوک کیا۔ مَیں شرط لگا کر کہتی ہوں۔ کہ وہ بہشت کے دروازے پر پانی کا ایک بڑا سا گھڑا، اور گرم گرم مزے کی چپاتیاں۔ جو مجھے اور باپ کو پسند تھیں۔ ہمارے لئے لے کر کھڑی ہو گی۔ ہمیں مرنے میں کتنی دیر لگے گی؟"

"اس کی تو مجھے خبر نہیں لیکن بہت دیر نہیں لگے گی۔" مرد کی آنکھیں شمالی اُفق پر جمی ہوئی تھیں۔ بہت دُور گنبدِ فلک میں تین چھوٹے چھوٹے داغ ہویدا ہوئے۔ جو لمحہ بہ لمحہ بڑے ہوتے جاتے تھے۔ بتدریج وہ تین بڑے بھورے پرندے نظر آنے لگے۔ جو ان فلاکت زدہ ہستیوں کے اوپر چکر لگا کر تھوڑی دیر کے بعد پاس کی چٹانوں پر بیٹھ گئے۔ وہ بزرڈ یعنی ممالکِ مغرب کے گِدھ تھے جن کا آنا موت کا پیش خیمہ ہوتا ہے۔

لڑکی نے ان منحوس پرندوں کی طرف اشارہ کیا۔ اور انہیں تالیاں بجا کر بولی۔ "کیا اِس ملک کو بھی خدا نے ہی بنایا تھا؟"

اُس کے ساتھی نے اس غیر متوقع سوال سے حیران ہوا۔ اور بولا۔ "ہاں ہاں۔ اُسی نے بنایا ہے۔"

چھوٹی لڑکی نے اپنا سلسلۂ کلام شروع رکھا۔ "الی نائس کا ملک تو خدا نے بنایا ہے۔ اور دریائے مسوری بھی اسی نے بنایا ہو گا لیکن یہ ملک تو کسی اَور نے بنایا ہو گا۔ یہ ویسا اچھا بنا ہوا نہیں ہے جس کسی نے یہ ملک بنایا ہے۔ وہ اس میں پانی اور درخت لگانے بھول گیا ہے۔"

آدمی نے جھجکتے ہوئے کہا۔ "تم اللہ سے دعا کرو۔"

لڑکی نے جواب دیا۔ "ابھی تو رات نہیں ہوئی۔"

میں کچھ نذر نہیں۔ یہ دعا کا ٹھیک وقت نہ ہو لیکن اللہ اس کی پروا نہیں کریگا جس طرح تم چھکڑے میں ہر روز دعا مانگا کرتی تھیں۔ اسی طرح اس وقت بھی مانگو"۔

لڑکی نے حیران ہو کر کہا "آپ دُعا کیوں نہیں مانگتے؟"

مرد نے جواب دیا "مجھے دعا یاد نہیں ہے۔ جب میرا قد اس بندوق سے بھی آدھا تھا۔ اُس وقت سے مَیں نے دعا نہیں مانگی۔ لیکن آدمی جب بھی دعا مانگے برا نہیں، تم بولتی جاؤ۔ اور مَیں بھی تمہارے پیچھے پیچھے بولتا جاؤنگا"

لڑکی نے چادر زمین پر بچھالی۔ اور بولی "پھر آپ کو اور مجھے بھی گھٹنوں کے بل دوزانو ہو جانا پڑے گا۔ اور اپنے ہاتھ دعا کے لئے یوں اُٹھانے ہونگے ایسا کرنے سے انسان ذرا نیک معلوم ہوتا ہے"۔

یہ منظر بھی نہایت عجیب وغریب تھا۔ گو اُسے دیکھنے والے صرف تین گدھ تھے۔ چادر کے اُوپر پہلو بہ پہلو دو نو صحرا نورد۔ چھوٹی معصوم لڑکی اور گرم و سرد دہر چشیدہ عمر رسیدہ سیاح۔ دست بدعا گھٹنے ٹیکے کھڑے تھے۔ جب دُعا ختم ہو گئی۔ تو لڑکی اپنے محافظ کی گود میں سوگئی۔ بڈھوڑی دیر تک وہ اُسے سوتے ہوئے دیکھتا رہا۔ لیکن بالآخر اُس کی بھی آنکھ لگ گئی۔ کیونکہ تین شبانہ روز وہ بالکل نہیں سویا تھا۔

اگر یہ ستم رسیدہ شخص نصف گھنٹہ تک اَور جاگتا۔ تو یہ ایک عجیب منظر دیکھتا۔ بہت دُور میدانِ شور کے پرلے سرے پر ایک غبار سا اُٹھا۔ جو پہلے بمشکل تمام صاف نظر آتا تھا۔ لیکن آہستہ آہستہ اونچا اور وسیع ہوتا گیا۔ یہاں تک کہ اس امر میں شک و شبہ کی کوئی گنجائش نہ رہی۔ کہ حیوانات کے ایک انبوہ کثیر کے دوڑنے کی وجہ سے گرد و غبار اُڑ رہا ہے۔ کسی سرسبز علاقہ میں تو یہ گمان ممکن تھا۔ کہ جنگلی جانوروں کا گلہ کسی چراگاہ کی طرف آرہا ہو لیکن

اس بنجر میدان میں یہ خیال کرنا بعید از قیاس تھا۔ جب یہ غبار اس مقام سے کافی نزدیک ہو گیا۔ جہاں یہ پردیسی سوئے ہوئے تھے۔ تو اس میں سے چھکڑے اور مسلح سوار نظر آنے لگے۔ اور یہ معلوم ہوا۔ کہ کوئی قافلہ مغرب کی جانب کوچ کر رہا ہے۔ لیکن اس قافلے کی وسعت کے کیا کہنے ہیں! اس کا ایک سرا تو دامن کوہ تک پہنچ گیا تھا۔ اور دوسرا سرا ابھی افق اقصلے میں اوجھل تھا۔ تمام میدان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک جہاں تک نگاہ کام کر سکتی تھی چھکڑوں اور گاڑیوں اور پاپیادہ اور سوار آدمیوں اور بچوں اور عورتوں کا جو بوجھ اور تھکان کے مارے گری پڑتی تھیں۔ ایک انبوہ کثیر پھیلا ہوا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ جیسے کوئی خانہ بدوش قوم نامساعد حالات سے مجبور ہو کر کسی نئے ملک کی تلاش میں جا رہی ہے۔ گھوڑوں کے ہنہنانے اور انسانوں کے اس جم غفیر کے باعث اس سنسان میدان میں ایک ہنگامہ برپا تھا۔ لیکن ان دو تھکے ماندے مسافروں کو بیدار کرنے کے لئے یہ تمام شور و شغب بھی کافی نہ تھا۔

اس قافلہ کا مقدمۃ الجیش جری اور مسلح سواروں کا ایک دستہ تھا۔ ٹیلے کے نیچے پہنچ کر یہ سوار رُک گئے۔ اور باہم مشورہ کرنے لگے۔

ان میں سے ایک آدمی جس کی داڑھی مونچھ ندارد تھی۔ بولا "میرے بھائیو! کوئیں دائیں جانب ہیں"۔

دوسرا بولا "سیرا بلینکو کی دائیں جانب۔ اس طرح ہم ریو گرینڈے تک پہنچ جائیں گے"۔

تیسرا بولا "پانی کی خاطر تو بالکل نہ ڈرو۔ وہ جس نے چٹانوں میں سے پانی نکالا۔ اپنی برگزیدہ قوم کو ہرگز نہ بھلائیگا"!

باقی عام لوگوں نے کہا "آمین! آمین"!!

یہ لوگ اپنا سفر شروع کرنے ہی کو تھے۔ کہ اُن میں سے ایک نوجوان نے
جس کی نگاہ بہت تیز تھی۔ اوپر ٹیلے کی جانب اشارہ کیا۔ جہاں لڑکی کے خوشنما
رنگین کپڑے نظر آ رہے تھے۔ یہ دیکھ کر سب لوگ رُک گئے۔ اور پیچھے سے اَور
سوار آملے۔ سب کے ہاتھ بندوقوں پر جا پڑے۔ اور ہر ایک کی زبان پر "ہنو احمر"
کا لفظ تھا۔

بزرگ وش آدمی نے جو اس دستہ کا افسر معلوم ہوتا تھا۔ کہا "یہاں انجسنز
کا ہونا بعید از قیاس ہے۔ ہم پائینز کو پیچھے چھوڑ آئے ہیں۔ اور جب تک ہم اس
سلسلہ کوہسار کو عبور کر لیں ہمیں دوسری کسی قوم سے ملنے کی امید نہیں"۔

سواروں میں سے ایک نے کہا "بھائی اسٹینگرسن میں آگے جا کر دیکھوں"
اس کے ساتھ ہی دس بارہ آوازیں اور سنائی دیں "اور میں؟ اور میں؟"
افسر نے جواب دیا "اپنے گھوڑے نیچے چھوڑ جاؤ۔ ہم اسی جگہ تمہارا انتظار
کرینگے"۔ اسی وقت چند نوجوان اپنے گھوڑوں سے اُترے۔ اور ٹیلے کے اوپر چڑھنے
لگے۔ وہ جلدی جلدی لیکن خاموشی سے چل رہے تھے۔ وہ نوجوان جس نے
سب سے پہلے اس غیر متوقع چیز کو دیکھا تھا۔ ہراول میں تھا۔ اچانک اُس کے
ساتھیوں نے اس کو اپنے ہاتھ یوں اُٹھاتے ہوئے دیکھا۔ گویا کہ وہ بہت
متعجب ہوا ہے۔ اور جب باقی لوگ موقع پر پہنچے۔ تو وہ بھی اس منظر کو دیکھ کر
ویسے ہی حیران ہو گئے۔

ٹیلے کی چوٹی پر ایک بہت بڑے پتھر سے تکیہ لگائے ہوئے ایک لمبا
دراز ریش جس کے چہرہ بشرے سے نقاہت ٹپک رہی تھی۔ گہری نیند سو
رہا تھا۔ اُس کے پاس ہی ایک چھوٹا سا بچہ اپنے ننھے بازو اپنے ساتھی کی
گردن میں حمائل کئے ہوئے لیٹا تھا۔ کچھ فاصلہ کے اوپر تین منحوس شکل

گدھ بیٹھے تھے۔ جواب ان نوواردوں کو دیکھ کر وہاں سے مایوس ہو کر چیختے چلاتے ہوئے اُڑ گئے۔ پرندوں کی چیخوں نے دو نو سونے والوں کو بیدار کر دیا۔ آدمی لڑکھڑا کر کھڑا ہو گیا۔ اور مبہوت ہو کر اس ویرانے میدان کی طرف دیکھنے لگا جو ابھی ابھی اس کے سونے سے قبل تو سنسان اور ویران پڑا تھا۔ اور اب حیوانوں اور انسانوں کے ایک عظیم الشان گروہ سے پٹا پڑا تھا۔ اس کے چہرہ سے ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کو اپنی آنکھوں کی شہادت پر اعتماد نہیں چنانچہ اُس نے اپنا خشک ہاتھ آنکھوں پر پھیرا۔ اور بڑبڑا کر کہنے لگا "شاید اس حالت کو ہذیان کہتے ہیں" لڑکی اس کے پاس اُس کے کوٹ کے دامن کو پکڑے ہوئے خاموش کھڑی تھی لیکن اُس کی آنکھیں حیرت و استعجاب کے ساتھ چاروں طرف پھر رہی تھیں۔

جو سوار اُن کے پاس آئے تھے۔ اُنہوں نے جلدی سے ان کا اطمینان کیا۔ کہ ان کا وجود کوئی فریب نظر نہیں ہے۔ ان میں سے ایک نے چھوٹی لڑکی کو اپنے کندھے کے اوپر اُٹھا لیا۔ اور دوسرے لوگ اس کے لاغر ساتھی کو چھکڑے کی طرف لے گئے۔

بے چارے ساتھی نے اپنی حالت بیان کرتے ہوئے کہا "میرا نام جان فیریر ہے۔ اور اکیس آدمیوں کے ایک قافلہ میں سے صرف میں اور یہ لڑکی بچے ہیں۔ باقی سب جنوب کی طرف بھوک اور پیاس سے مر گئے"۔

"کیا یہ تمہاری بیٹی ہے؟"

"ہاں اب تو یہ میری بیٹی ہی ہے۔ کیونکہ میں نے اسے ہلاک ہونے سے بچایا ہے۔ کوئی آدمی اس کو مجھ سے نہ چھین سکے گا۔ آج سے یہ لوسی فیریر ہے" پھر اُس نے ان کی طرف متعجب نگاہوں سے دیکھ کر کہا "لیکن آپ کون لوگ

ہیں؟ آپ بہت زیادہ تعداد میں معلوم ہوتے ہیں "

ایک نوجوان نے جواب دیا "تقریباً دس ہزار۔ ہم خدا کے ستائے ہوئے بچے ہیں۔ فرشتہ میروتا کے برگزیدہ لوگ "

مسافر نے کہا "میں نے تو کبھی اس فرشتہ کا نام نہیں سُنا۔ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس نے تم میں سے ایک کافی تعداد کو منتخب کیا ہے "

نوجوان نے ترش رو ہو کر کہا "پاک چیزوں کا مذاق نہ اُڑاؤ۔ ہم ان مقدس تحریروں کے معتقد ہیں۔ جو طلائی الواح پر مصری حروف میں ہمارے پاک نبی جوزف سمتھ کے اوپر پالمیرا میں نازل ہوئی تھیں۔ ہم نے الی نائس کی ریاست کے شہر نوودو میں اپنے مندر بنائے ہوئے تھے۔ اب ہم لامذہب انسانوں کے ستائے ہوئے وہاں سے ہجرت کر کے یہاں آئے ہیں "

نوودو کے نام سے جان فیریر کی یاد تازہ ہو گئی۔ چنانچہ اُس نے کہا "تو پھر آپ لوگ مارمن ہیں؟"

سب نے یکزبان ہو کر کہا "ہاں ہم مارمن لوگ ہیں "

"اور آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

"یہ خود ہم کو معلوم نہیں۔ خدا کا ہاتھ ہمارے پاک نبی کی شکل میں ہماری رہنمائی کر رہا ہے۔ تمہیں بھی اُس کے سامنے حاضر ہونا پڑے گا۔ وہ تمہارے متعلق فیصلہ کرے گا "

اس اثناء میں وہ دامن کوہ تک نیچے اُتر آئے۔ عورتوں۔ مردوں اور بچوں کا ایک انبوہ کثیر ان کے گرد جمع ہو گیا۔ اُن کے رہنما انہیں ایک چھکڑے کے پاس لے گئے۔ جو اپنی عظمت اور زیب و زینت کے باعث دوسروں سے ممتاز تھا۔ اُس کے آگے چھ گھوڑے جتے ہوئے تھے۔ جن کا باقیوں

کے آگے صرف دو دو یا زیادہ سے زیادہ چار گھوڑے تھے۔ کوچوان کے ساتھ ایک تیس سالہ نوجوان بیٹھا ہوا تھا جو اپنے بڑے سر اور حاکمانہ انداز سے سالارِ کارواں نظر آتا تھا۔ وہ ایک مجلد کتاب پڑھ رہا تھا۔ لیکن جس وقت یہ مجمع اُس کے پاس پہنچا۔ اُس نے کتاب کو ہاتھ سے رکھ دیا۔ اور توجہ سے اُن کا قصہ سننے لگا۔ پھر وہ دونو مسافروں کی طرف متوجہ ہوا +

اُس نے نہایت متانت سے کہا "ہم صرف ایک شرط سے تم کو اپنے ساتھ لے جا سکتے ہیں۔ یعنی تم ہمارے ہم عقیدہ بن جاؤ۔ ہم اپنی جماعت میں بھیڑیے نہیں رکھ سکتے۔ مجھے یہ بدرجہا بہتر معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس ویرانہ میں تمہاری ہڈیاں خشک ہوتی رہیں۔ بہ نسبت اس کے کہ تم ہماری جماعت کی ہلاکت کا باعث بنو۔ کیا ان شرائط پر تم ہمارے ساتھ آ سکتے ہو؟"

فیریر نے مستعدی سے کہا "میں آپ کے ساتھ ہر ایک قسم کی شرائط پر چلنے کے لئے تیار ہوں"۔ اس پر افسر نے کہا "بھائی اسٹینگرسن! اس کو اپنے ساتھ لے جاؤ۔ اس کو اور لڑکی کو خوراک اور پانی دو۔ یہ تمہارا فرض ہے کہ ان کو ہمارے پاک مذہب کے عقائد کی تلقین کرو۔ ہمیں کافی دیر ہو گئی ہے۔ ارضِ موعودہ کی طرف بڑھو!" مارمنوں کے تمام قافلے نے آخری الفاظ دُہرائے۔ اور قافلہ چل پڑا +

افسر نے ان دونو مسافروں کو جس رئیس کے سپرد کیا تھا۔ وہ انہیں اپنے چھکڑے کی طرف لے گیا۔ جہاں اُن کے لئے کھانا تیار رکھا تھا۔ اُس نے کہا "آپ یہاں ٹھیریں۔ چند دنوں میں آپ کی تھکان دور ہو جائیگی۔ لیکن اب آپ یہ یاد رکھیں۔ کہ اب اور آیندہ ہمیشہ کے لئے ہمارے ہم مذہب ہیں۔ یہ برگھم ینگ کا ارشاد ہے جو اُس نے جوزف سمتھ کی آواز سے جو کہ نطق اللہ ہے سُنایا ہے"

اُوٹا کا پھول

یہاں مہاجر مارمنوں کی تکالیف اور مصائب کی داستان بیان کرنی مقصود نہیں۔ صرف اتنا کافی ہے۔ کہ جس ہمت و استقلال سے اُنہوں نے گوناگوں مصائب اور تکالیف کو برداشت کیا۔ تاریخ عالم میں اس کی نظیر بہت کم ملتی ہے۔ بہرکیف اُوٹا کی سرسبز و شاداب وادی میں پہنچ کر ان کے رنج و محن کا خاتمہ بالخیر ہوا۔ ان کے افسر نے یہاں پہنچ کر اُن کو بتایا۔ کہ یہی ارض موعودہ ہے۔ اور یہ تمام وسیع خطۂ زمین اُن کی ملکیت ہے +

ینگ نے اپنے حسن انتظام سے اپنے متبعین کو نہایت عمدگی سے اس زرخیز ملک میں بسایا۔ شہر کا نقشہ بہت محنت اور قابلیت سے تیار کیا گیا۔ اور دیہات میں بھی دینداروں کی آبادی دن بدن ترقی کرتی گئی۔ وسط شہر میں عظیم الشان مرکزی مندر سر بفلک کھڑا نظر آنے لگا۔ اور سب لوگ فارغ البالی اور امن و امان سے رہنے سہنے لگے +

دونو مسافر جان فیریر اور چھوٹی لڑکی جسے اُس نے اپنی متبنٰے بیٹی بنا لیا تھا۔ مارمنوں کے ساتھ شریک رنج و راحت رہے۔ دوران سفر میں لوسی فیریر رئیس سٹینگرسن کی تین بیویوں اور اس کے بارہ سالہ لڑکے کے ساتھ رہتی تھی۔ اور بہت جلد ہر دل عزیز بن گئی تھی۔ جان فیریر بھی بحیثیت ایک رہنما اور شکاری کے بہت مفید ثابت ہوا۔ اور اُس نے اپنے کارہائے

نمایاں اور قابلِ قدر خدمات سے تمام قافلہ کے دلوں میں ایسی وقعت حاصل کرلی کہ اُوٹا پہنچ کر تقسیم اراضی کے وقت ڈریپر۔ اسٹینگرسن کیمبل اور جانسٹن سے اُتر کر جو چار بڑے رئیس تھے۔ باقی سب سے زیادہ حصہ اسے ہی ملا +

جان فیریر نے اپنی محنت اور حُسنِ تدبیر سے خوب ترقی کی۔ زمین کی پیداوار بڑھائی۔ اور رہنے کے لئے ایک فراخ مکان بنالیا۔ چند سال میں وہ اپنے معاملات کی درستگی۔ خوش اخلاقی اور جاہ و ثروت کے طفیل شہر سالٹ لیک میں مشہور ہوگیا حتیٰ کہ دُور دراز ممالک تک اس کی شہرت پھیل گئی۔ اور جان فیریر کا نام زبان زدِ خاص وعام ہوگیا +

لیکن اس کے ہم مذہب ایک بات کی وجہ سے اس سے ضرور ناراض تھے + ہر ایک قسم کی تحریص و ترغیب کے مقابلہ میں اُس نے اپنے رفقا کی مانند متعدد بیویاں رکھنے سے قطعی انکار کیا + وہ اپنے انکار کرنے کی وجوہات بیان نہیں کرتا تھا۔ اور استقلال کے ساتھ مع لوسی کے اپنے مکان میں تنہا رہتا رہا + بعض لوگ اس کو منافق کہتے تھے۔ بعض اسے لالچی اور حریص سمجھتے تھے۔ اور بعض جوانی کی ناکام محبت کو اُس کی موجودہ پاکدامنی کا ذمہ وار ٹھیراتے تھے۔ لیکن صحیح سبب کچھ بھی ہو۔ جان فیریر شادی کرنے پر بالکل رضامند نہ ہوا + وہ اپنی بیٹی لوسی کو جو اب حسین نوجوان لڑکی تھی۔ دیکھ دیکھ کر باغ باغ ہوتا تھا + لوسی ہر ایک کام میں اپنے باپ کا ہاتھ بٹاتی تھی۔ اُسے سواری کا بہت شوق تھا چنانچہ وہ اس بارہ برس کے عرصے میں جبکہ اس کا باپ امیر کبیر بن گیا "اُوٹا کا پھول" مشہور ہوگئی +

لوسی کے باپ کو اس بات کا خیال بھی نہ تھا۔ کہ وہ عورت بن چکی ہے اور اس کی زندگی میں ایک انقلاب پیدا ہوگیا ہے + شاذو نادر ہی ایسا ہوتا

ہے۔ کہ باپ کو اس تغیر کا علم جلد حاصل ہو۔ بلکہ بسا اوقات خود دوشیزہ کو بھی اس
امر کا علم نہیں ہوتا۔ یہاں تک کہ کسی کی مرغوب آواز سن کر یا کسی سے مصافحہ کرتے
ہوئے اس کا دل اُچھلنے لگتا ہے۔ اور وہ فخر و خوف کے جذبات کے ساتھ اپنی
حالت کے انقلاب سے آگاہ ہوتی ہے۔ بہت تھوڑی عورتیں ایسی ہوتی ہیں
جو بعد ازاں اس نئی زندگی پیدا کرنے والے واقعہ کو یاد رکھتی ہوں۔ لیکن لوسی
کی حالت میں جس واقعہ نے اُسے اس طرف متوجہ کیا۔ وہ اتنا اہم اور معنی
خیز تھا۔ کہ فراموش نہیں کیا جا سکتا۔

جون کا مہینہ تھا۔ اور کیلیفورنیا سے لوگ جوق در جوق مارمنوں کے شہر
میں سے گزر رہے تھے۔ کیونکہ وہاں وبائی بخار پھیلا ہوا تھا۔ اور اُن کا راستہ
اسی شہر میں سے ہو کر گزرتا تھا۔ ان لوگوں کے ساتھ بھیڑوں اور بیلوں کے
گلے تھے جن کی کثرت سے سڑک بالکل رُکی ہوئی تھی۔ اس منتفرق گروہ میں
سے لوسی ایک مشاق سوار کی طرح گھوڑا سرپٹ دوڑائے گزر رہی تھی۔ اس
کا خوبصورت چہرہ ورزش کے باعث دمک رہا تھا۔ اور اس کے سنہری بال
اُس کے شانوں پر اُڑ رہے تھے۔ لوسی کئی مرتبہ اپنے باپ کے کام سرانجام
دینے کے لئے بلا خوف و خطر ایک جوانِ رعنا کی طرح شہر میں آتی جاتی تھی۔ اور
شہر والے اس کے حسن و شباب سے متاثر ہو کر اس کی طرف حیرانی سے دیکھا
کرتے تھے۔ چنانچہ اس وقت بھی وہ کسی ایسے ہی کام پر جا رہی تھی۔

لوسی شہر کے قریب پہنچ چکی تھی۔ کہ اُس نے دیکھا۔ کہ مویشیوں کا ایک
بڑا گلہ راستہ روکے ہوئے ہے۔ چونکہ اُسے آگے بڑھنے کی جلدی تھی۔
اس لئے اُس نے ان کے بیچ میں کچھ خالی جگہ دیکھ کر بے صبری سے گزر جانا
چاہا۔ بمشکل وہ آگے بڑھی تھی۔ کہ جنگلی بیلوں نے اُسے چاروں طرف سے گھیر

لیا چونکہ وہ مال مویشی کی عادات سے بخوبی واقف تھی - وہ بالکل نہ ڈری - بلکہ پوری مستعدی سے اس گلے میں سے باہر نکل جانے کی کوشش کرتی رہی ۔ بدقسمتی سے ایک بیل کے سینگ گھوڑے کے پہلو سے ٹکرائے - گھوڑا سیخ پا ہوگیا - اور غصے میں آکر ایسی بُری طرح سے اُچھلنے لگا - کہ اگر وہ نڈر اور مشاق سوار نہ ہوتی تو ضرور گر پڑتی ۔ حالت بہت خطرناک تھی - گھوڑا غصے سے اچھلتا تھا - اور بار بار سینگوں سے ٹکریں کھاتا تھا - اور اس سے اس کی وحشت بڑھتی تھی ۔ بہزار خرابی لڑکی زین پر قائم رہی - اگر وہ گر پڑتی - تو موت یقینی تھی - عرصہ تک اس تگ و دو میں مبتلا رہ کر اُس کا سر چکرانے لگا - اور وہ گرنے ہی کو تھی - کہ ایک ہمدردانہ آواز نے مدد کا یقین دلا کر اُس کی ہمت بڑھائی ۔ اُسی وقت ایک مضبوط بازو نے خوف زدہ گھوڑے کو دہانے سے پکڑ لیا - اور گلے میں سے نکال کر باہر لے گیا ۔

اُس کے محسن نے مؤدبانہ انداز سے کہا "مس صاحبہ غالباً آپ کو چوٹ تو نہیں لگی؟"۔

اُس نے اس کے سیاہ اور تند چہرے کی طرف دیکھا - اور ہنس کر بولی - "مَیں بہت ڈر گئی تھی - لیکن مجھے کیا خبر تھی - کہ پانچو گائے بیلوں کے گلے سے ڈر جائے گا"۔

"خیریت تو یہ ہوئی - کہ آپ زین پر بیٹھی رہیں"۔ یہ شخص قد آور خوب رو جوان تھا - اُس کا لباس شکاریوں کا سا تھا - کندھے پر ایک لمبی بندوق رکھی تھی - اور ایک مضبوط گھوڑے پر سوار تھا - تھوڑی دیر کے بعد اُس نے کہا "میرا خیال ہے - کہ آپ جان فیر بر کی بیٹی ہیں - مَیں نے آپ کو اُن کے گھر سے نکلتے دیکھا تھا - اب جب آپ اُن سے ملیں - تو پوچھئے گا - کہ انہیں سینٹ لوئس

کا رہنے والا جیفرسن ہوپ یاد ہے یا نہیں۔ اگر یہ وہی فیریر ہیں جنہیں مَیں سمجھ رہا ہوں۔ تو یقیناً یہ میرے والد کے بہت گہرے دوست ہیں "

اُس نے سنجیدگی سے جواب دیا" بہتر تو یہ ہو۔ کہ آپ خود ہی تشریف لائیں۔ اور اُن سے دریافت کرلیں "

نوجوان اس تجویز سے خوش ہوگیا۔ اور اُس نے کہا" مَیں بہت خوشی سے اُن سے ملونگا۔ گو دو ماہ سے پہاڑوں میں پھرتے رہنے کے باعث میری حالت ملاقات کرنے کے قابل نہیں "

لوسی نے جواب دیا" ابا جان آپ کے بہت مشکور ہونگے۔ اور مجھے بھی تو آپ کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ ابا مجھ سے بہت محبت کرتے ہیں۔ اور اگر یہ بیل مجھے کچل ڈالتے۔ تو وہ اس صدمہ سے زینہار جانبر نہ ہوسکتے "

اُس کے ساتھی نے کہا" اور نہ ہی مَیں "

" آپ! کیوں مَیں نہیں سمجھتی۔ کہ اس سے آپ پر کیا اثر پڑتا۔ آپ تو ہمارے دوست تک بھی نہیں ہیں "

نوجوان شکاری کا چہرہ یہ الفاظ سُن کر ایسا رنجیدہ اور پژمردہ ہوگیا۔ کہ لوسی نے ہنس کر کہا" میرا کچھ اور مطلب نہیں تھا۔ اب تو آپ ضرور ہمارے دوست ہیں۔ آپ ضرور تشریف لائیے گا۔ اور ہم سے ملئے گا۔ اب مَیں چلتی ہوں۔ نہیں تو ابا جان آئندہ کوئی کام میرے سپرد نہ کرینگے۔ خدا حافظ "!

اُس نے اپنی ٹوپی اُٹھا کر اور اُس کے نازک ہاتھ پر جُھک کر جواب دیا" خدا حافظ "! لوسی نے اپنا گھوڑا موڑا۔ اور سڑک پر گرد وغبار کے بادل میں گھس گئی۔

نوجوان جیفرسن ہوپ خاموش اور متفکر اپنے رفقاء کے ہمراہ چلا گیا

وہ اور اُس کے ساتھی چاندی کی تلاش میں پہاڑوں کی خاک چھان رہے تھے۔ اس واقعہ سے قبل وہ اپنے کاروبار میں بہت مستعد تھا۔ لیکن اب اُس کے خیالات دوسری طرف منعطف ہو گئے + خوبرو نوجوان دوشیزہ کے حُسن نے اُس کے جوش شباب اور دل کو تہ تک ہلا دیا + جب وہ اُس کی نظروں سے اُوجھل ہو گئی۔ تو اُسے ایسا معلوم ہوا۔ جیسے اُس کی زندگی میں کوئی انقلاب واقع ہو گیا ہو + اس کے بعد سوائے اس نئے اور ہمہ گیر جذبہ کے نہ تو چاندی کی تلاش اُسے ضروری معلوم ہوتی تھی۔ نہ کوئی اور شغل + جو محبت اب اُس کے دل میں یک لخت موجزن ہوئی تھی۔ وہ کوئی طفلانہ جذبہ نہ تھا۔ بلکہ وہ اُس کے دل و دماغ پر مستولی ہو چکی تھی + اُس کی زندگی آج تک ہر لحاظ سے کامیاب ہی تھی۔ اور وہ اس امر کا عادی ہو گیا تھا۔ کہ جس کام کو ہاتھ لگائے۔ اُس میں کامیاب ہو۔ اُس نے اپنے دل میں عزم بالجزم کیا۔ اور قسم کھائی۔ کہ اگر اس مہم میں انسانی کوشش اور استقلال سے کامیابی حاصل ہو سکتی ہے۔ تو وہ انشاء اللہ القوی ناکام نہ رہے گا +

اسی دن رات کو اور بعد ازاں متعدد دفعہ وہ جان فیریر سے ملنے گیا۔ یہاں تک کہ گرد و نواح میں سب لوگ اُس سے بخوبی واقف ہو گئے + جان فیریر وادی سے باہر نہ جانے اور اپنے کام میں منہمک رہنے کے باعث گذشتہ بارہ سال میں بیرونی دنیا کے اخبار و حوادث سے بالکل بے بہرہ تھا۔ جیفرسن ہوپ نے اس کو سطلوبہ معلومات سے واقف کیا۔ اُس کا انداز بیان ایسا دلاویز تھا۔ کہ لوسی اور اُس کا باپ بہت دلچسپی سے اُس کی باتیں سنتے تھے + اس کی اپنی زندگی کے واقعات بہادری اور شجاعت کی داستانیں تھیں۔ ان ملاقاتوں کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ وہ بہت جلد جان فیریر

کا منظورِ نظر بن گیا - بوڑھا کسان اس کی تعریف کرتے تھکتا نہ تھا - ایسے مواقع پر لوسی اس کے قریب خاموش بیٹھی رہتی تھی - لیکن اُس کے شرمیلے رخسارے اور اُس کی درخشاں مسرور آنکھیں صاف بتاتی تھیں - کہ اُس کا دل اب اُس کے قابو سے نکل چکا ہے + اس کے دیانت دار باپ نے شاید یہ علامات نہ دیکھی ہوں - لیکن جیفرسن ہوپ جس نے اُس کے دل میں اپنی محبت کا ایسا گہرا نقش بٹھا دیا تھا - یقیناً انہیں سمجھتا تھا +

ایک دن وہ شام کے وقت سرپٹ گھوڑا دوڑاتے ہوئے آیا - اور دروازہ پر رُک گیا - لوسی دروازے کے پاس کھڑی تھی - وہ اس کو ملنے کے لئے آگے بڑھی +

اُس نے لوسی کے دونو ہاتھ اپنے ہاتھ میں پکڑ کر کہا " لوسی مَیں جا رہا ہوں - مَیں تمہیں اس وقت اپنے ساتھ چلنے کے لئے نہیں کہتا - لیکن جب مَیں یہاں دوبارہ آؤں گا - تو اس وقت تم میرے ساتھ چلو گی "؟

اُس نے شرما کر ہنستے ہوئے کہا " اور آپ دوبارہ کب آئینگے "؟

" زیادہ سے زیادہ دو مہینے کے بعد - اُس وقت میری پیاری لوسی تم میری ہو گی - اور کوئی تیسرا آدمی ہم دونو کے درمیان مزاحم نہ ہو گا "+

لوسی نے پوچھا " اور میرے ابا جان "؟

" انہوں نے اجازت دے دی ہے - بشرطیکہ اُس وقت تک مَیں اُن سونے کی کانوں میں ٹھیک طور سے اپنا کام شروع کر سکوں + مجھے اپنی کامیابی کے متعلق کوئی شک وشبہ نہیں ہے "+

اُس نے اپنا رخسارہ اس کی چوڑی چھاتی سے لگا کر آہستہ سے کہا " بہت اچھا - اگر ابا جان اور آپ اس بارہ میں متفق ہیں - تو یہ امر طے

شدہ ہے"۔

اُس نے جُھک کر اُسے چُوم لیا۔ اور بھرائی ہوئی آواز میں بولا۔
"الحمدللہ!! تم متفق ہو۔ تو یہ امر طے ہو گیا۔ اب جتنا زیادہ عرصہ میں یہاں ٹھیروں گا۔ میرے لئے یہاں سے وداع ہونا اُتنا ہی مشکل ہو گا۔ میرے رفقاء درہ کے منہ پر میرے منتظر ہیں۔ جانِ من۔ الوداع۔ خدا حافظ! انشاءاللہ دو ماہ کے بعد میں پھر حاضر ہوں گا"۔

یہ کہہ کر وہ اس سے جدا ہوا۔ اور گھوڑے پر سوار ہو کر سرپٹ دوڑ گیا۔ اُس نے مُڑ کر ایک دفعہ بھی نہیں دیکھا۔ کیونکہ وہ ڈرتا تھا۔ کہ کہیں مُڑ کر دیکھنے سے اس کی ہمت سلب نہ ہو جائے۔ اور وہ لوسی کو چھوڑ کر جانے سے پریشان نہ ہو۔ وہ دروازے پر کھڑی ہو کر اُسے تکتی رہی۔ حتیٰ کہ وُہ آنکھوں سے اُوجھل ہو گیا۔ پھر وہ شاداں و فرحاں گھر میں چلی گئی۔

باب دہم

نبی کے ساتھ جان فیریر کی گفتگو

جیفرسن ہوپ اور اس کے ساتھیوں کو گئے ہوئے تین ہفتے گزر چکے تھے۔ اور اس خیال سے جان فیریر کا دل اندر ہی اندر بیٹھا جاتا تھا۔ کہ عنقریب اس کی پیاری بیٹی اُس سے جدا ہونے والی ہے۔ لیکن لوسی کا مسرور چہرہ اور یہ خیال کہ وہ کسی مارمن کے ساتھ نہ بیاہی جائیگی۔ جان فیریر

کو مطمئن کرنے کے لئے کافی تھا۔ اُس کا مصمم ارادہ تھا۔ کہ لوسی کی شادی کسی مارمن سے ہرگز نہ کرونگا۔ اُس کے نزدیک ایسی شادی بے عزتی اور شرم سے بدتر تھی خواہ اُس کے خیالات مارمن عقائد کے متعلق کچھ ہی ہوں۔ لیکن اس بارہ میں وہ کسی سے دبنے کے لئے تیار نہیں تھا۔ لوسی کی شادی کے متعلق اُسے مجبوراً خاموش رہنا پڑتا تھا۔ کیونکہ اس کا یہ خیال مارمن نقطۂ نگاہ سے ملحدانہ تھا۔ جس کی سزا موت سے کم نہ تھی۔

مارمنوں نے اپنی عملداری میں اپنے عقائد کے تحفظ کے لئے ایک ایسی زبردست خفیہ انجمن قائم کر رکھی تھی۔ کہ اُس کی نظیر تاریخ عالم میں بہت کم ملتی ہے۔ بیرونی دنیا اس کے وجود سے بالکل آگاہ نہ تھی۔ اور جن لوگوں پر بیدینی یعنی مارمنی عقائد سے انحراف کرنے کے لئے سزائے موت کا فتوےٰ خفیہ طور پر صادر ہو جاتا تھا۔ ان کے لئے اس کے ہمہ گیر چنگل سے کوئی مفر نہ تھا۔ جو آدمی صحیح عقاید سے روگردانی کرتا تھا۔ اُس کا نام و نشان صفحۂ عالم سے یوں مٹا دیا جاتا۔ کہ اس کا سراغ لگانا ناممکن ہو جاتا تھا۔ اس کے متعلقین لاطائل اُس کا انتظار کرتے رہتے تھے۔ ذراسی لغزش یا غلطی کا نتیجہ کامل تباہی ہوتا تھا۔ اور لطف یہ تھا۔ کہ کسی فرد بشر کو اس ہمہ دان خوفناک عدالت کی حقیقت سے آگاہی نہ تھی۔

شروع شروع میں مخفی لیکن مہلک طاقت کا دائرہ عمل صرف منافقوں اور سرکشوں کی سرکوبی تک محدود تھا۔ لیکن کچھ عرصہ کے بعد اُسے دوسرے کام بھی کرنے پڑے۔ ریاست اُوٹا یعنی مارمنوں کی عملداری میں نوجوان عورتیں بہت کم رہ گئیں۔ اور "تعدادِ ازدواج" جو مارمن مذہب کا مرکزی عقیدہ تھا۔ اس کمی کے باعث ایک بے معنی سا مسئلہ بن گیا۔ لیکن چندے بعد روسا

کے حرموں میں نوفارد عورتیں دکھائی دینے لگیں جن کے چہروں پر غربت اور بے کسی نظر آتی تھی ۔ اس پر آشوب زمانہ میں سفر کرنا درحقیقت جان جوکھوں کا کام تھا۔ لوگوں میں اس خفیہ انجمن کے متعلق جس کے کارکن بھیس بدل کر لوٹ مار کرتے دیکھے گئے تھے عجیب وغریب افواہیں گرم تھیں ۔ضعیف الاعتقاد اور توہم پرست لوگ اس زبردست خفیہ انجمن کو غضب الٰہی خیال کرتے تھے۔ اور اس کے کارکنوں کو تادیبی فرشتے سمجھتے تھے۔ چنانچہ مغربی امریکہ کے دورافتادہ تنہا مقامات میں آج تک "تادیبی فرشتوں" کا نام دہشت اور خوف کے ساتھ لیا جاتا ہے ۔

ایک دن علی الصبح جان فیریر اپنے اناج کے کھیتوں کی طرف جانے والا تھا۔ کہ دیکھتا کیا ہے۔ کہ بریگھم ینگ اس کے مکان کی طرف آرہا ہے ۔ اس کا دل کانپ گیا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ مارمن نبی کی تشریف آوری علت سے خالی نہیں ہو سکتی ۔ تاہم وہ جی کڑا کر کے اپنے مذہبی پیشوا کا استقبال کرنے کی خاطر دروازے کی طرف دوڑا لیکن موخر الذکر نے اس کے سلام کا جواب سردمہری سے دیا۔ اور خفگی آلود چہرہ کے ساتھ آکر نشست گاہ میں بیٹھ گیا۔ بولا "بھائی فیریر موسنوں نے تمہارے ساتھ آج تک ہمیشہ نیک سلوک کیا ہے۔ جب تم جنگل میں فاقہ سے مر رہے تھے۔ تو ہم نے تمہیں اپنی پناہ میں لیا۔ اپنے نان ونمک میں تم کو برابر کا حصہ دار بنایا۔ ارض موعودہ میں لاکر تم کو بسایا۔ اور تمہیں زمین کا وافر حصہ دیا حتیٰ کہ اب تم ہمارے سایۂ عاطفت میں رہ کر صاحب مال ومنال ہو گئے ہو۔ کیا یہ صحیح نہیں ہے ؟"

جان فیریر نے جواب دیا۔ "بالکل درست ہے ۔"

"ان تمام عنایات کے عوض میں ہم نے تم سے صرف ایک شرط ماننے

کے لئے کہا تھا۔ یعنی کہ تم ہمارے سچے مذہب کے سچے پیرو بن جاؤ۔ اور شریعتِ حقہ کی کامل متابعت کرو۔ تم نے ایسا کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ لیکن اگر افواہ صحیح ہے۔ تو تم نے ایسا نہیں کیا۔"

فیریر نے اپنی بریت ثابت کرتے ہوئے کہا "میں نے ہرگز کسی قسم کی وعدہ شکنی نہیں کی۔ کیا میں مشترک سرمایہ میں اپنا حصہ باقاعدہ ادا نہیں کرتا رہا؟ کیا میں معبد میں نہیں جاتا رہا؟ کیا میں ......؟"

نبی نے ادھر اُدھر دیکھ کر کہا "اچھا تو تمہاری بیویاں کہاں ہیں؟ انہیں بلاؤ تاکہ میں اُن کا خیر مقدم کروں۔"

فیریر نے جواب دیا "یہ سچ ہے۔ کہ میں نے شادی نہیں کی لیکن عورتیں کم تھیں۔ اور میرے سوا اور بہت سے آدمی زیادہ حقدار تھے۔ علاوہ ازیں میں تنہا بھی نہ تھا۔ میری بیٹی میری خدمت تواضع کے لئے کافی تھی۔"

"میں تمہاری اُسی بیٹی کے متعلق گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ وہ اب بفضلِ خدا اُونا کا پھول ہے۔ اور بہت سے رؤسا اُس کے خواہشمند ہیں۔"

جان فیریر کا دل کانپ اُٹھا۔ اُس نے ایک آہ سرد بھری۔

"اس کے متعلق بعض روایات ایسی مشہور ہیں۔ جنہیں باور کرنے کو جی نہیں چاہتا۔ مثلاً یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اس کا نکاح ایک ملحد سے ہو چکا ہے۔ یقیناً یہ افواہ غلط ہے۔ جوزف سمتھ علیہ الرحمۃ کی پاک کتاب کا تیرھواں قانون کیا ہے؟ 'ہر ایک مومن دوشیزہ کو مومنوں ہی کے ساتھ شادی کرنی لازم ہوگی کیونکہ اگر وہ کسی ملحد سے شادی کرے گی۔ تو وہ ایک گناہِ کبیرہ کی مرتکب ہوگی' اس پاک دستور العمل کا علم رکھتے ہوئے میں خیال کرتا ہوں۔ کہ تم نے اپنی بیٹی کو اس کی خلاف ورزی سے باز رکھا ہوگا۔"

جان فیریر نے کچھ جواب نہ دیا +

"اسی ایک مسئلہ سے تمہارے ایمان کا امتحان ہو جائے گا ۔ مقدس مجلس شورے نے یہی فیصلہ کیا ہے ۔لڑکی جوان ہے ۔ہم سفید بالوں کے ساتھ اُسے نہ جکڑینگے ۔اور نہ ہی اُسے حق انتخاب زوج سے بالکل محروم کرینگے + ہم رؤسا کے پاس متعدد بیویاں ہیں ۔لیکن اب ہمیں اپنی اولاد کا خیال کرنا بھی لازم ہے اسٹینگرسن اور ڈریبر دونو کے نوجوان بیٹے ہیں + یہ دونو تمہاری بیٹی کو اپنے عقدِ نکاح میں لانے کے خواہشمند ہیں ۔وہ جسے چاہے منتخب کر سکتی ہے ۔ دونو نوجوان امیر اور مومن ہیں ۔اس بارہ میں تمہاری کیا رائے ہے ؟"

فیریر تھوڑی دیر تک خاموش رہا ۔اُس کی پیشانی پر بل پڑے ہوئے تھے ۔وہ غور و فکر میں غرق تھا ۔ آخر الامر اُس نے کہا "آپ ہمیں کچھ مہلت دیجئے میری لڑکی ابھی نو عمر ہے ۔ اور شادی کے قابل نہیں ہے "+

ینگ نے اپنی جگہ سے ہاتھ اُٹھا کر کہا "اُس کو سوچنے سمجھنے کے لئے ایک ماہ کی مہلت دی جاتی ہے ۔ اس عرصہ کے اختتام پر وہ ہمیں اپنے فیصلہ سے آگاہ کر دے "+

ابھی وہ دروازے میں سے باہر نکل رہا تھا ۔کہ اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا ۔ اور اپنی خشمگین آنکھیں دکھا کر قہر آلود آواز سے کہنے لگا "جان فیریر مقدس مجلس اربعہ کے احکام کی مخالفت کرنے کی نسبت یہ امر بدرجہا بہتر تھا ۔کہ تمہاری اور تمہاری بیٹی کی ہڈیاں سیرا بلینکو میں گل سڑ جائیں "+

اپنے ہاتھ کو دھمکانے کے انداز سے ہلا کر وہ باہر چلا گیا ۔ اور جان فیریر دیر تک اُس کے قدموں کی آہٹ کھڑا سنتا رہا ۔ وہ اپنے افکار میں مبتلا تھا ۔ اور اس اُدھیڑ بُن میں محو تھا ۔کہ کس طرح اپنی بیٹی کو اس تلخ واقعہ سے آگاہ

کہے۔ کہ ایک نرم و نازک ہاتھ اُس کے شانے پر پڑا۔ دیکھتا ہے۔ تو اس کی بیٹی قریب کھڑی ہے۔ لڑکی کے زرد اور خوف زدہ چہرہ پر ایک نگاہ پڑتے ہی وہ سمجھ گیا۔ کہ اُس نے سب کچھ سُن لیا ہے +

باپ کی متحیر نظروں کے جواب میں وہ بولی" سُنے بغیر چارہ نہ تھا۔ اُس کی آواز تمام گھر میں گونج رہی تھی۔ پیارے ابّا جان! اب ہم کیا کریں"؟

باپ نے بیٹی کو اپنے سینہ سے لگا کر کہا" جانِ من! ڈرو مت۔ خدا ہمارا حافظ و ناصر ہے۔ ہم انشاء اللہ القوی کسی نہ کسی طریقہ سے اس مشکل سے ضرور عہدہ برا ہونگے۔ میرے خیال میں اُس نوجوان کی محبت تو تمہارے دل سے کم نہیں ہوئی"؟

اُس کے جواب میں اُس نے صرف اپنے باپ کا ہاتھ دبایا۔ اور سسکیاں لینے لگی +

"نہیں۔ بالکل نہیں۔ مَیں خوش ہوں۔ کہ تمہارے دل میں اس کی محبت بدستورِ سابق موجزن ہے۔ وہ ہونہار لڑکا ہے۔ اور عیسائی ہے۔ اور ان نامنو سے باوجود ان کی نمازوں اور وِرد و وظائف کے بدرجہا بہتر ہے۔ ایک قافلہ کل نیویڈا جانے والا ہے۔ مَیں ایک خط میں اُسے اپنی مصیبت کا حال لکھ بھیجتا ہوں۔ اگر اس جوانمرد کی نسبت میرا قیاس غلط نہیں ہے۔ تو وہ ایسی تیز رفتاری کے ساتھ یہاں آئیگا۔ کہ برق بھی اُس سے شرمندہ ہو"+

لوسی اپنے باپ کے اس فقرہ پر روتے روتے ہنس دی +

"جب وہ یہاں آ جائیگا۔ تو ضرور رہائی کی کوئی نہ کوئی صورت نکالے گا۔ لیکن میرے پیارے ابّا! مَیں تو آپ کی نسبت خائف ہوں۔ نبی کی مخالفت کرنے والوں کے متعلق بہت خوفناک قصّے سننے میں آتے ہیں! کسی نہ کسی

بہانہ سے اُن کا انجام بُرا ہی ہوتا ہے "۔
اُس کے باپ نے جواب دیا "لیکن ہم نے تو ابھی تک نبی کی مخالفت نہیں کی۔ جب ہم کرینگے۔ تو ان کے بدنتائج کے بھی منتظر رہیں گے۔ ابھی ہمیں ایک ماہ کی مہلت دی گئی ہے۔ میرا خیال ہے۔ کہ اُس کے اختتام سے قبل ہم اُوٹا سے رُخصت ہو جائیں "۔
"اُوٹا سے چلے جائیں ؟"
"یقیناً "۔
"اور ہمارے کھیت ؟"
"ان کی ضمانت پر ہم جس قدر روپیہ جمع کر سکے۔ اتنا جمع کر لینگے۔ باقی کی پروا نہیں۔ اور لوسی اگر سچ پوچھو۔ تو یہ کچھ پہلا موقع نہیں۔ کہ مَیں نے اُوٹا سے چلے جانے کا ارادہ کیا ہو۔ مجھے کسی آدمی کی کورانہ تقلید کرنا ہرگز گوارا نہیں ہے۔ مَیں امریکہ کا ایک آزاد شہری ہوں۔ اور جس طرح یہ لوگ اپنے نام نہاد نبی کی اطاعت کرتے ہیں۔ میرے لئے کسی شخص کی اطاعت کرنا بہت ہی تکلیف دہ امر ہے۔ اگر وہ آئندہ کبھی یہاں آیا۔ تو ممکن ہے۔ کہ میرے بجائے ایک گولی اُس سے ملاقات کرے جو اس سے مخالف سمت میں جا رہی ہو"۔
اُس کی بیٹی نے اعتراضاً کہا "لیکن یہ لوگ ہمیں جانے نہیں دینگے"۔
"جیفرسن کے آنے کا انتظار کرو۔ اُس کے آنے پر ہم کل ہی انتظام کر لیں گے۔ لیکن میری پیاری بیٹی! اس اثنا میں تم مطلقاً غم نہ کرنا۔ اور نہ ہی رونا دھونا۔ وگرنہ وہ ناحق مجھ سے اُلجھیگا۔ بفضلہٖ تعالیٰ ہمیں کسی چیز کا ڈر نہیں ہے اور ابھی تک ہمیں کسی خطرہ کا سامنا نہیں ہے "۔
گو جان فیریر نے یہ الفاظ بہت اعتماد کے ساتھ منہ سے نکالے تھے۔

لیکن لوسی نے دیکھا۔ کہ اُس روز رات کو اُس نے دروازے بند کرنے۔ اور چٹخنیاں لگانے میں غیر معمولی احتیاط برتی۔ نیز اُس نے پُرانی بندوق کو جو خوابگاہ کی دیوار پہ آویزاں تھی۔ بہت احتیاط سے صاف کیا۔ اور اس میں بارود وغیرہ بھرلی۔

باب یازدہم

زندگی کے لئے دَوڑ

بنی کی ملاقات کے بعد اگلے روز جان فیریر شہر میں گیا۔ اور جیفرسن ہوپ کو خط پہنچانے کا بندوبست کیا۔ اُس میں اُس نے اپنی مصیبت کا من وعن ذکر کرنے کے بعد اس کو فوراً واپس بُلایا تھا۔ اس کام سے فراغت پاکر اس کا دل ہلکا ہوگیا۔ اور وہ اطمینانِ قلب کے ساتھ گھر کی طرف واپس آگیا۔

جب وہ اپنے گھر کے قریب پہنچا۔ تو دیکھتا کیا ہے۔ کہ دروازے کے دونوں طرف دو گھوڑے بندھے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ اس سے بھی زیادہ حیران ہوا۔ کہ اُس کی نشست گاہ میں دو نوجوان بیٹھے ہوئے ہیں۔ ایک جس کا چہرہ لمبوترا اور زرد تھا۔ آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور دوسرا جس کے خط وخال بہت بھدے تھے۔ کھڑکی کے سامنے کھڑا ہوکر سُر کے ساتھ سیٹی بجا رہا تھا۔ جب فیریر کمرے میں داخل ہوا۔ تو دونوں نے سر کے اشارے سے اس کے سلام کا جواب دیا۔ جو نوجوان آرام کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ یوں

گویا ہوا:۔

"غالباً تم ہمیں جانتے نہیں ہو۔ یہ رئیس ڈریپر کا بیٹا ہے۔ اور میں جوزف اسٹینگرسن ہوں جس نے تمہارے ساتھ جنگل میں سفر کیا تھا۔ اور جب خداوند نے تمہیں اپنے دستِ قدرت سے بچا کر اپنی برگزیدہ قوم کی حمایت میں سپرد کیا تھا"۔

دوسرے نے گنگنا کر کہا: "اور وہ دنیا کی تمام قوموں کو اپنے اپنے وقت پر زمرۂ مومنین میں شامل کر دے گا"۔

جان فیریر خاموشی کے ساتھ تسلیم کے لئے جھکا۔ اُسے پہلے سے ہی اپنے ان ملاقاتیوں کے آنے کا اندیشہ تھا۔

اسٹینگرسن نے اپنا سلسلہ کلام شروع رکھا۔ اور کہا: "ہم اپنے والدین کے ارشاد کے مطابق تمہاری لڑکی کے پاس آئے ہیں۔ تاکہ وہ ہم میں سے جس کو چاہے پسند کرلے۔ چونکہ میرے پاس صرف چار عورتیں ہیں۔ اور بھائی ڈریپر کے پاس سات، اس لئے میں اپنے حق کو فائق سمجھتا ہوں"۔

دوسرے نے کہا: "نہیں نہیں بھائی اسٹینگرسن سوال یہ نہیں ہے کہ ہمارے پاس کتنی بیویاں ہیں۔ بلکہ اصلی سوال یہ ہے۔ کہ ہم کتنی بیویاں رکھ سکتے ہیں۔ میرے والد ماجد نے اپنا روئی کا پیچ اور دوسری کلیں میرے حوالے کر دی ہیں۔ اور اب میں تم سے زیادہ امیر ہوں"۔

اسٹینگرسن نے گرم جوشی سے کہا: "لیکن میری توقعات بہت امید افزا ہیں۔ جب خداوند میرے باپ کو اپنے پاس بلائے گا۔ تو اس کی چمڑے کی کل اور دباغت کا کل کارخانہ میرے قبضہ میں آجائے گا۔ علاوہ ازیں میں عمر میں تم سے بڑا ہوں۔ اور معبد میں بھی میرا رتبہ تم سے بالاتر ہے"۔

ڈریبر نے اپنا عکس آئینہ میں دیکھتے ہوئے کہا "خیر جانے دیجئے۔ لڑکی جسے چاہے گی چُن لے گی"

اس مکالمہ کے دوران میں جان فیریر اپنے دروازے میں کھڑا پیچ و تاب کھا رہا تھا۔ اور بمشکل تمام اپنے چابک کو اپنے ملاقاتیوں کی پیٹھ کی زیارت کرنے سے روک رہا تھا۔ آخرالامر وہ آگے بڑھا۔ اور اُن کے پاس کھڑا ہو کر کہنے لگا "دیکھو جی جب میری بیٹی تم کو بُلائے۔ تو تم یہاں آنا۔ لیکن اس سے قبل میں تمہاری صورت دیکھنا نہیں چاہتا"

دونو مارمن حیرت سے اس کی طرف دیکھنے لگے۔ اُن کے نزدیک اُن کا یہاں آنا اور اس کی بیٹی سے نکاح کرنے کا سوال کرنا اُس کے لئے اور اُس کی بیٹی کے لئے اعلیٰ ترین اعزاز تھا۔

فیریر نے چلا کر کہا "اس کمرے میں سے باہر جانے کے دو راستے ہیں۔ ایک تو دروازہ میں سے اور دوسرا کھڑکی میں سے تم کونسا راستہ استعمال کرنا چاہتے ہو؟"

اس کا چہرہ ایسا خشمناک اور قہر آلود تھا۔ کہ اس کے ملاقاتی فوراً اُچھل پڑے اور کمرے سے باہر نکل گئے۔ بوڑھا کسان اُن کے متعاقب دروازے تک گیا۔ اور طنزاً کہنے لگا "جب تم ان دونو راستوں میں سے ایک کو انتخاب کر لو۔ تو مجھے اطلاع کرنا"

اسٹینگرسن نے غضب ناک ہو کر کہا "تم اس کا خمیازہ بھگتو گے۔ تم نے نبی اور مقدس مجلس اربعہ کی مخالفت کی ہے۔ تم اپنے دم واپسیں تک اس گستاخی کے لئے کفِ افسوس ملتے رہو گے"

ڈریبر نے کہا "خداوند کا ہاتھ تم کو کچل ڈالے گا!"

فیریر نے جوش سے کہا "اس سے پہلے مَیں تمہیں کچل ڈالونگا" اگر لوسی اُسے منع نہ کرتی۔ اور اُس کے بازو کو مضبوطی سے پکڑ نہ لیتی۔ تو وہ اوپر جا کر اپنی بندوق لے آتا + پیشتر اس کے کہ وہ لوسی کو علیحدہ کرے۔ گھوڑوں کی ٹاپ کی آواز آئی۔ اور معلوم ہوا۔ کہ اب وہ اُس کی رسائی سے باہر ہیں۔
اس نے اپنی پیشانی سے پسینہ کے قطرے پونچھ کر کہا:۔
"خبیث بے دین کُتے! بیٹی۔ تجھے ان میں سے کسی کی آغوش میں دیکھنے کی نسبت مَیں تجھے قبر میں دیکھنا بہتر سمجھتا ہوں"
"اُس نے حوصلہ سے جواب دیا" ابا جان۔ مَیں خود بھی مرنے کو ترجیح دُونگی۔ لیکن جیفرسن ہوپ عنقریب یہاں آجائیگا"
"ہاں انشاءاللہ وہ یہاں جلدی پہنچ جائیگا + جتنی جلدی وہ یہاں پہنچ جائے۔ اتنا ہی بہتر ہوگا۔ کیونکہ مجھے معلوم نہیں۔ کہ اب یہ لوگ کیا کرینگے؟"
واقعی طور پر اب وقت آگیا تھا۔ کہ کوئی بھی خواہ جو بوڑھے کسان اور اُس کی بیٹی کو رہائی کا راستہ بتا سکتا۔ اگر اُن کی مدد کرتا۔ مارمنوں کی تاریخ میں ایسی صریح گستاخی کی جرأت آج تک کسی نے نہ کی تھی۔ اگر چھوٹی لغزشوں کی سزا ایسی سخت ہوتی تھی۔ تو خدا معلوم اس بھاری باغی کی قسمت میں کونسی سی اَن ہونی سزا ہو۔ گو وہ ایک بہادر اور جری آدمی تھا۔ لیکن وہ آنے والے واقعات کے تخیل سے کانپ اُٹھتا تھا۔ وہ اپنی حالت کو اپنی بیٹی سے بہت چھپانا چاہتا تھا۔ لیکن وہ سمجھدار لڑکی خوب جانتی تھی۔ کہ میرا باپ پراگندہ خاطر ہے +
اسے توقع تھی۔ کہ ینگ کی طرف سے اُس کے پاس ضرور کوئی تادیبی پیغام پہنچے گا + اُس کا خیال غلط نہیں نکلا۔ لیکن پیغام کے پہنچنے کا طریقہ بالکل غیر متوقع تھا + اگلے دن صبح کو وہ سو کر اُٹھا۔ تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔ کہ اُس

کے کمبل کے ساتھ اُس کی چھاتی کے عین اوپر کاغذ کا ایک چھوٹا سا مربع ٹکڑا
الپین سے لگا ہوا ہے۔ اور اس پر موٹے حروف میں یہ عبارت لکھی ہوئی ہے
"تمہیں توبہ کے لئے ۲۹ دن دئے جاتے ہیں اور پھر......"
خالی لکیر ہر ایک قسم کی دھمکی سے زیادہ مؤثر اور دل دہلانے والی تھی۔ وہ حیران
تھا۔ کہ یہ تنبیہ نامہ اس کے کمرے میں کیسے پہنچ گیا۔ کیونکہ اس کے جملہ ملازمین
شاگرد پیشہ میں سوتے تھے۔ اور اُس نے اپنے کمرے کے تمام دروازے
اور کھڑکیاں مضبوطی کے ساتھ اندر سے بند کرلی تھیں۔ اُس نے کاغذ کو اپنی
مٹھی میں لے کر کچل ڈالا۔ اور لوسی سے اُس کے متعلق کچھ ذکر نہ کیا لیکن
اس واقعہ نے اس کی ہمت بٹھا دی۔ ینگ نے جو اُسے ایک مہینے کا عرصہ
دیا تھا۔ یہ ۲۹ دن کی مہلت شاید اس کا بقایا تھی۔ جس دشمن کے زیر نگین
ایسی زبردست خفیہ طاقتیں تھیں۔ اس کے مقابلے میں ہر قسم کی ہمت و جرات
لاطائل تھی جس ہاتھ نے وہ الپین اُس کے کمبل میں لگائی تھی۔ وہی ہاتھ
بسہولت تمام ایک زہر آلود خنجر اُس کے سینہ میں بھونک سکتا تھا۔ اور اُسے
یہ علم بھی نہ ہوسکتا۔ کہ اُسے کس نے ہلاک کیا۔
اگلے روز صبح کو وہ اس سے بھی زیادہ دل شکستہ ہو رہا تھا۔ وہ ناشتہ
کھانے کے لئے بیٹھ گئے تھے۔ کہ لوسی نے ایک چیخ ماری۔ اور اوپر کی
طرف اشارہ کیا۔ ایک جلی ہوئی چھڑی کے سرے سے چھت کے وسط پر
"۲۸" کا ہندسہ لکھا ہوا تھا۔ اس کی بیٹی کے لئے یہ ایک مبہم علامت تھی
لیکن اُس کے باپ نے اس کو حقیقت حال سے آگاہ کرنا مناسب نہ سمجھا۔
وہ بندوق لے کر مسلسل پہرہ دیتا رہا۔ اس کو رات بھر نہ تو کچھ سنائی دیا۔ اور
نہ ہی اُس نے کسی کو آتے ہوئے دیکھا۔ تاہم اس روز صبح اُس کے دروازے

کے باہر موٹے ہندسوں میں "۲۷" لکھا ہوا تھا +

اسی طرح دن گزرتے گئے۔ اور جس طرح سورج ہر روز مشرق سے طلوع ہوتا ہے۔ بعینہ اسی طرح اُس کے غیر مرئی دشمن بلاناغہ باقاعدگی سے اپنا حساب رکھتے رہے۔ اور کسی نہ کسی ممتاز جگہ ہندسہ لکھ کر اُسے مطلع کر دیتے۔ کہ اُسے کتنے دنوں کی اَور مُہلت دی جائے گی۔ بعض اوقات یہ مہلک ہندسے دیواروں پر نمودار ہوتے تھے بعض اوقات فرش پر۔ اور بعض اوقات باغ کے دروازے پر لکھے ہوتے تھے + باوجود اپنی تمام کوششوں کے وہ ان یومیہ پیغاموں کے لکھنے والے کا سراغ نہ پا سکا + چنانچہ اس کے دل میں اُن کی دہشت بیٹھ گئی اور وہ بے حد بے چین و مضمحل ہو گیا۔ اب اُس کے لئے زندگی کا صرف ایک سہارا باقی تھا۔ اور وہ اس نوجوان شکاری کی امید افزا آمد تھی +

بیس دن گھٹتے گھٹتے پندرہ دن رہ گئے۔ اور پندرہ سے صرف دس روز کا عرصہ رہ گیا لیکن جیفرسن ہوپ کا کچھ پتہ نہیں تھا + دن ایک ایک کرکے کم ہوتے گئے۔ لیکن اس کی کوئی اطلاع موصول نہ ہوئی۔ جب کبھی کوئی سوار سڑک پر سے گزرتا اور کوئی کوچوان اپنے گھوڑوں کو للکارتا۔ تو بوڑھا کسان یہ خیال کرکے کہ شاید مدد آ پہنچی ہو۔ لپک کر دروازہ کی طرف جاتا۔ مگر ہر دفعہ مایوس آتا۔ آخرالامر جب پانچ سے چار اور چار سے تین دن باقی رہ گئے۔ تو اُس کے دل سے امید کی رہی سہی ڈھارس بھی جاتی رہی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ کہ تنہا بھاگ کر بچ نکلنا ناممکنات میں ہے + تمام گزرگاہوں اور سڑکوں پر پہرے لگے ہوئے تھے اور انجمن اربعہ کے اجازت نامہ کے بغیر پہاڑوں کو عبور کرنا محال تھا۔ باایں ہمہ آفرین ہے اس جوان ہمت بوڑھے کی مردانگی اور استقلال پر کہ اُس کے دل میں ایک لمحہ کے لئے بھی یہ خیال نہ آیا۔ کہ مارمنوں کے ساتھ اپنی بیٹی کی شادی

کردے، وہ اس ننگ و عار سے اپنی اور بیٹی کی موت کو بہتر سمجھتا تھا +

جس روز دیوار پر "۲" کا ہندسہ لکھا جاچکا تھا۔ وہ شام کے وقت اکیلا ہجوم افکار میں مبتلا بیٹھا تھا۔ اور اپنی بدبختی پر غور کر رہا تھا۔ یہ سوچ کر اس کا دِل بیٹھا جا رہا تھا۔ کہ اب میعادِ معینہ میں صرف ایک دن باقی رہ گیا ہے، مکان کے غم آلود سکون و سکوت میں ایک مدھم سی کھڑ کھڑ کی آواز رخنہ انداز ہوئی۔ یہ آواز گھر کے دروازہ کی طرف سے آرہی تھی۔ چند لمحے کو یہ آواز بند ہوئی۔ اور پھر دوبارہ شروع ہوئی۔ ضرور کوئی شخص دروازہ کھٹکھٹا رہا تھا، یہ کوئی جلاد خونی تو نہیں۔ جو خفیہ انجمن کے اٹل احکام پر عمل کرنے کی خاطر آیا ہو۔ یا وہ ہندسے لکھنے والا عامل تو آخری مرتبہ اپنا نشان لگانے کے لئے نہیں آیا؟ جان فیریر نے اپنے دل میں سوچا۔ کہ اس ہیبت اور جان گسل انتظار سے تو فوری موت بدرجہا بہتر ہے۔ وہ جلدی سے اٹھا۔ اور چٹخنی کھینچ کر دونوں کواڑ چوپٹ کھول دئے باہر ہر طرف خاموشی طاری تھی۔ رات صاف تھی۔ اور ستارے ٹمٹما رہے تھے اُس نے چاروں طرف دیکھا۔ لیکن کوئی ذی روح نظر نہ آیا۔ آخر اس نے اطمینان کے ساتھ ایک آہِ سرد بھری۔ اور واپس جانے ہی کو تھا۔ کہ اپنے قدموں کے پاس ایک آدمی نظر آیا۔ جو زمین پر سیدھا لیٹا ہوا تھا +

جان فیریر نے دہشت زدہ ہو کر دیوار کے ساتھ سہارا لگا لیا۔ اور مدد کے لئے پکارنے کا ارادہ کیا، پھر اُسے خیال آیا۔ کہ شاید یہ کوئی مجروح شخص ہو۔ لیکن جب اُس نے دیکھا۔ کہ لیٹا ہوا آدمی ایک سانپ کی سی تیزی اور خاموشی کے ساتھ زمین پر گھسٹتا ہوا بڑے کمرے میں گھس گیا ہے۔ تو اس کی حیرت کی کوئی حد نہ رہی۔ گھر میں داخل ہونے کے بعد وہ آدمی پھرتی کے ساتھ سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اس وقت حیران و ششدر کسان دیکھتا ہے

توجیفرسن ہوپ کا تند اور پُر استقلال چہرہ اُس کی نظروں کے سامنے موجود ہے
جان فیریر کے ہوش ٹھکانے لگے۔ تو اُس نے کہا: "العظمت اللہ! تم نے تو مجھے ڈرا دیا! آخر تم ایسے نرالے انداز سے کیوں داخل ہوئے؟"
جیفرسن ہوپ نے ہانپتے ہوئے کہا: "پہلے مجھے کچھ کھانے کو دو۔ ۴۸ گھنٹے سے مجھ کو کھانے کا ایک لقمہ نصیب نہیں ہوا۔ نہ ہی ایک گھونٹ پانی پینے کی فرصت ملی ہے"۔
اُس کے میزبان نے جو ٹھنڈا گوشت اور روٹی کھانے سے بچا رکھی تھی وہ اُس نے بے صبری سے کھانی شروع کر دی۔ جب بھوک کی شدت فرد ہو گئی۔ تو اُس نے پوچھا: "لوسی نے تو ان مصیبتوں کو حوصلہ سے برداشت کیا؟"
اُس کے باپ نے جواب دیا: "وہ خطرہ کی حقیقت سے کما حقہ آگاہ نہیں ہے"
"یہ بھی اچھا ہوا۔ آپ کے گھر کے چاروں طرف خفیہ پہرے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اسی لئے میں رینگ کر آیا ہوں۔ یہ لوگ بہت چالاک اور عیار ہیں لیکن میرے جیسے کہنہ مشق شکاری کے مقابلہ میں ہیچ ہے"۔
جب جان فیریر کو اس بات کا احساس ہوا۔ کہ اب اُس کا ایک جان نثار اور بہادر معاون اُس کے پاس موجود ہے۔ تو اس کی جان میں جان آگئی۔ اس نے نہایت تپاک سے اپنے نوجوان دوست کا ہاتھ پکڑ کر کہا: "مجھے تم پر فخر کرنا بجا ہے۔ موجودہ حالت میں ہماری حالتِ زار اور ہمارے خطرات میں بھلا کس کو شریک ہونے کی پڑی تھی"۔
نوجوان شکاری نے جواب دیا: "آپ نے بجا فرمایا۔ میں آپ کی عزت کرتا ہوں۔ لیکن سچ تو یہ ہے۔ کہ اگر یہ معاملہ صرف آپ کے متعلق ہوتا۔ اگر صرف آپ اکیلے ہوتے۔ تو میں اس گرداب بلا میں پھنسنے سے ضرور ہچکچاتا۔ لوسی

کی کشش مجھے یہاں کھینچ لائی۔ اور قبل اس کے کہ اس کا بال بیکا ہو۔ مجھے یقین ہے۔ کہ خانوادہ ہوپ کے افراد میں سے ایک آدمی ضرور کم رہ جائے گا۔"

"اب ہم کیا کریں؟"

"کل آخری دن ہے۔ اور اگر ہم آج ہی رات کو نہ بھاگ گئے۔ تو پھر بچاؤ کی کوئی صورت نہ ہوگی۔ ایک خچر اور دو گھوڑے "غارِ عقاب" میں ہمارے منتظر ہیں۔ آپ کے پاس کتنا روپیہ ہے؟"

"دو ہزار سنہری ڈالر اور پانچ ہزار ڈالر کے نوٹ"۔

"بس کافی ہے۔ میرے پاس بھی تقریباً اسی قدر روپیہ ہے۔ اب ہمیں پہاڑوں میں سے گزر کر شہر کارسن تک پہنچنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اب بہتر ہو۔ کہ آپ لوسی کو جگا دیں۔ یہ بھی اچھی بات ہے۔ کہ خوش قسمتی سے نوکر مکان میں نہیں سوتے"۔

فیریر اپنی بیٹی کو سفر کے لئے تیار کرنے کو گیا۔ تو اس کی عدم موجودگی میں جیفرسن ہوپ نے تمام اشیاءِ خوردنی کا ایک چھوٹا سا پارسل بنا لیا۔ اور ایک پتھر کے برتن کو پانی سے بھر لیا۔ کیونکہ اُسے معلوم تھا۔ کہ پہاڑی کوئیں اور چشمے بہت دُور دُور واقع ہیں۔ اُس نے بمشکل اپنی تیاریاں مکمل کی تھیں۔ کہ کسان اور اُس کی بیٹی سفر کے لئے تیار ہو کر آ گئے۔ عاشق و معشوق کی ملاقات گو بہت مختصر تھی لیکن وہ مخلصانہ تپاک کے ساتھ ملے۔ اس وقت کا ایک ایک لمحہ قیمتی تھا۔ اور ابھی بہت کچھ کرنا باقی تھا۔

جیفرسن ہوپ نے جی کڑا کر مدھم مگر باحوصلہ آواز کے ساتھ کہا "اب ہمیں فوراً روانہ ہو جانا چاہیئے۔ گھر کے سامنے عقب کے مدخل پر مترصدین گھات لگائے بیٹھے ہیں۔ لیکن مناسب احتیاط کے ساتھ ہم بغل کی کھڑکی

میں سے نکل کر کھیتوں کے پار جاسکتے ہیں۔ سڑک پر پہنچنے کے بعد وہ غار کوئی دو میل کے فاصلہ پر ہوگا۔ جہاں گھوڑے باندھے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ صبح تک ہم پہاڑوں میں نصف مسافت طے کر لینگے"۔

فیریر نے پوچھا "لیکن اگر کسی نے ہم کو روک لیا۔ تو کیا ہوگا؟"

جیفرسن ہوپ نے اپنے طپنچہ کی طرف اشارہ کر کے کہا "اگر ان کی تعداد زیادہ ہوئی۔ تو ہم ان میں سے دو تین کو اپنے ساتھ لیتے جائینگے"۔

گھر کے اندر کے تمام لمپ گل کر دئے گئے۔ رات کی تاریکی میں جان فیریر نے ایک حسرت بھری نگاہ اپنے کھیتوں پر ڈالی۔ یہ کھیت اُس کے گاڑھے پسینہ کی کمائی تھے۔ اور اب وہ ہمیشہ کے لئے اُن سے جدا ہو رہا تھا۔ وہ اس قربانی کے لئے تیار تھا۔ کیونکہ اپنی بیٹی کی عزت وعفت کے مقابلہ میں وہ یہ سب کچھ ہیچ سمجھتا تھا۔

فیریر نے نوٹوں اور سونے کا تھیلا اُٹھا لیا۔ جیفرسن ہوپ نے زادِ راہ لے لیا۔ لوسی کے ہاتھ میں اس کے بیش بہا زیورات اور زیادہ قیمتی پوشاکوں کی گٹھڑی تھی۔ کھڑکی کھول کر وہ تھوڑی دیر ٹھیرے رہے۔ حتیٰ کہ ایک سیاہ بادل نے رات کی تاریکی کو دوبالا کر دیا۔ اور پھر وہ باری باری سے باغ میں چلے گئے۔ سانس بند کر کے اور نیچے جھک جھک کر وہ دبے پاؤں کھیت تک پہنچے تھے۔ کہ نوجوان نے اپنے دونو ساتھیوں کو پکڑ کر سایہ میں گھسیٹ لیا۔ یہاں وہ کچھ عرصہ تک خاموش لیٹے رہے۔

خوش قسمتی سے جیفرسن ہوپ کے کان بہت تیز تھے۔ اُس نے مارمن چوکیداروں کی آہٹ پالی تھی۔ وہ اور اُس کے ساتھی بمشکل تمام لیٹے تھے۔ کہ تھوڑے فاصلہ پر ایک پہاڑی اُلو کی چیخ کی سی آواز سُنائی دی۔ اور اُس

کے جواب میں ایک ایسی ہی آواز آئی ۔ ازاں بعد دو شکلیں جو تاریکی کے باعث صاف دکھائی نہ دیتی تھیں یکے بعد دیگرے وہاں نمودار ہوئیں ۔ ان میں سے ایک نے جو افسر معلوم ہوتا تھا ۔ کہا "کل آدھی رات کے وقت ۔ جب کہ پپیہا تین دفعہ بولے گا"۔

دوسرے نے جواب دیا "ٹھیک ہے ۔ میں بھائی ڈریبر کو بتا دوں؟"

"اس کو بتا دو ۔ اور اس کے بعد اوروں کو بھی بتا دو ۔ نو تا سات"!

دوسرے نے کہا "سات تا پانچ"! اور دونوں شکلیں مخالف سمتوں میں چلی گئیں۔ ان کے آخری الفاظ غالباً کسی قسم کی معینہ علامت اور اس کا جواب تھے۔ جونہی کہ اُس کے قدموں کی آواز غائب ہوئی جیفرسن ہوپ سیدھا کھڑا ہو گیا ۔ اور اپنے ساتھیوں کو لے کر بھاگ نکلا۔ وقتاً فوقتاً وہ لوسی کو سہارا دیتا اور اس کی ہمت بڑھاتا جاتا تھا "جلدی کیجئے! جلدی! اس وقت ہم پہرہ داروں کی قطاروں میں سے گزر رہے ہیں ۔ اس وقت ہماری زندگی اور موت کا سوال درپیش ہے ۔ صرف اپنی تیز قدمی کے باعث ہم بچ سکتے ہیں ۔ جلدی کیجئے! جلدی!!"

شاہراہ پر پہنچ کر وہ خوب تیز چل کھڑے ہوئے ۔ حتیٰ کہ وہ اس مقام پر پہنچ گئے ۔ جہاں گھوڑے بندھے ہوئے تھے۔ لڑکی کو خچر پر بٹھا دیا گیا ۔ ایک گھوڑے پر فیریر بیٹھا اور دوسرے پر جیفرسن ہوپ چڑھ گیا ۔ اور پتھریلے اور پہاڑی راستے پر اُن کی رہنمائی کرنے لگا۔

ناواقف آدمی کے لئے یہ ناہموار اور پیچیدہ راستہ ناقابلِ گزر ہوتا لیکن جیفرسن ہوپ چپہ چپہ زمین سے واقف تھا ۔ راستہ کی سختی اور سفر کی تکالیف کے باوجود ان مصیبت زدہ مسافروں کے دل مسرور تھے ۔ کیونکہ ہر ایک قدم

جو وہ آگے اُٹھاتے تھے۔ انہیں اس خوفناک استبدادی حکومت کے پنجہ سے جس سے وہ جان بچا کر بھاگ رہے تھے۔ دور کر رہا تھا۔

گو وہ بہت دور نکل آئے تھے لیکن ابھی مارمنوں کی عملداری سے باہر نہ ہوئے تھے۔ اس کا ثبوت انہیں اس طرح ملا۔ کہ وہ درے کے ایک سب سے خوفناک اور ویران حصہ میں سے گزر رہے تھے۔ کہ لڑکی نے ایک چیخ ماری۔ اور اوپر کی طرف اشارہ کیا۔ جو چٹان پگڈنڈی کے عین اوپر نظر آتی تھی۔ اس پر ایک تنہا چوکیدار بندوق ٹیکے کھڑا تھا جس وقت انہوں نے اس کو دیکھا۔ اُس وقت اُس نے بھی ان کو دیکھا۔ اور اس کا فوجی سوال "کون جا رہا ہے؟" خاموش پہاڑوں میں گونج اُٹھا۔

جیفرسن ہوپ نے اپنی بندوق پر ہاتھ رکھ کر کہا "نیویڈا کی طرف جانے والے مسافر"

"کس کی اجازت سے؟"

فیریر نے جواب دیا "اربعین کی اجازت سے"۔

پہرہ دار نے چلا کر کہا "نو تا سات"

جیفرسن ہوپ نے مستعدی سے جواب دیا "سات تا پانچ" کیونکہ گھر سے نکلتے ہوئے باغ میں جو واقعہ ہوا تھا۔ وہ اُسے بخوبی یاد تھا۔ اوپر سے آواز آئی "گزر جاؤ اور خداوند تمہاری رہنمائی کرے"!

اُس چوکی کے آگے سڑک کشادہ تھی۔ اور گھوڑے تیز چل سکتے تھے پیچھے کی طرف انہیں ابھی پہرہ دار نظر آ رہا تھا۔ اور وہ جانتے تھے۔ کہ اب وہ مارمنوں کی سرحد سے باہر نکل آئے ہیں۔ اور آزادی کی راہ میں قدم بڑھا رہے ہیں۔

باب دوازدہم

"تادیبی فرشتے"

رات بھر وہ دشوار و پیچیدہ پہاڑی راستوں پر سفر کرتے رہے - بارہا وہ صحیح راستہ سے بھٹک گئے - چونکہ ہوپ سڑک کے چپہ چپہ سے واقف تھا اس لئے کچھ زیادہ تکلیف نہ ہوئی - اور صبح ہوتے تک وہ بہت دور نکل گئے + جب پو پھوٹی - تو نہایت خوشنما منظر نظر آنے لگا - ہر ایک سمت برفانی چوٹیاں نظر آرہی تھیں - اور پہاڑ کے پہلوؤں پر جو درخت اُگے ہوئے تھے وہ ایسے معلوم ہوتے تھے - گویا کہ اُن کے سروں پر معلق ہیں +

جب سورج کچھ اونچا ہوگیا - تو اُنھوں نے ایک پہاڑی نالہ کے کنارے پر قیام کیا - گھوڑوں کو پانی پلایا - اور جلدی سے ناشتہ کیا + لوسی اور اس کا باپ کچھ عرصہ وہاں آرام کرنا چاہتے تھے - لیکن جیفرسن ہوپ نہ مانتا تھا اُس نے کہا "ہمارے دشمن ہمارے نقشِ قدم پر بسرعت ممکنہ آرہے ہونگے - ہم صرف تیز گامی کے ذریعے بچ سکتے ہیں - اگر ہم ایک دفعہ شہر کارسن میں صحیح وسلامت پہنچ گئے - تو وہاں ہم مدت العمر آرام کرسکتے ہیں"+

اُفتاں وخیزاں تمام دن وہ پہاڑی دروں میں چلتے رہے - شام کے وقت ان کا قیاس یہ تھا - کہ وہ اپنے دشمنوں سے چالیس میل کے قریب دُور نکل آئے ہیں + رات کو وہ ایک جھکی ہوئی چٹان کے نیچے پناہ گزیں ہوئے - اور چند گھنٹے سوئے - لیکن صبح کاذب سے بھی پہلے پھر اُٹھ کھڑے

ہوئے۔ اور آگے چل دیئے + اب ان کو کسی قدر اطمینان ہو گیا۔ کہ دشمنوں کے پنجہ سے نکل آئے ہیں۔ اور آئندہ خوش وخرم اکٹھے رہیں گے۔ لیکن ع

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ!

دوسرے دن دوپہر کے وقت اُن کا محدود ذخیرہ خورد و نوش ختم ہونے کے قریب ہو گیا۔ تاہم جیفرسن ہوپ نے ہمت نہ ہاری۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ ان پہاڑوں میں شکار بکثرت موجود ہے۔ وہ بارہا اپنی حوائج کی خاطر اپنی بندوق کی منت کشی کر چکا تھا۔ لہذا اُس نے ایک محفوظ جگہ چُنی۔ اور چند خشک ٹہنیاں جمع کر کے آگ جلائی۔ کہ اُس کے ساتھی آگ تاپ سکیں۔ کیونکہ وہ سطح سمندر سے تخمیناً پانچ ہزار فٹ کی بلندی پر تھے۔ اور ہوا بے حد خنک تھی + گھوڑوں کو باندھ کر وہ لوسی سے وداع ہوا۔ اور بندوق کندھے پر رکھ کر شکار کی تلاش میں روانہ ہو گیا + اُس نے واپس مڑ کر دیکھا۔ تو بڈھا اپنی جوان بیٹی سمیت آگ سینکتا ہوا نظر آرہا تھا۔ اور ان کے پاس ہی تینوں گھوڑے بندھے ہوئے تھے + پھر اس کا راستہ خم کھا گیا۔ اور وہ اُس کی نظروں سے اُوجھل ہو گئے +

دو تین گھنٹہ کی تلاش کے بعد اُس نے ایک اچھا بڑا جانور گولی سے مار لیا۔ اور چونکہ وہ بہت بھاری تھا۔ اس لئے اس کا صرف ایک بازو کاٹ لیا۔ اور خوش وخرم واپس چلا آیا۔ لیکن بہت جلد اُس کی خوشی مکدر ہو گئی۔ کیونکہ شکار کی تلاش میں وہ بہت دُور نکل آیا تھا۔ اور معروف راستے سے بھٹک گیا تھا۔ اس پر طرہ یہ کہ شام ہو چکی تھی۔ کئی دفعہ وہ مختلف راستوں پر کچھ دور چلا۔ لیکن اپنی غلطی سے متنبہ ہو کر واپس لوٹ آیا۔ لیکن گو وہ بوجہ تھکان اور فکر کے مارے بہت کبیدہ خاطر ہو گیا تھا۔ اُس نے ہمت نہ ہاری

توسی کا تصور باندھ کر وہ کوشش کرتا رہا۔ یہاں تک کہ اُسے صحیح راستہ مل گیا۔ پھر تو وہ شاداں و فرحاں اُڑتا ہوا اُس غار کے منہ پر پہنچا۔ جہاں وہ انہیں چھوڑ کر آیا تھا۔ وہ اپنی آمد کے لئے زور سے للکارا۔ یہاں تک کہ پہاڑ اس کی آمد سے گونج اُٹھے۔ لیکن جواب میں اپنی ہی آواز بازگشت کے سوا اَور کوئی آواز سنائی نہ دی۔ وہ دوبارہ چلایا۔ اور پہلے سے بھی زیادہ اونچا چلایا لیکن کوئی جواب نہ آیا۔ اُس کا دل دہشت زدہ ہو گیا۔ اور وہ دیوانہ وار آگے بڑھا۔ جلدی میں اُس نے اپنا شکار بھی گرا دیا۔ اب دُنیا اس کی آنکھوں میں اندھیر ہو رہی تھی۔ اور اُسے کسی چیز کی پروا نہ رہی تھی۔

جب وہ اس مقام پر پہنچا۔ جہاں پانچ گھنٹے گزرے۔ وہ ان کو صحیح سالم چھوڑ کر گیا تھا۔ تو وہاں ان کا نشان تک بھی نہ تھا۔ آگ جل رہی تھی۔ لیکن توسی اور اس کا باپ وہاں موجود نہ تھے۔ گھوڑے بھی ندارد تھے۔ صاف ظاہر تھا۔ کہ اس اثنا میں کوئی مہلک اور خوفناک حادثہ ان کی ہلاکت کا باعث ہوا ہے۔ اور ان کا نام و نشان تک مٹا گیا ہے۔

اس غیر متوقع صدمہ سے اس کا سر چکرا گیا۔ اور وہ مبہوت ہو کر کھڑا ہو گیا۔ لیکن وہ کام کرنے کا عادی تھا۔ اس لئے بہت جلدی وہ اپنی عارضی کمزوری پر غالب آ گیا۔ ایک جلتی ہوئی لکڑی کا ٹکڑا لے کر اُس نے اردگرد کی جگہ کا معائنہ شروع کر دیا۔ زمین پر گھوڑوں کے سموں کے نشان تھے۔ جس سے ظاہر ہوتا تھا۔ کہ بہت سے سواروں نے پیرمرد اور معصوم لڑکی کو گرفتار کر لیا ہے۔ ان نشانات کے مطالعہ سے اُس نے یہ بھی معلوم کیا۔ کہ یہ سب لوگ اُوٹا کی جانب واپس گئے ہیں۔ اب اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیا وہ ان دونوں کو اپنے ساتھ واپس لے گئے ہیں؟

جیفرسن ہوپ نے کم وبیش اس خیال کو صحیح سمجھ لیا تھا۔ کہ اس کی نگاہ ایک چیز پر پڑی جس سے اُس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ تھوڑے سے فاصلہ پر ایک نئی قبر بنی ہوئی تھی جیفرسن ہوپ نے نزدیک جا کر دیکھا۔ تو اس پر ایک چھڑی کے سرے پر ایک کاغذ کا ٹکڑا ہوا میں پھڑپھڑا رہا تھا۔ کاغذ پر لکھی ہوئی تحریر مختصر مگر معنی خیز تھی:-

جان فیریر

اُوٹاکا رہنے والا

۴۔ اگست ۱۸۶۰ء کو مرا

اس کی غمگین نظریں کسی چیز کی تلاش میں بیتابی سے ادھر اُدھر پھرنے لگیں لیکن اُسے دوسری قبر نہ دکھائی دی۔ اور اُسے تیقن ہوگیا۔ کہ اُس کے زبردست دشمن لوسی کو زندہ واپس لے گئے ہیں۔ کہ رؤسا کے بیٹوں میں سے کسی کے حرم سرا میں داخل کر دیں + اُس کی آنکھوں میں خون اُتر آیا۔ اور وہ ایسی زندگی پر موت کو ترجیح دینے لگا۔ وہ چاہتا تھا۔ کہ یوں بے بسی سے خون جگر پینے سے بہتر تھا۔ کہ اس کی اپنی قبر بھی بوڑھے کسان کے پہلو میں بن گئی ہوتی +

لیکن ایک بار پھر زندگی کی لہر اور خون کی حرارت نے جوش مارا۔ اس نے سوچا۔ کہ اگر اس وقت میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تو کم از کم اپنی زندگی تو انتقام کے لئے ضرور وقف کر سکتا ہوں + اُس نے جان فیریر کی قبر پر کھڑے ہو کر دل میں یہ مقدس عہد کیا۔ کہ میں نے اپنے دشمنوں کو جہنم واصل کر کے رہوں گا۔ اور جب تک وہ اپنے کئے کی سزا نہ پالینگے۔ اپنے اوپر ہر ایک قسم کا عیش و عشرت حرام سمجھوں گا + یہ عزم بالجزم کر کے وہ اس مقام پر گیا۔ جہاں گوشت کی ران

گری تھی۔ اُس نے آگ جلائی۔ اور اتنا گوشت بھون لیا۔ جو اُسے چند دنوں کے لئے کفایت کر سکے۔ گو وہ تھکا ماندہ تھا۔ اور جدائی کا صدمہ۔ ناکامی کی تلخی اس پر مستزاد تھے۔ لیکن وہ اپنے عہد کے مطابق "تادیبی فرستوں" کے نقش قدم پر اسی راستے سے واپس چل پڑا۔ جدھر سے کہ تھوڑی دیر ہوئی۔ وہ اپنی محبوبہ اور اُس کے باپ کے ساتھ خوش و خرم آیا تھا۔

پانچ دن رات وہ پاپیادہ چلتا رہا چھٹے روز وہ "غار غفاب" کے قریب پہنچ گیا۔ جہاں سے ان کا سابقہ منحوس سفر شروع ہوا تھا۔ وہ تھکا ہارا تھا۔ تاہم اُس نے مارمنوں کی آبادی کی طرف دیکھ کر اپنی بندوق پر ہاتھ رکھا۔ اور غصہ کے ساتھ ادھر دیکھتا رہا۔ اُسی وقت اُس نے دیکھا۔ کہ بعض مکانات پر جھنڈے اُڑ رہے ہیں۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ کوئی جشن منایا جا رہا ہے۔ وہ اس جشن کی علت غائی کے متعلق غور کر رہا تھا۔ تو اُس نے دیکھا۔ کہ کوئی سوار اُس کی طرف آ رہا ہے۔ جب وہ نزدیک آیا۔ تو اُس نے اُسے پہچان لیا۔ وہ ایک مارمن مسمی کوپر تھا۔ اور ہوپ نے کئی موقعوں پر اُس کو امداد دی تھی چنانچہ اُس کو مخاطب کر کے اُس نے کہا۔ "میں جیفرسن ہوپ ہوں۔ تم مجھے پہچانتے ہو؟"

مارمن آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر حیرانی سے اس کی طرف دیکھتا رہا۔ کیونکہ اُس کی موجودہ خستگی اور کمزوری اس کی سابقہ توانائی اور چستی چالاکی سے بہت زیادہ متباین تھی۔ جب اُس نے اُسے بامعان نظر دیکھ کر آخرالامر پہچان لیا۔ تو اس کا تعجب ہمدردی میں متبدل ہو گیا۔ اُس نے چلا کر کہا۔ "بندہ خدا کیا تم پاگل ہو۔ جو یہاں آئے ہو۔ تمہارے ساتھ باتیں کرتے ہوئے کسی نے مجھے دیکھ لیا۔ تو موت سے کم سزا مجھے نہ ملے گی۔ تمہارے خلاف مقدس مجلس اربعہ

ں طرف سے جان فیریر اور اس کی بیٹی کو بھگا لے جانے کے جرم کی پاداش
یں وارنٹِ گرفتاری شائع ہوچکا ہے"
جیفرسن ہوپ نے ترشرو ہوکر کہا "میں ان سے یا اُن کے وارنٹ
سے مطلقاً نہیں ڈرتا۔ تمہیں ضرور اس ماجرے کے متعلق معلومات حاصل
وں گی۔ میں تمہیں ہر ایک اس چیز کی جسے تم عزیز و مقدس جانتے ہو۔ قسم
ے کر کہتا ہوں۔ کہ میرے چند سوالات کا جواب دو۔ ہم ہمیشہ ایک دوسرے
کے دوست رہے ہیں۔ خدا کے لئے مجھے مایوس نہ کرنا"
مارمن نے بے چین ہوکر کہا "جو کچھ پوچھنا ہو جلدی پوچھو۔ چٹانیں
بھی کان رکھتی ہیں۔ اور درختوں کو بھی آنکھیں ہوتی ہیں"
"لوسی فیریر کا کیا حشر ہوا ہے؟"
"کل ڈریبر سے اُس کی شادی ہوگئی تھی۔ حوصلہ کرو بھائی۔ تمہیں
یا ہوگیا ہے۔ تم تو بالکل بے جان معلوم ہوتے ہو"
جیفرسن ہوپ نے ضعف و ناطاقتی سے کہا "میری پروا نہ کرو۔ کیا
س کی شادی ہوگئی ہے؟ تم نے کیا کہا ہے"؟ وہ از سرتا پا سرد پڑ گیا تھا۔
ر جس پتھر سے سہارا لے کر کھڑا تھا۔ اُس کے اوپر گر پڑا
"ہاں کل اُس کی شادی ہوگئی تھی۔ یہ جھنڈے اسی تقریب کی خوشی
یں لگائے گئے ہیں۔ ڈریبر اور راسٹینگرسن کے درمیان لوسی سے شادی
رنے کے متعلق کچھ تنازعہ ہوا۔ وہ دونو تعاقب کرنے والوں کے ساتھ تھے
ر راسٹینگرسن ہی نے اُس کے باپ کو گولی سے مارا تھا۔ اور اس وجہ سے
ں کا حق فائق تھا۔ لیکن جب مجلسِ شوریٰ میں اس کے متعلق بحث ہوئی۔
ڈریبر کی جماعت غالب رہی۔ اس لئے نبی نے لوسی اُس کے حوالے کر

دی۔ لیکن وہ ان میں سے کسی کے پاس بھی زیادہ عرصے تک نہ رہ سکے گی کیونکہ کل مَیں نے اُسے دیکھا۔ تو اُس کے چہرے پر موت کی تمام علامات موجود تھیں۔ وہ زندہ درگور نظر آتی ہے۔ اور ایک جوان عورت کی بجائے ایک مریل ضعیفہ معلوم ہوتی ہے۔ تم اب چلے جاؤ گے؟"

"ہاں۔ مَیں چلا جاؤں گا۔" یہ کہہ کر جیفرسن ہوپ پتھر پر سے اُٹھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ اُس کا چہرہ سنگ مرمر سے تراشا ہوا ہے۔ لیکن اس کی آنکھوں سے آگ برس رہی تھی۔

"اب تم کہاں جاؤ گے؟"

جیفرسن ہوپ نے جواب دیا۔ "خدا معلوم"۔ بندوق کندھے پر رکھ کر وہ پہاڑوں کے اندر جہاں جنگلی جانوروں کا مسکن ہوتا ہے۔ چلا گیا۔ لیکن ان تمام وحش وطیر میں اس سے زیادہ خطرناک اور تندخو کوئی نہ تھا۔

مارمن کی پیشین گوئی بالکل صحیح ثابت ہوئی۔ ستم رسیدہ لوسی کی موت کا سبب کچھ بھی قرار دیا جائے۔ لیکن ایک مہینہ کے اندر اندر وہ مر گئی۔ اس کا نابکار خاوند جس نے اُسے اپنے نکاح میں زیادہ تر اُس کے باپ کی جائداد کی خاطر لیا تھا۔ اس کی موت سے چنداں ملول نہ ہوا۔ لیکن اُس کی دوسری بیویاں لوسی کا ماتم کرتی رہیں۔ اور مارمن رسم و رواج کے مطابق تجہیز و تکفین سے قبل ایک شب اس کی نعش کے پاس بیٹھی رہیں۔ وہ نعش کے گرد جمع تھیں۔ کہ اچانک صبح سویرے ایک عجیب الہیئت آدمی پھٹے پرانے کپڑے پہنے ہوئے کمرے میں گھس آیا۔ اس کا چہرہ وحشیانہ تھا۔ اُس کے بال بہت لمبے تھے۔ لیکن باوجود اس ہیئت کذائی کے اس کی شکل سے بلا کا غصہ، عالی حوصلگی اور رُعب ٹپکتا تھا۔ اِدھر اُدھر دیکھے بغیر وہ چپ چاپ اس سفید

خاموش صورت کی طرف بڑھا۔ جو لوسی فیریر کی پاک روح کا مسکن رہ چکا تھا۔
اس کے اوپر جھک کر اُس نے اپنے ہونٹ نہایت احترام کے ساتھ اُس
کی سرد پیشانی کے ساتھ چھوئے۔ اور پھر اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُس نے اُس کی
انگلی پر سے شادی کی انگشتری اُتار لی۔ اُس نے غصہ آمیز آواز سے کہا۔
"لوسی یہ انگشتری پہنے ہوئے سپرد خاک نہ کی جائے گی"۔ اور پیشتر اس
کے کہ عورتیں استمداد کر سکتیں۔ وہ جس طرح آیا تھا۔ اُسی طرح پھرتی کے
ساتھ باہر نکل گیا۔ تمام واقعہ اس قدر عجیب و غریب اور مختصر تھا۔ کہ اگر انگشتری
کی شہادت نہ ہوتی۔ تو یقیناً لوگ اس کو خواب و خیال اور رات بھر جاگنے
والی عورتوں کی آنکھوں کا فریب نظر تصور کرتے۔
چند ماہ تک جیفرسن ہوپ پہاڑوں میں ایک عجیب و غریب وحشیانہ
زندگی بسر کرتا رہا۔ لیکن آتشِ انتقام اُس کے سینے میں بدستور مشتعل تھی
مرمنوں کے شہر میں اس کے متعلق عجیب و غریب روایات مشہور تھیں۔
ایک دفعہ ایک گولی آسٹینگرسن کی کھڑکی میں سے اندر آئی۔ اور اس کے
بالکل قریب لگ کر چپٹی ہو گئی۔ ایک دوسرے موقعہ پر ڈریبر ایک ٹیلے کے
نیچے سے گزر رہا تھا۔ تو ایک بہت بڑا پتھر اُس کے اوپر گرا۔ جس کی زد سے
وہ منہ کے بل گر کر بچا۔ ڈریبر اور اسٹینگرسن نے بہت جلدی بھانپ لیا۔
کہ کون شخص ان کو مار ڈالنے کی کوشش کر رہا ہے۔ کئی دفعہ وہ مسلح سپاہی
ساتھ لے کر پہاڑوں کے درمیان جیفرسن ہوپ کی تلاش میں نکلے لیکن
ہمیشہ ناکام واپس آئے۔ آخرالامر انہوں نے اپنا یہ دستور العمل بنا لیا۔
کہ اکیلے رات کے وقت باہر نہ نکلتے تھے۔ اور اپنے مکانات کے گرد پہرے
بٹھائے رکھتے تھے۔ کچھ عرصہ کے بعد جب کہ جیفرسن ہوپ کی طرف سے

کوئی انتقامی حرکت سرزد نہ ہوئی۔ تو انھوں نے خیال کیا۔ کہ امتداد زمانہ سے اُس کے انتقام کی آگ ٹھنڈی پڑ گئی ہے +

ان کا یہ خیال بالکل غلط تھا۔ ٹھنڈا ہونے کی بجائے اس کے غیظ و غضب اور انتقام کی آگ دن بدن اور زیادہ مشتعل ہوتی گئی + وہ ایک کینہ توز شکاری تھا۔ اور استقلال اُس کی سرشت میں تھا۔ انتقام کا جذبہ اس کی فطرت ثانیہ بن گیا تھا۔ اور انتقام کے خیالات اُس کا اوڑھنا بچھونا تھے + اُٹھتے بیٹھتے سوتے جاگتے وہ ہر وقت اور ہر حالت میں ایک عبرت آموز انتقام کی تدابیر سوچتا رہتا تھا + وہ وہمی شخص نہ تھا۔ بلکہ بچپن سے ہر ایک کام کی تکمیل کے لئے تمام ممکن العمل ذرائع سوچنے کا عادی تھا۔ چنانچہ اُس نے اپنی موجودہ حالت پر غور کیا۔ تو یہ بات اس کی سمجھ میں آئی۔ کہ اس کی موجودہ خانہ بدوش زندگی کا یقینی انجام موت ہے۔ اور موت بھی کیسی موت ؟ پہاڑوں کے اندر کس مپرسی کی حالت میں بکسی کی موت۔ جب کہ انتقام ہنوز نامکمل ہے + اس کی عقل سلیم کا یہ فتوے اس کی اضطراری مجنونانہ خواہش انتقام پر غالب آ گیا اور وہ اپنی صحت کو اچھا کرنے۔ روپیہ جمع کرنے اور بہتر طریقہ سے انتقام لینے کی خاطر اپنی پرانی کانوں میں چلا گیا +

اُس کا ارادہ تھا۔ کہ ایک سال کے بعد واپس آؤں گا لیکن غیر متوقع حالات کے باعث وہ پانچ سال تک رُکا رہا۔ تاہم اُس وقت بھی انتقام کی آگ اُس کے دل میں اُسی طرح بھڑک رہی تھی۔ جیسے کہ اُس وقت شعلہ زن ہوئی تھی۔ جب وہ جان فیریر کی قبر پر کھڑا ہوا تھا + وہ بھیس بدل کر اُوٹا کی طرف چل دیا۔ اُسے اپنی جان کی مطلق پروا نہ تھی۔ اس نے ہر ایک خطرہ کا جوانمردی سے مقابلہ کیا۔ لیکن وہاں پہنچ کر اُسے یہ خبر بد معلوم ہوئی

کہ چند ماہ گزرے۔ مارمنوں میں پھوٹ پڑ گئی تھی۔ اور چند سرکش نوجوان اُن سا مجلس اور نبی کی مخالفت کر کے اُوٹا کو خیرباد کہہ گئے ہیں + ان باغیوں میں ڈریبر اور اسٹینگرسن بھی شامل تھے لیکن کسی کو بھی اُن کی موجودہ جائے اقامت کا علم نہ تھا افواہاً سُنا جاتا تھا۔ کہ ڈریبر نے اپنی جائداد بیچ کر کے بہت سا روپیہ جمع کر لیا تھا۔ لیکن اسٹینگرسن نسبتاً مفلس تھا +

اکثر آدمی ان مشکلات کو دیکھ کر انتقام کا خیال ترک کر دیتے لیکن جیفرسن ہوپ اس قماش کا آدمی نہ تھا + اس کے پائے ثبات کو ایک لمحہ کے لئے بھی لغزش نہ ہوئی۔ اور اُس نے ان مشکلات کی کچھ پروا نہ کی + جو تھوڑا بہت سرمایہ اُس نے جمع کیا تھا۔ اس کے بھروسہ پر وہ ممالک متحدہ امریکہ میں شہر بہ شہر اور قریہ بہ قریہ اپنے دشمنوں کی تلاش میں پھرنے لگا + کئی سال گزر گئے۔ اُس کے سیاہ بال سفید ہو گئے۔ لیکن وہ ایک مجسمۂ انتقام بن کر ایک مستقل شکاری کتے کی طرح سُراغ کے درپئے رہا + آخر الامر بمصداق ع جوئندہ و یابندہ۔ اُس کا صبر و استقلال پھل لایا + اگرچہ ایک روز اسے صرف ایک کھڑکی میں سے ایک چہرے کی جھلک دکھائی دی تھی لیکن یہ جھلک اُس کے لئے کافی تھی + اُسے معلوم ہو گیا۔ کہ ریاست اوہائیو کا شہر کلیولینڈ اس کے دشمنوں کی آماجگاہ ہے۔ وہ اپنے رہنے کی جگہ پر واپس آ کر انتقام کی تمام تدابیر پختہ کر چکا تھا۔ لیکن ؎

قسمت کی خوبی دیکھئے ٹوٹی کہاں کمند
دو چار ہاتھ جب کہ لب بام رہ گیا

اتفاق ایسا ہوا۔ کہ ڈریبر نے بھی کھڑکی میں سے اس آوارہ گرد کو پہچان لیا۔ اور تاڑ گیا۔ کہ اُس کا ارادہ قتل کرنے کا ہے + اس لئے وہ اسٹینگرسن

کے ہمراہ جواب اُس کا سکرٹری بن گیا تھا۔ عدالت میں گیا۔ اور جج کے ذہن نشین
کرادیا۔ کہ ان کی جان معرض خطر میں ہے + اسی شام کو جیفرسن ہوپ حوالات
میں بند کردیا گیا۔ اور چونکہ وہ کوئی ضمانت داخل نہ کرسکا۔ اس لئے چند ہفتے
تک محبوس رہا + جب وہ رہا ہوا۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ ڈریبر مع اپنے سکرٹری
کے مکان خالی کرکے یورپ چلا گیا ہے + جیفرسن ہوپ کو ایک دفعہ پھر شکست
ہوئی۔ لیکن اُس نے اب بھی ہمت نہ ہاری۔ اور تعاقب میں سرگرم رہا + اُس
کا اندوختہ ختم ہوگیا تھا۔ اس لئے اُسے کام پر واپس جانا پڑا + وہ اپنے گاڑھے
پسینے کی کمائی آئندہ سفرِ یورپ کے لئے جمع کرتا رہا۔ آخرالامر جب کافی روپیہ
جمع ہوگیا۔ تو وہ یورپ روانہ ہوا۔ اور شہر بہ شہر اپنے دشمنوں کا تعاقب کرتا
رہا + وہ ہر جگہ محنت مشقت سے اپنا پیٹ پالتا۔ لیکن اُس کا شکار کہیں بھی
اس کے ہاتھ نہ لگا + جب وہ سینٹ پیٹرز برگ پہنچا۔ تو وہ پیرس روانہ ہو
گئے تھے۔ اور جب وہ وہاں گیا۔ تو اُسے معلوم ہوا۔ کہ وہ کوپن ہیگن چلے
گئے ہیں + اُن کی روانگی کے چند دن بعد وہ کوپن ہیگن بھی پہنچا۔ اب وہ لندن
روانہ ہو چکے تھے۔ آخرالامر اُس نے لندن میں انہیں ڈھونڈھ لیا۔ لندن
پہنچ کر جو واقعات پیش آئے۔ وہ من وعن ڈاکٹر واٹسن کے اس قابلِ قدر
روزنامچہ میں درج ہیں جس کی حسنِ خدمت کے لئے ہم پہلے بھی رہینِ منت
ہیں +

حصّہ دوم ختم ہوا

حصّہ سوم

انکشافِ راز

باب سیزدہم

انتقام کی نہ بجھنے والی آگ

گو ہمارا قیدی تندی سے مزاحمت کر رہا تھا۔ تاہم یہ صاف ظاہر تھا۔ کہ وہ ہمیں کسی قسم کا گزند نہیں پہنچانا چاہتا۔ کیونکہ جب وہ مغلوب ہو گیا۔ تو وہ ایک دلفریب انداز سے ہنسا۔ اور ہم سے پوچھنے لگا۔ کہ اس کشمکش میں چوٹ تو نہیں لگی"؟ اُس نے شرلاک ہومز کو خطاب کر کے کہا "مَیں سمجھتا ہوں۔ کہ آپ مجھے پولیس کے تھانہ پر لے جائیں گے۔ میری گاڑی نیچے موجود ہے۔ اگر آپ میری ٹانگیں کھول دیں۔ تو مَیں خود نیچے چلا جاؤں گا۔ مَیں اب پہلے کی طرح ہلکا نہیں۔ اور مجھے نیچے اُٹھا کر لے جانا آپ کے لئے چنداں آسان

نہ ہوگا"

گرگیسن اور لسٹریڈ نے کن انکھیوں سے ایک دوسرے کی طرف دیکھا۔ گویا کہ وہ اس تجویز کو ناپسند کرتے ہیں لیکن شرلاک ہومز نے قیدی کے لفظ پر اعتبار کیا۔ اور فوراً وہ تولیہ کھول دیا۔ جس سے اُس کے ٹخنے بندھے ہوئے تھے۔ وہ اُٹھ کھڑا ہوا۔ اور اُس نے اپنی ٹانگوں کو یوں پھیلایا۔ گویا وہ اپنی آزادی کے متعلق مطمئن ہونا چاہتا ہے۔ مجھے خوب یاد ہے۔ کہ جب اس وقت میں نے اُسے دیکھا۔ تو مجھے خیال تھا۔ کہ میں نے اس سے زیادہ مضبوط اور قوی الجثہ آدمی شاذونادر ہی سے گزرا ہے۔ اُس کے چہرہ سے استقلال اور غیر معمولی طاقت مترشح ہوتی تھی۔

اُس نے میرے ساتھی کی طرف مادحانہ نگاہ ڈال کر کہا: "اگر کہیں کسی اعلیٰ افسر پولیس کی جگہ خالی ہو۔ تو میں سمجھتا ہوں۔ کہ آپ اُس کے بہترین اہل ہیں جس طریقہ سے آپ میرے کھوج پر لگے رہے ہیں۔ وہ نہایت ہی محتاط اور قابلِ داد ہے"

شرلاک ہومز نے دونو سراغ رسانوں کو کہا: "آپ میرے ساتھ آیئے"

لسٹریڈ نے کہا "میں گاڑی ہانک سکتا ہوں"

"بہت خوب! اور گرگیسن میرے ساتھ اندر بیٹھ سکتا ہے۔ آپ بھی ڈاکٹر صاحب! آپ نے شروع سے اس معاملہ میں دلچسپی ظاہر کی ہے۔ اور بہتر یہی ہے۔ کہ اب آپ اس کو انجام تک پہنچائیں"

میں نے خوشی سے اس دعوت کو منظور کرلیا۔ اور ہم اکٹھے نیچے اُترے ہمارے قیدی نے بھاگنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ بلکہ وہ متانت کے ساتھ اپنی گاڑی کے اندر بیٹھ گیا۔ اور ہم بھی اس کے ساتھ بیٹھ گئے۔ لسٹریڈ کوچوان

کی جگہ پر جا بیٹھا۔ اور ہم بہت جلدی اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ گئے۔ ہم ایک چھوٹے سے کمرے میں داخل ہوئے۔ وہاں ایک پولیس انسپکٹر نے ہمارے قیدی کا نام اور اُن آدمیوں کے نام لکھ لئے۔ جنہیں قتل کرنے کے الزام میں وہ ماخوذ ہوا تھا۔ پولیس کے افسر نے ہمیں مخاطب کرکے کہا "قیدی ایک دو دن کے بعد مجسٹریٹ کے روبرو پیش کیا جائے گا۔ لیکن اگر مسٹر جیفرسن ہوپ اس اثناء میں کچھ بیان دینا چاہیں۔ تو ہم اُسے بخوشی سُنیں گے"۔ پھر اُس نے قیدی کی طرف متوجہ ہوکر کہا "مسٹر جیفرسن ہوپ کیا اپنا بیان سنانے سے پیشتر میں آپ کو متنبہ کرتا ہوں۔ کہ جو کچھ آپ کہیں گے۔ وہ قلم بند کر لیا جائے گا۔ اور ممکن ہے۔ کہ وہ آپ کے خلاف عدالت کے روبرو بھی پیش کیا جائے"۔

ہمارے قیدی نے آہستہ سے کہا "مجھے بہت کچھ کہنا ہے صاحبان! میں آپ کو اس واقعہ کے متعلق سب کچھ بتانا چاہتا ہوں"۔

انسپکٹر نے پوچھا "کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ آپ اپنی داستان سماعتِ مقدمہ تک ملتوی رکھیں"۔

اُس نے جواب دیا "ممکن ہے کہ میرے مقدمہ کی سماعت کا موقع ہی نہ آئے۔ آپ تعجّب نہ کریں۔ میرا ارادہ خودکشی کرنے کا نہیں"۔ پھر اُس نے مجھ سے پوچھا "کیا آپ ڈاکٹر ہیں؟"

میں نے اثبات میں جواب دیا۔

وہ مسکرایا۔ اور اپنے ہتھکڑیوں سے جکڑے ہوئے ہاتھوں سے سینہ کی طرف اشارہ کرکے بولا "تو پھر اپنا ہاتھ یہاں رکھئے"۔

میں نے اس کی خواہش کے مطابق اُس کے سینہ پر ہاتھ رکھا۔ اور

فوراً تشخیص کرلیا۔ کہ وہ ایک خطرناک عارضۂ قلب میں مبتلا ہے۔ اس کی چھاتی اس طرح سے کانپ رہی تھی۔ جیسے کہ کوئی کمزور عمارت۔ ایک طاقتور انجن کے چلنے سے کانپتی ہے ؂

مَیں نے چلا کر کہا" ہیں۔ آپ تو

میں مبتلا ہیں"!

اُس نے اطمینان کے ساتھ جواب دیا" جی ہاں۔ ڈاکٹر میرے مرض کو اسی نام سے پکارتے ہیں۔ مَیں گذشتہ ہفتہ ایک ڈاکٹر کے پاس گیا تھا اُنہوں نے مجھے بتایا۔ کہ دل کی حرکت بند ہوجانے کے باعث بہت جلد میرا خاتمہ ہوجائے گا۔ میرا عارضۂ قلب کئی برسوں سے بگڑ رہا ہے۔ اُوٹا کے پہاڑوں میں پھرتے رہنے سے اور خوراک کی قلت سے مجھے یہ مرض لاحق ہوگیا تھا مگر اب مَیں نے اپنا کام۔ اپنا عمر بھر کا کام۔ ختم کرلیا ہے۔ اور اب مجھے اویر سویر کوچ کرجانے کی کچھ پروا نہیں ہے لیکن مَیں چاہتا ہوں۔ کہ اپنے پیچھے اس واردات کے متعلق مفصل واقعات چھوڑ جاؤں۔ نیز مَیں یہ نہیں چاہتا۔ کہ لوگ مجھے ایک معمولی قسم کا سفّاک قاتل سمجھتے رہیں" ؂

انسپکٹر اور دونو سراغ رسانوں میں اس امر کے متعلق مختصر سی بحث ہوئی۔ کہ مجرم کا بیان اس وقت سننا مناسب ہے یا نہیں۔ پھر انسپکٹر نے مجھ سے دریافت کیا" ڈاکٹر صاحب! آپ مسٹر جیفرسن ہوپ کے مرض کے متعلق کیا خیال کرتے ہیں؟ کیا کوئی فوری خطرہ ہے"؟

مَیں نے جواب دیا" یقیناً"!

انسپکٹر نے کہا" تو پھر انصاف کی خاطر ہمارا فرض ہے۔ کہ ہم اسی وقت ان کا بیان سُن لیں۔ جناب آپ مجاز ہیں۔ کہ اپنا بیان ہمیں سنائیں لیکن

مَیں دوبارہ آپ کو متنبہ کرتا ہوں۔ کہ ہم اُسے قلمبند کر لینگے"۔

قیدی نے کہا "مَیں آپ کی اجازت سے بیٹھ جاتا ہوں"۔ یہ کہہ کر وہ بیٹھ گیا۔ "مَیں اس عارضۂ قلب کے باعث بہت جلد تھک جاتا ہوں۔ اور نصف گھنٹہ گزرا۔ جو کشمکش کہ ہمارے درمیان ہوئی تھی۔ اُس کا اثر ہنوز باقی ہے۔ مَیں قبر میں پاؤں لٹکائے ہوئے ہوں۔ اس لئے مجھے جھوٹ بولنے کی مطلقاً کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہر ایک لفظ جو مَیں کہوں گا۔ بالکل سچا ہے۔ اور مجھے اس امر کی ذرا پروا نہیں۔ کہ آپ میرے الفاظ کا کیسا استعمال کرینگے"۔

ان تمہیدی الفاظ کے بعد جیفرسن ہوپ آرام سے کُرسی پر بیٹھ گیا۔ اور مفصلہ ذیل واقعات بیان کئے۔ اُس کا طرز بیان بالکل سادہ۔ تصنع سے خالی اور یقین دلانے والا تھا۔ وہ اُنہیں یوں بیان کرتا تھا۔ گویا کہ نہایت ہی معمولی واقعات ہیں۔ مَیں دعوے سے کہہ سکتا ہوں۔ کہ مفصلہ ذیل بیان من وعن جیفرسن ہوپ کے بیان کے مطابق ہے۔ کیونکہ مَیں نے اس کا مقابلہ لسٹریڈ کی نوٹ بک سے کر لیا ہے۔ جس میں وہ بطریق اختصار اس کا ہر ایک لفظ لکھتا گیا تھا۔

"آپ صاحبان کے لئے یہ بات دریافت کرنی غیر ضروری ہے۔ کہ مَیں ان دونو شخصوں سے کیوں اس قدر نفرت کرتا تھا۔ آپ کے لئے اتنا جاننا کافی ہے۔ کہ یہ دونو دو بے گناہ انسانوں باپ اور بیٹی کی موت کے مجرم تھے۔ اور اس لحاظ سے ان کی زندگی کا خاتمہ کرنا میرے لئے جائز تھا۔ امتدادِ زمانہ کے باعث میرے لئے یہ امر ممکن نہ تھا۔ کہ مَیں ان کے خلاف قانونی چارہ جوئی کرتا۔ مجھے ان کے جرم کی ماہیت خوب معلوم تھی۔ اس لئے

بھی یہی کرتے۔ بشرطیکہ آپ میں ہمتِ مردانہ مردہ نہ ہو گئی ہوتی +

"جس لڑکی کا مَیں نے ذکر کیا۔ آج سے بیس برس پہلے اُس کا مجھ سے رشتہ قرار پایا تھا۔ لیکن اُسے ڈریبر کے ساتھ شادی کرنے پر مجبور کیا گیا۔ اور اس کا دل ٹوٹ گیا + مَیں نے اس کی مردہ اُنگلی سے شادی کی انگشتری اُتار لی تھی۔ اور حلف اُٹھایا تھا۔ کہ مرتے وقت ڈریبر کی آنکھیں اِس انگشتری کو دیکھیں گی۔ اور اُس کے آخری خیالات اس جرم کے متعلق ہونگے جس کی پاداش میں وہ مارا جائیگا + مَیں نے اُسے اپنے پاس رکھا۔ اور ڈریبر اور اُس کے ساتھی کا دو بڑا عظموں میں تعاقب کرتا رہا ہوں + وہ سمجھتے ہونگے۔ کہ مَیں تھک جاؤں گا۔ لیکن یہ ناممکن تھا۔ اب اگر مَیں کل مر جاؤں۔ جیسا کہ اغلب ہے۔ تو مَیں اطمینانِ قلب سے مروں گا۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے۔ کہ میرا کام بحسن اسلوب ختم ہو گیا ہے۔ وہ مارے گئے ہیں۔ اور میرے ہاتھ سے مارے گئے ہیں۔ میری اب نہ کوئی خواہش باقی ہے۔ اور نہ ہی مجھے کچھ اَور کرنا ہے +

"وہ امیر تھے۔ اور مَیں غریب تھا۔ اس لئے اُن کا تعاقب کرنا میرے لئے کچھ آسان کام نہ تھا + جب مَیں لندن پہنچا۔ تو مَیں بالکل تہیدست تھا۔ اس لئے مجھے روٹی کما کر کھانے کی فکر لاحق ہوئی۔ مَیں سواری کرنے اور گاڑی ہانکنے میں ایسا ہی مشاق ہوں۔ جیسا کہ عام آدمی اپنی ٹانگوں کے استعمال میں ہوتے ہیں + اس لئے مَیں نے ایک گاڑی والے کے ہاں ملازمت اختیار کر لی + ملازمت کی شرط یہ تھی۔ کہ مَیں فی ہفتہ مالک کو ایک معینہ رقم ادا کروں۔ اور اگر اس سے زیادہ کرایہ وصول کر سکوں۔ تو وہ میرا حقِ خدمت تھا + گو معینہ رقم سے زیادہ کرایہ مجھے بمشکل وصول ہوتا تھا تاہم مَیں کچھ نہ کچھ ضرور بچا لیتا + اس سے بھی زیادہ مشکل کام میرے لئے مختلف

سڑکوں اور ہوٹلوں کا پتہ یاد رکھنا تھا۔ کیونکہ میری دانست کے مطابق دنیا جہان میں تمام گورکھ دھندوں سے زیادہ پیچیدہ گورکھ دھندہ یہ بڑا شہر ہے۔ چنانچہ میں اپنے پاس ایک نقشہ رکھتا تھا۔ پھر جب ایک دفعہ میں نے مشہور ہوٹلوں اور سٹیشنوں کو دیکھ لیا۔ تو مجھے گاڑی ہانکنے میں کوئی دقت نہ ہوتی۔

"تھوڑے عرصے کے بعد میں نے اپنے دو نو دشمنوں کی جائے قیام معلوم کر لی۔ وہ دریا کی پرلی جانب کیمبرویل میں ایک بج کے بورڈنگ ہوس میں مقیم تھے۔ جب مجھے اُن کا پتہ معلوم ہو گیا۔ تو میں نے سمجھ لیا۔ کہ اب یہ مجھ سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔ چونکہ اب میں نے داڑھی بڑھالی تھی۔ اس لئے مجھے اطمینان تھا۔ کہ وہ مجھے پہچان نہ سکیں گے۔ جہاں بھی وہ جاتے تھے۔ میں اُن کے نقش قدم پر لگا رہتا تھا۔ بعض اوقات میں گاڑی میں بیٹھ کر اُن کا تعاقب کرتا تھا۔ اور بعض اوقات پیدل چل کر۔ لیکن مقدم الذکر طریقہ بہتر تھا۔ کیونکہ اس طور سے وہ میرے ہاتھ سے نکل نہ سکتے تھے۔ چونکہ میں ہر وقت سایہ کی طرح اُن کے ساتھ لگا رہتا تھا۔ اس لئے علی الصبح یا آدھی رات کے قریب مجھے کرایہ کمانے کا موقع ملتا تھا۔ اور میں مالک کی معینہ رقم پوری طرح ادا نہ کر سکتا تھا۔ لیکن جب تک مجھے اپنے دشمنوں سے بدلہ لے سکنے کی امید تھی۔ مجھے اَور کسی نقصان کی پروا نہ تھی۔

"وہ دونوں بہت مکار اور ہوشیار تھے۔ انہیں تعاقب کا اندیشہ ضرور لاحق ہوگا۔ کیونکہ وہ اکیلے یا اندھیرے میں کبھی باہر نہ نکلتے تھے۔ میں مسلسل دو ہفتے تک ان کے پیچھے لگا رہا۔ لیکن مجھے ایک دفعہ بھی انہیں اکیلے دیکھنے کا اتفاق نہ ہوا۔ ڈریبر بالعموم مخمور رہتا تھا۔ لیکن اسٹینگرسن ہمیشہ صوفی بنا رہتا۔ میں دیر سویرے انہی کے فکر میں منہمک رہتا تھا۔ اور گو مجھے کوئی عمدہ موقع اُن سے

بالمقابل ہونے کا نہ ملتا تھا تاہم مَیں مایوس نہ ہوا تھا + کوئی مخفی طاقت مجھے بتاتی تھی۔ کہ ساعتِ انتقام قریب ہے۔ اگر مجھے کوئی اندیشہ تھا۔ تو صرف یہ تھا۔ کہ کہیں میرے دل کی حرکت قبل از وقت بند نہ ہو جائے۔ اور میرا زندگی بھر کا کام ادھورا نہ رہ جائے +

"آخر الامر ایک دن شام کے وقت مَیں ٹورکئے ٹیرس پر ٹہل رہا تھا۔ تو مَیں نے دیکھا۔ کہ ایک گاڑی اُن کے دروازے پر ٹھیری ہے۔ تھوڑی دیر کے بعد کچھ اسباب باہر لایا گیا۔ اور ڈریبر اور اسٹینگرسن اس میں سوار ہو کر چل دئے + مَیں نے بھی اپنے گھوڑے کو تیز دوڑایا لیکن میرا دل اندر سے بیٹھا جا رہا تھا۔ کیونکہ مجھے یہ ڈر تھا۔ کہ کہیں وہ لندن چھوڑ کر کسی دوسری جگہ نہ چلے جائیں + وہ یوسٹن سٹیشن پر جا کر رُک گئے۔ مَیں نے اپنا گھوڑا ایک لڑکے کے سپرد کیا۔ اور خود پلیٹ فارم پر اُن کے پیچھے پیچھے چلا گیا + انہوں نے لورپول کی گاڑی کے متعلق دریافت کیا۔ اور گارڈ نے جواب دیا۔ کہ ایک گاڑی ابھی روانہ ہو گئی ہے۔ اور دوسری گاڑی چند گھنٹوں کے بعد جائے گی۔ اسٹینگرسن اس خبر سے مکدر ہوا۔ لیکن ڈریبر خوش معلوم ہوتا تھا + بھیڑ کی وجہ سے مَیں ان کے اس قدر قریب ہو گیا تھا۔ کہ ان کا ہر ایک لفظ سُن سکتا تھا + ڈریبر نے کہا۔ کہ مجھے کچھ نج کا کام ہے۔ اور اگر تم تھوڑی دیر انتظار کرو۔ تو مَیں تم سے آملونگا + اسٹینگرسن نے اس پر اعتراض کیا۔ اور کہا۔ کہ ہم نے ایک دوسرے کے ساتھ اکٹھا رہنے کا وعدہ کیا تھا + ڈریبر نے کہا جو کام مَیں کرنا چاہتا ہوں۔ وہ ذرا نازک ہے۔ اس لئے مَیں اُسے اکیلا ہی سرانجام دونگا + مَیں اسٹینگرسن کا جواب نہ سُن سکا۔ مَیں نے ڈریبر کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ کہ تم میرے تنخواہ دار ملازم ہو۔ تمہیں میرے نج کے معاملات

میں زیادہ دخل نہیں دینا چاہئے" یہ سن کر اسٹینگرسن خاموش ہوگیا۔ اُس نے صرف یہ کہا۔ کہ "اگر تم دوسری گاڑی چلے جانے کے بعد یہاں آئے۔ تو مجھے ہیلیڈے ہوٹل میں آملنا" ڈریبر نے کہا۔ کہ "گیارہ بجے سے پہلے میں ضرور واپس آجاؤنگا" یہ کہہ کر وہ اسٹیشن سے باہر نکل آیا +

"جس وقت کا مَیں منتظر تھا۔ آخر کار وہ وقت آپہنچا + میرے دشمن اب میرے پنجے میں تھے۔ لیکن مَیں نے تہور سے کام نہیں لیا۔ مَیں نے اپنا منصوبہ پیشتر سے بنا لیا تھا۔ کہ جب تک مجرم کو یہ معلوم نہ ہو جائے۔ کہ اُسے کون مار رہا ہے۔ اور وہ کس جرم کی پاداش میں مارا جا رہا ہے۔ اس وقت تک انتقام میں کچھ لطف نہیں + اتفاق حسنہ سے ایک صاحب جو برکسٹن روڈ پر خالی مکانات دیکھ رہے تھے۔ ایک مکان کی چابی میری گاڑی میں گرا گئے تھے۔ اسی دن شام کو وہ چابی مجھ سے واپس لے لی گئی تھی۔ لیکن اس اثنار میں مَیں نے اس کا نشان موم پر اُتار لیا تھا۔ اور اس جیسی ایک اَور چابی بنوا لی تھی + اس کی وساطت سے اس بڑے شہر میں مجھے کم از کم ایک جگہ اپنے دشمن کے ساتھ تنہائی کی مل سکتی تھی۔ جہاں ہم اکیلے آپس میں اپنا پُرانا حساب بیباق کرسکتے تھے + اب میرے پیش نظر یہ اہم مسئلہ تھا۔ کہ کس طرح ڈریبر کو اس مکان میں لے جاؤں +

"وہ سڑک پر ادھر اُدھر پھرتا رہا۔ پھر ایک دو شراب کی دوکانوں میں گیا۔ سب سے آخری دوکان میں وہ تقریباً نصف گھنٹہ تک کھڑا رہا۔ اور جب وہ باہر نکلا۔ تو اس کی ٹانگیں لڑکھڑا رہی تھیں۔ اور وہ کافی بدمست معلوم ہوتا تھا۔ وہاں سے ایک گاڑی میں بیٹھ کر وہ اپنے سابقہ جائے رہائش پر واپس آیا۔ یہ مَیں نہیں کہہ سکتا۔ کہ واپس آنے سے اس کا مطلب کیا تھا۔ بہرحال میں گھر

کے پاس ہی ٹھیرا رہا۔ وہ تو خود اس گھر میں داخل ہو گیا۔ اور اس کا گاڑی والا وہاں سے روانہ ہو گیا۔ از راہ کرم مجھے کچھ پانی پینے کو دیجئے۔ باتیں کرنے سے میرا منہ خشک ہو گیا ہے"۔

میں نے اسے پانی کا ایک گلاس دیا۔ جسے وہ پی گیا۔

اُس نے گلاس واپس دے کر کہا "تسلیم۔ اب میری حالت بہتر ہے۔ جی تو مجھے انتظار کرتے ہوئے کوئی پاؤ گھنٹہ گزرا تھا۔ کہ گھر کے اندر سے لوگوں کے لڑنے جھگڑنے کا شور سنائی دیا۔ اس کے بعد فوراً دروازہ کھلا۔ اور دو آدمی باہر نکلے۔ ان میں سے ایک ڈریبر تھا۔ اور دوسرا ایک جوان لڑکا تھا۔ جسے میں نے پہلے کبھی نہ دیکھا تھا۔ اس نوجوان نے ڈریبر کو گلے سے پکڑ رکھا تھا۔ جب وہ دونوں سیڑھیوں سے نیچے اُتر آئے۔ تو اُس نے اُسے جھٹکا جھٹکا کر خوب جھنجھوڑا۔ اور پاؤں سے ٹھوکر مار کر کہا: بدمعاش کُتے! ایک پاک دامن دوشیزہ لڑکی کو ستانے کا خمیازہ بھگت! نوجوان اس قدر جوش میں آیا ہوا تھا۔ کہ اگر ڈریبر گرتا ہوا سڑک کی پرلی طرف نہ بھاگ جاتا۔ تو وہ اُسے لاٹھیاں مار مار کر سیدھا کر دیتا لیکن وہ دُم دبا کر بھاگ نکلا۔ اور میری گاڑی دیکھ کر اُس میں کود پڑا۔ اور کہنے لگا مجھے ہیلیڈے ہوٹل تک لے چلو"۔

جب وہ میری گاڑی کے اندر بیٹھ گیا۔ اور مجھے اپنی کامیابی کا کامل یقین ہو گیا۔ تو میرا دل خوشی سے ایسا اُچھلا۔ کہ مجھے اُس کے رُک جانے کا اندیشہ ہو گیا میں آہستہ آہستہ گاڑی چلاتا گیا۔ اور آخری تصفیہ کے متعلق غور کرتا رہا۔ پہلے میں نے ارادہ کیا۔ کہ اسے شہر سے باہر دیہات میں لے جاؤں۔ اور کسی ویران جگہ پر اُس سے اپنی آخری ملاقات کروں۔ میں ابھی اسی اُدھیڑ بُن میں مصروف تھا۔ کہ اُس نے اِس مسئلہ کو خود ہی حل کر دیا۔ ایک شراب خانہ

کے سامنے اُس نے مجھے ٹھہرنے کو کہا - اور واپسی تک مجھے وہیں رُکے رہنے کی ہدایت کر کے وہ اندر داخل ہو گیا + جب وہ دوکان بند ہونے پر باہر نکلا - تو وہ اس قدر مخمور تھا - کہ معلوم ہوتا تھا - کہ اُس کے ہوش وحواس اُسے جواب دے چکے ہیں +

"آپ یہ خیال نہ کریں - کہ مَیں ایسی بے بسی کی حالت میں اُسے ہلاک کرنے کا ارادہ رکھتا تھا - گو مَیں ایسا کرتا - تو یہ بھی عین انصاف ہوتا - لیکن میرا دل نہیں مانتا تھا + مَیں نے عرصہ سے ارادہ کر رکھا تھا - کہ اگر وہ رضامند ہوا - تو اسے زندہ رہنے کا ایک موقع ضرور دوں گا + مَیں نے ایک مرتبہ یارک کالج امریکہ کے معمل کیمیائی میں بھی ملازمت کی تھی - وہاں ایک روز پروفیسر سمیات پر لیکچر دے رہا تھا - دوران لیکچر میں اُس نے طلبا کو ایک زہرِ قاتل دکھایا - اور اُس کے متعلق کہا - کہ اس کا ایک ذرہ آدمی کو فوراً مار دینے کے لئے کافی ہے + مَیں نے اس بوتل کو جس میں سے یہ زہر دکھایا گیا تھا - تاڑ رکھا - اور سب کے چلے جانے کے بعد اُس میں سے تھوڑا سا زہر اُڑا لیا + مَیں نے اُس کی دو گولیاں بنا کر دو ڈبیوں میں رکھیں - اور اُن کے ساتھ ایک ایک سادہ گولی ہو بہو ویسی ہی بنا کر رکھ دی + اُس وقت مَیں نے عزم بالجزم کیا - کہ جس وقت مجھے اپنے دشمنوں پر قابو حاصل ہوگا - تو مَیں انہیں ان ڈبیوں میں سے ایک گولی نکال کر کھانے کو دونگا - اور جو گولی باقی بچ جائے گی - وہ خود کھا لونگا + یہ طریقِ عمل میرے انتقام کی تکمیل کے لئے ایسا ہی منصفانہ طور پر کارگر اور مؤثر ہوگا جیسا کہ پاس پاس کھڑے ہو کر پستولوں سے ڈوئل لڑنا + اُس دن کے بعد مَیں ان گولیوں کی ڈبیاں ہمیشہ اپنے ساتھ رکھتا تھا - آخر آج اُن کے ذریعہ سے قسمت آزمائی کا وقت آپہنچا تھا +

"رات کے بارہ بج چکے تھے۔ موسلا دھار مینہ برس رہا تھا۔ گو بیرونی عالم اس قدر تاریک اور بھیانک تھا۔ لیکن میں دل میں خوش تھا۔ اتنا خوش کہ میرا جی چاہتا تھا۔ کہ خوشی کے مارے چلا اُٹھوں۔ اگر آپ میں سے کوئی صاحب برس ہا برس تک کسی ایک چیز کے حصول کے لئے بے قرار رہے ہوں۔ اور پھر یک لخت وہ چیز آپ کو مل گئی ہو۔ تو آپ میرے جذبات کو سمجھ سکتے ہیں۔ میں نے ایک چُرٹ پینا شروع کیا۔ تاکہ میرے اعصاب کو کسی قدر سکون حاصل ہو۔ لیکن میرے ہاتھ کانپ رہے تھے۔ اور میرا دل دھک دھک کر رہا تھا۔ جب ہم گاڑی میں جا رہے تھے۔ تو مجھے جان فیریر اور لوسی اسی طرح نظر آ رہے تھے جس طرح میں آپ کو اس وقت دیکھ رہا ہوں۔ تمام راستہ وہ میرے آگے آگے چل رہے تھے۔ یہاں تک کہ میں برکسٹن روڈ پر خالی مکان کے سامنے ٹھہر گیا۔

"ایسی تاریک اور تنور رات میں کوئی متنفس وہاں نظر نہیں آتا تھا جب میں نے گاڑی کے اندر جھانکا۔ تو ڈریبر مخمور حالت میں سویا پڑا تھا۔ میں نے اس کا بازو پکڑ کر ہلایا۔ اور کہا۔ 'اُٹھئے جناب'۔

"اُس نے کہا۔ 'بہت خوب کوچوان'۔

"میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس نے یہ خیال کیا۔ کہ ہم ہوٹل پر آپہنچے ہیں کیونکہ وہ چپ چاپ میرے پیچھے پیچھے باغ میں چلتا گیا۔ اُس کو سنبھالنے کے لئے مجھے اُس کے ساتھ ساتھ چلنا پڑتا تھا۔ کیونکہ اُس کا سر قائم نہ تھا۔ جب ہم مکان کے بیرونی دروازے پر پہنچے۔ تو میں نے دروازہ کھولا۔ اور اُسے اندر لے گیا۔ آپ یقین کریں۔ کہ اُس وقت بھی باپ اور بیٹی میری آنکھوں کے سامنے کھڑے تھے۔

"اُس نے پاؤں زمین پر مار کر کہا:- یہاں اتنا اندھیرا کیوں ہے؟
"مَیں نے ایک دیا سلائی جلا کر اور ایک موم بتی روشن کرتے ہوئے کہا۔
دیکھئے روشنی ہو گئی۔ پھر مَیں نے اُس کی جانب مڑ کر اور بتی اپنے چہرے کے پاس رکھ کر کہا:- اینکٹ ڈریبر اب تم مجھے پہچانو کہ مَیں کون ہوں؟
"وہ کچھ دیر اپنی بے نور مخمور آنکھوں سے میری طرف دیکھتا رہا۔ پھر مجھے اس کی آنکھوں میں خوف وخطرے کی علامات دکھائی دیں۔ اُس کا تمام جسم کانپ اُٹھا۔ اور مجھے یقین ہو گیا۔ کہ اُس نے مجھے پہچان لیا ہے۔ وہ سراسیمہ ہو کر پیچھے کی طرف ہٹا۔ اس کی پیشانی پر پسینے کے بڑے بڑے قطرے دکھائی دینے لگے۔ اور مَیں نے خود اُس کے دانت بجتے ہوئے سُنے۔ یہ نظارہ دیکھ کر مَیں نے دروازے کے ساتھ سہارا لیا۔ اور قہقہہ لگا کر خوب ہنسا۔ مجھے ہمیشہ سے یقین تھا۔ کہ انتقام بہت لذیذ ہو گا لیکن جو سرور اور اطمینان مجھے اس وقت حاصل تھا۔ وہ میری امید سے بھی زیادہ تھا۔
"مَیں نے کہا:- بدقماش لعنتی کُتّے! ان گذشتہ بیس برس میں مَیں تمہیں ڈھونڈتا ہوں شہر بہ شہر ڈھونڈھتا رہا ہوں۔ اور تم ہمیشہ میرے ہاتھ سے بچتے رہے اب آخر الامر فیصلہ کن گھڑی آگئی ہے۔ کیونکہ ہم میں سے ایک اس وقت اپنے لمبے سفر پر چل کھڑا ہو گا۔ جب مَیں یہ باتیں کر رہا تھا۔ تو وہ مجھ سے اور زیادہ دُور پیچھے ہٹ گیا۔ مجھے اس کے چہرے سے صاف نظر آتا تھا کہ وہ مجھے مخبوط الحواس سمجھ رہا ہے۔ اور شاید اس وقت میرے حواس صحیح بھی نہیں تھے۔ میری نبض بے حد زور سے چل رہی تھی۔ اور مَیں سمجھتا ہوں کہ اگر میری ناک سے خون نہ پھوٹ پڑتا۔ تو مَیں یقیناً بیہوش ہو جاتا۔
"مَیں نے دروازے کا تالا بند کر دیا۔ اور چابی اس کی آنکھوں کے

سامنے گھما کر بولا "اِس وقت لوسی فیر بیک کے متعلق تمہارا کیا خیال ہے؟ تمہیں سزا دیر میں مل رہی ہے لیکن تم اس سے بچ نہیں سکتے" میں نے اس کے منہ والے ہونٹ کانپتے ہوئے دیکھے۔ شاید وہ میری منت سماجت کرتا۔ اور جان کی امان مانگتا لیکن اُسے یقین تھا۔ کہ اب میں اس کو نہ چھوڑونگا +

"اُس نے ڈر کر کہا "کیا تم مجھے قتل کر دوگے؟

"میں نے جواب دیا "کون تمہارے جیسے مجنوں کُتے کو قتل کرنا پسند کرتا ہے؟ تم نے میری بیکس محبوبہ کے اوپر جب تم نے اُسے اپنے مقتول بوڑھے باپ کی نعش سے جدا کیا تھا کس قدر رحم کیا تھا؟

"اُس نے چلّا کر کہا "لیکن میں نے تو اُس کے باپ کو نہیں مارا تھا" +

"میں نے اُسے ڈبیا دکھا کر کہا "لیکن لوسی کا دل تو تمہیں نے توڑا تھا۔ میرے اور تمہارے درمیان اب احکم الحاکمین فیصلہ کرے گا۔ اس ڈبیا میں سے ایک گولی چن کر کھالو۔ ایک میں موت ہے اور دوسری میں زندگی۔ جو گولی تم چھوڑ دوگے۔ وہ میں کھالونگا + میں دیکھنا چاہتا ہوں کہ دنیا میں انصاف ہوتا ہے یا ہم صرف امور اتفاقی کے تابع ہیں +

"اُس نے نہایت عاجزی کے ساتھ رحم کی التجا کی لیکن میں نے اپنا چاقو کھول کر اُس کے گلے پر رکھ دیا۔ یہاں تک کہ اس نے میرا کہا مان لیا۔ اور گولی کھالی + پھر دوسری گولی میں نے کھائی۔ اور ایک دو لمحہ کے لئے ہم ایک دوسرے کے مقابل زندگی اور موت کے منتظر کھڑے رہے۔ اُس کے چہرے کی اس کیفیت کو میں ہرگز ہرگز نہیں بھلا سکتا۔ جو اس پر زہر کے اثر سے طاری ہوئی۔ اور جس سے اُسے یقین ہو گیا۔ کہ زہر اس کے جسم میں اپنا مہلک اثر کر رہا ہے + یہ دیکھ کر میں ہنسا۔ اور میں نے لوسی کی شادی کی انگشتری اُس کی

آنکھوں کے سامنے کر دی۔ لیکن یہ حالت صرف ایک لحظہ تک رہی۔ کیونکہ زہر نہایت سریع الاثر تھا۔ درد سے مغلوب ہو کر وہ لڑکھڑا کر چیختا ہوا فرش پر دھم سے گر پڑا میں نے اُسے اپنے پاؤں سے اُلٹا کیا۔ اور اُس کے دل پر اپنا ہاتھ رکھا لیکن کوئی حرکت محسوس نہ ہوئی۔ وہ مر چکا تھا!

"خون میرے ناک سے بہ رہا تھا لیکن میں نے اس کی پروا نہ کی۔ میں یہ نہیں کہہ سکتا۔ کہ میں نے کس خیال سے دیوار پر لکھنے کا ارادہ کیا۔ شاید مجھے یہ شرارت سوجھی ہو۔ کہ پولیس والوں کو گمراہ کروں۔ کیونکہ یقیناً اس وقت میں مسرور اور شاداں تھا۔ مجھے یاد تھا۔ کہ نیویارک میں ایک جرمن کی نعش کے اوپر راشے لکھا ہوا پایا گیا تھا۔ جس سے یہ خیال کیا گیا تھا۔ کہ یہ کام کسی خفیہ انجمن کا ہے میں نے سوچا۔ کہ جس چیز نے نیویارک والوں کو حیران کر دیا تھا۔ یقیناً وہ لندن والوں کو بھی پریشان کرے گی۔ چنانچہ اسی لئے میں نے اپنی اُنگلی اپنے خون میں ڈبو کر یہ حروف دیوار پر لکھ دئے۔ پھر میں اپنی گاڑی تک واپس آیا۔ رات بالکل سنسان تھی۔ اور باہر کوئی نہ تھا۔ میں کچھ فاصلہ تک گاڑی ہانک کر چلا آیا تھا۔ کہ اتنے میں میں نے اپنا ہاتھ اس جیب میں ڈالا جس میں میں بالعموم لوسی کی انگشتری رکھتا تھا۔ اب مجھے معلوم ہوا۔ کہ وہ انگشتری وہاں موجود نہیں۔ اس نقصان سے میں بالکل مبہوت ہو گیا۔ کیونکہ میرے پاس لوسی کی صرف یہی ایک یادگار باقی تھی۔ یہ خیال کر کے کہ شاید یہ انگشتری اس وقت گری ہو۔ جب میں ڈریبر کی نعش پر جھکا تھا۔ میں گاڑی واپس ہانک لایا۔ اور اسے ایک ملحقہ سڑک پر چھوڑ کر مردانہ وار مکان کی طرف بڑھا۔ کیونکہ لوسی کی انگشتری کے حصول کے لئے میں سب کچھ کرنے کو تیار تھا۔ جب میں وہاں پہنچا۔ تو پولیس کے ایک افسر سے میری مڈ بھیڑ ہو گئی۔ جو مکان سے باہر آ رہا تھا۔ میں نے شراب

سے بدست ہونے کی حالت بنا کر اس کے شبہات کی تسکین کر دی +

"یہ تو ڈریبر کے جہنم واصل ہونے کی داستان ہے - ابھی مجھے اسٹینگرسن کے ساتھ جان فیریر کا حساب بے باق کرنا تھا + مجھے معلوم تھا - کہ وہ ہیلیڈے ہوٹل میں مقیم ہے - اور گو میں اس ہوٹل کے آس پاس سارا دن گھومتا رہا لیکن وہ بالکل باہر نہ نکلا + شاید جب ڈریبر واپس نہ آیا - تو اُسے خطرہ کا کچھ احتمال ہوا ہو - اسٹینگرسن ہمیشہ سے محتاط اور ہوشیار رہتا لیکن اس طرح ہوٹل کے اندر بند رہ کر میرے پنجہ سے کہاں نکل سکتا تھا + میں نے بہت جلدی اس کی خواب گاہ کی کھڑکی کا پتہ لگا لیا - اور ایک سیڑھی کی مدد سے جو گھاس پر باہر پڑی ہوئی تھی - علی الصبح اس کے کمرہ میں داخل ہو گیا + میں نے اس کو جگایا - اور بتایا - کہ انتقام کی گھڑی سر پر کھڑی ہے - پھر میں نے اُسے ڈریبر کی موت کا حال سنایا - اور اُسے بھی ڈبیا میں سے گولی انتخاب کر کے کھانے کے لئے کہا - لیکن بجائے اس کے کہ وہ اس طور سے قسمت آزمائی کرتا - اس نے بستر سے اُچھل کر مجھے حلق سے دبا لیا + اپنی جان بچانے کی خاطر میں نے اپنا خنجر اس کے سینہ میں بھونک دیا + مجھے اس کی موت کا یقین تھا - کیونکہ اگر وہ گولی پسند کر کے کھاتا - تو بھی منصف خدا اُس کے مجرم ہاتھ کی رہنمائی سادہ گولی کی طرف کبھی نہ کرتا +

"اب مجھے صرف چند بقیہ واقعات بیان کرنے باقی ہیں + میں دو تین روز اور کوچوانی کرتا رہا - کیونکہ میرا ارادہ تھا - کہ سفر امریکہ کے لئے کافی روپیہ بچا کر ملازمت چھوڑ دونگا + میں اصطبل کے پاس کھڑا تھا - کہ ایک غلیظ سے لڑکے نے میرے پاس آکر دریافت کیا - کہ آیا یہاں کوچوان مسمی جیفرسن ہوپ رہتا ہے - پھر اُس نے کہا - کہ اس کی گاڑی ایک شریف آدمی کو ۲۲۱ ب

بیکر سٹریٹ میں درکار ہے ۔میرے دل میں کوئی شبہ نہیں گزرا ۔ اور میں یہاں چلا آیا ۔ اس کے بعد جو نتیجہ ہوا ۔ وہ آپ کو خوب معلوم ہے ۔ لیکن جس صفائی سے اس نوجوان آدمی نے مجھے ہتھ کڑی لگائی تھی ۔ میں اس کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا ۔

"اب میں اپنی سرگزشت مکمل کر چکا ہوں ۔ آپ صاحبان کو اختیار ہے کہ آپ مجھے قاتل گردانیں ۔ لیکن میں اپنے آپ کو بالکل حق بجانب سمجھتا ہوں"

یہ داستان ایسی سنسنی خیز اور اس کا طرزِ بیان ایسا دل نشین تھا ۔ کہ ہم سب اسے محویت سے سنتے رہے تھے ۔ تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد شرلاک ہومز نے کہا "صرف ایک چھوٹی سی بات کے متعلق میں مزید معلومات حاصل کرنا چاہتا ہوں ۔ انگوٹھی حاصل کرنے کو جو تمہارا مددگار آیا تھا ۔ وہ کون تھا؟"

قیدی نے مسکرا کر کہا "میں اپنے راز بتا سکتا ہوں لیکن دوسرے آدمیوں کو تکلیف میں پھنسانا نہیں چاہتا ۔ میں نے آپ کا اشتہار دیکھا ۔ اور خود جانے کے لئے مذبذب تھا ۔ کہ میرے دوست نے میری مدد کرنے کی خواہش ظاہر کی ۔ میرا خیال ہے ۔ کہ آپ اس کی چالاکی کے معترف ہو گئے"

شرلک ہومز نے گرمجوشی سے کہا "بے شک"

اس کے بعد انسپکٹر پولیس نے متانت کے ساتھ کہا "حضرات قانونی کارروائی کے مطابق قیدی جمعرات کو مجسٹریٹ کے سامنے پیش کیا جائیگا جہاں آپ کی حاضری درکار ہوگی ۔ اس وقت تک وہ میری حراست میں رہے گا ۔ یہ کہہ کر اس نے گھنٹی بجائی ۔ دو سپاہی جیفرسن ہوپ کو اپنے ساتھ لے گئے ۔ اور ہم گاڑی میں سوار ہو کر اپنے مکان پر واپس آ گئے ۔

باب چہاردہم

خاتمہ

ہمیں اطلاع ملی تھی کہ جمعرات کو مجسٹریٹ کے سامنے حاضری ہوگی لیکن جب جمعرات آئی۔ تو ہماری شہادت کی کچھ ضرورت باقی نہ رہی۔ ایک اعلیٰ حاکم نے مقدمہ اپنے ہاتھ میں لے لیا تھا۔ اور جیفرسن ہوپ رب العالمین کے حضور میں طلب کیا جا چکا تھا۔ گرفتاری کے اگلے روز اس کے دل کی حرکت بند ہوگئی۔ اور وہ قید خانہ کے فرش پر مُردہ لیٹا ہوا پایا گیا۔ اس کے چہرہ پر شگفتگی اور طمانیت کے آثار پائے جاتے تھے۔ اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ مرتے وقت وہ اپنی زندگی کو کامیاب سمجھتا رہا ہے۔

حاصلِ عمر نثارِ رہِ یارے کردم
شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

اگلے روز جب ہم اس حادثہ کے متعلق بات چیت کر رہے تھے۔ تو شرلک ہومز نے کہا "گرگسین اور لسٹریڈ اس کی موت کے متعلق بہت پریشان ہونگے۔ کیونکہ شہرت طلبی کا ایک زریں موقعہ ان کے ہاتھ سے نکل گیا"۔

میں نے جواب دیا "لیکن گرفتاری کے متعلق انہوں نے تو کچھ بھی نہیں کیا تھا۔"

میرے ساتھی نے تلخی کے ساتھ جواب دیا "دنیا میں انسان کے

واقعی کارنامے بے حقیقت ہوتے ہیں۔ اصلی سوال یہ نہیں ہوتا۔ کہ تم نے کیا کچھ کیا ہے؛ بلکہ اصلی سوال یہ ہوتا ہے۔ کہ تم اَوروں کو اپنے کارناموں کے متعلق کیا کچھ باور کرا سکتے ہو؟" تھوڑی دیر کے بعد اُس نے خندہ پیشانی سے کہا" لیکن کچھ مضائقہ نہیں۔ اگر مجھے اس واردات کی خبر نہ ہوتی۔ تو مجھے بہت افسوس ہوتا۔ اس سے زیادہ دلچسپ تحقیقات میں مَیں آج تک مصروف نہ ہوا تھا۔ گو یہ بہت آسان تھی لیکن اس میں بعض امور بہت سبق آموز تھے"۔

"آسان!" مَیں نے حیران ہو کر کہا۔

شرلک ہومز نے میری حیرانگی پر مُسکرا کر کہا" یقیناً یہ ایک آسان تحقیقات تھی۔ اس کے آسان ہونے کا ثبوت یہ ہے۔ کہ بغیر کسی قسم کی مدد کے مَیں نے تین دن کے اندر مجرم کو گرفتار کر لیا"۔

مَیں نے کہا" یہ تو سچ ہے"۔

"مَیں پہلے بھی یہ اصول آپ کو سمجھا چکا ہوں۔ کہ جو امور غیر معمولی ہوتے ہیں۔ وہ تحقیقات میں کوئی مزاحمت پیش کرنے کی بجائے بالعموم صحیح نتیجہ تک پہنچنے میں ہماری رہنمائی کرتے ہیں۔ اس قسم کے مسئلہ کو حل کرنے میں کامیابی کی ایک ضروری شرط یہ ہوتی ہے۔ کہ ہم ماضی کی طرف استدلال کر سکیں۔ اور نتائج سے اسباب مستنبط کریں۔ یہ ایک نہایت ہی مفید اور آسان بات ہے۔ لیکن لوگ اس طرف توجہ نہیں کرتے۔ روزانہ زندگی میں مستقبل کی طرف یعنی اسباب سے نتائج کا استنباط کر سکنا زیادہ مفید سمجھا جاتا ہے۔ اس لئے مقدم الذکر طریق استدلال کے سیکھنے کی طرف سے غفلت کی جاتی ہے"۔

مَیں نے کہا:" مجھے افسوس ہے۔ کہ مَیں آپ کا مطلب واضح طور پر نہیں سمجھ سکا"۔

"میرا بھی یہی خیال تھا۔ مَیں اسے اَور زیادہ واضح کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ اکثر آدمی چند واقعات سے آگاہی حاصل کرکے ان کا نتیجہ اخذ کر سکتے ہیں۔ وہ اپنے دلوں میں ان واقعات کو یکجا جمع کرکے یہ سوچ سکتے ہیں۔ کہ کچھ نہ کچھ ضرور وقوع پذیر ہوگا۔ برخلاف اس کے بہت تھوڑے آدمی ایسے ہیں۔ جو ایک نتیجہ سے آگاہی حاصل کرکے اپنی قوتِ متخیلہ کی مدد سے ان امور کو سوچ سکیں۔ جو اس نتیجہ کا باعث ہوئے ہوں۔ اس طرزِ استدلال کو اصطلاع میں استدلالِ لمی اور مقدم الذکر طریقِ استدلال کو استدلالِ عنی کہتے ہیں"۔

مَیں نے کہا:" اب مَیں سمجھ گیا"۔

"اچھا تو یہ واردات ایسی تھی۔ کہ اس میں آپ کو نتیجہ معلوم تھا۔ اور بقیہ امور آپ کو خود دریافت کرنے تھے۔ اب مَیں آپ کو اپنے سلسلۂ استدلال کی مختلف کڑیاں بتاتا ہوں۔ آیئے ابتداء ہی سے شروع کریں۔ جیسا کہ آپ نے ملاحظہ کیا تھا۔ مَیں موقع واردات پر پیدل پہنچا۔ اور میرا دماغ ہر ایک قسم کے تعصبات سے خالی تھا۔ مَیں نے قدرتی طور پر سب سے پہلے گندرگاہ کا معائنہ کیا۔ مَیں آپ کو پہلے بھی بتا چکا ہوں۔ کہ وہاں مَیں نے ایک کرایہ کی گاڑی کے پہیوں کے نشان دیکھے۔ دیگر حالات کی دریافت سے معلوم ہوا۔ کہ یہ گاڑی وہاں رات کو آئی ہوگی۔ اس امر کے متعلق کہ یہ گاڑی کرایہ کی تھی۔ یا نج کی۔ مَیں نے اپنا اطمینان پہیوں کا درمیانی فاصلہ ناپ کر کر لیا کرایہ کی گاڑیاں لندن کے شرفاء کی گاڑیوں سے بالعموم بہت کم چوڑی

ہوتی ہیں۔

یہ میری پہلی کامیابی تھی۔ پھر میں باغ کی روش پر احتیاط سے آنکھیں کھول کر چلتا رہا۔ اتفاق حسنہ سے باغ کی مٹی قدموں کے نشانات لینے کے لحاظ سے بہت عمدہ تھی۔ بے شک باغ کی زمین آپ کو بے شمار قدموں سے روندی ہوئی معلوم ہوتی تھی۔ لیکن میری نظر میں ہر ایک نشان ایک خاص معنی اور مطلب ظاہر کرتا تھا۔ علم سراغ رسانی کا کوئی شعبہ قدموں کے نشانات کے مطالعہ سے زیادہ اہم نہیں ہے۔ لیکن حیرت ہے۔ کہ عام طو پر ادھر بہت کم توجہ کی جاتی ہے۔ خوش قسمتی سے میں ایسے نشانات کو ہمیشہ سے بہت وقیع سمجھتا آیا ہوں۔ اور مسلسل مشق سے اب نقوش قدم کی صحیح ترجمانی میرے لئے بہت آسان بات بن گئی ہے۔ میں نے کنسٹیبلوں کے قدمو کے نشانات کے علاوہ دو آدمیوں کے نشانات بھی دیکھے۔ یہ بتانا بہت آ تھا۔ کہ یہ دو آدمی دیگر اشخاص سے بہت پہلے وہاں پہنچے تھے۔ کیونکہ بعض مقا پر اُن کے قدموں کے نشانات پر دوسروں کے قدم پڑے تھے جن سے مدھم ہو گئے تھے۔ اس طرح سے میں نے اس مسئلہ کے متعلق ایک دوسری با دریافت کر لی۔ یعنی یہ کہ دو آدمی رات کے وقت وہاں آئے تھے۔ ان میں ایک کا قد بہت بڑا تھا۔ اس کا اندازہ میں نے اس کے قدموں کی لمبائی سے بھی کر لیا۔ اور دوسرا پُر تکلف لباس پہنے ہوئے تھا۔ یہ اس کے بوٹ کے چھ اور خوشنما نشانات سے مترشح ہوتا تھا۔

گھر کے اندر داخل ہوتے ہی مؤخر الذکر استنباط صحیح نکلا۔ کیونکہ خوش پوش آدمی وہاں مرا پڑا تھا۔ پس اگر وہاں قتل ہوا تھا۔ تو قاتل لمبا آدمی تھا۔ مُرد آدمی کے جسم پر کوئی زخم نہیں پایا گیا تھا۔ لیکن اس کے چہرہ کی گھبراہٹ بتا

اس بات کا یقین دلانے کے لئے کافی تھی۔ کہ اُسے اپنی موت کی اطلاع قبل از مرگ مل چکی تھی + جو آدمی کسی قلبی مرض یا کسی اور فوری سبب سے مرتے ہیں۔ اُن کے چہرہ بشرہ پر کسی قسم کی گھبراہٹ عیاں نہیں ہوتی + مردہ آدمی کے ہونٹوں کو سونگھ کر مجھے ایک ترش سی بو محسوس ہوئی پس میں اس نتیجہ پر پہنچ گیا۔ کہ اُسے مجبوراً زہر کھانا پڑا تھا + اس خیال کی مزید تصدیق اس کے چہرہ کے غاسض مطالعہ سے ہوتی تھی۔ کیونکہ اُس سے نفرت اور خوف کا پتہ چلتا تھا۔ علاوہ ازیں اَور کوئی قیاس حالات پیشِ نظر سے منطبق نہیں ہو سکتا تھا آپ یہ مت سمجھیں۔ کہ میرا یہ قیاس انوکھا ہے۔ جرائم کی تاریخ میں زہر کا زبردستی کھلانا کوئی نئی بات نہیں ہے۔ ہر ایک ماہرِ سمیاتِ اَڈیسہ میں ڈلسکی اور منٹپلییر میں لے تُوریر کی واردات سے آگاہ ہے +

اَب مَیں سب سے اہم سوال یعنی اس جرم کی علت غائی کے متعلق غور کرنے لگا + چونکہ کوئی چیز چُرائی نہ گئی تھی۔ اس لئے سرقہ اس کی علت قرار نہیں دیا جا سکتا تھا۔ تو پھر کیا اس کا اصلی سبب سیاسیات تھا۔ یا کسی عورت کا قضیہ؟ یہ سوال شروع ہی سے میرے پیش نظر تھا مَیں ابتدا ہی سے موخر الذکر قیاس کی طرف راغب تھا۔ سیاسی قاتل اپنا کام ختم کر کے بسرعتِ ممکنہ بھاگ جانے کی کوشش کرتے ہیں۔ برعکس اس کے اس وقوعہ میں قاتل سوچ سمجھ کر کمرے میں ٹھیرا رہا تھا۔ اور اپنے پاؤں کے نشانات بھی وہاں چھوڑ گیا تھا + پس مَیں نے سمجھا۔ کہ اس گہرے انتقام کا باعث سیاسی تنازعہ کی بجائے کوئی نجی مخاصمت ہو گی۔ جب دیوار پہ تحریر پائی گئی۔ تو میرا یقین اور بھی پختہ ہو گیا۔ کیونکہ مَیں تحریر کو محض دھوکے کی ٹٹی خیال کرتا تھا + جب انگشتری پائی گئی۔ تو یقین ہو گیا۔ کہ اس انتقام کا اصلی باعث

چلا لیا + اس کے بعد اس کی گرفتاری کے متعلق ان کی کامیابی اور میری مستعدی کے متعلق واقعات آپ کی یاد میں ضرور تازہ ہونگے + اسٹینگرسن کا قتل ایک غیر متوقع واقعہ تھا ۔ اور ہم اس کو کسی طرح نہ روک سکتے تھے ۔ اس کی بدولت مجھے وہ گولیاں دستیاب ہوئیں ۔ جن کے وجود اور خواص کے متعلق میں غائبانہ طور پر پہلے سے ہی متیقن تھا + یہ تمام سلسلۂ استدلال ایک خاص نتیجہ سے شروع ہو کر منطقی طور پر استخراج علل کا ایک عمدہ نمونہ ہے ۔ اور میں اُمید کرتا ہوں ۔ کہ میری طرح اب آپ بھی اس تحقیقات کو ضرور آسان خیال کرتے ہونگے“ +

میں نے گرمجوشی کے ساتھ کہا ” واللہ یہ نہایت ہی حیرت انگیز ہے آپ کی خداداد قابلیت کا اعتراف پبلک طور پر ہونا چاہیئے ۔ آپ کو یہ واقع بالتفصیل شائع کرنا چاہیئے ۔ اگر آپ نہ کرینگے ۔ تو پھر آپ کی اجازت سے میں اسے شائع کرونگا “ +

اُس نے جواب دیا ” حسب من آپ جو چاہیں کریں “ پھر اُس نے مجھے ایک اخبار پکڑا کر کہا ” لیکن ذرا اسے بھی ملاحظہ فرمایئے “ +

جو اخبار اُس نے مجھے پکڑایا تھا ۔ وہ تازہ روزنامہ ”صدائے بازگشت“ تھا ۔ اور جس فقرہ کی طرف اُس نے میری توجہ مبذول کرائی تھی ۔ وہ اسی واقعات کے متعلق تھا ۔ اخبار موصوف یوں رقمطراز تھا :۔

” مجرم جیفرسن ہوپ کی فوری موت کے باعث عوام ۔۔۔ ایک دلچسپ اور سنسنی خیز جرم کے انکشاف سے محروم رہ گئے ہیں ۔ مجرم پر اینک ڈریبر اور جوزف اسٹینگرسن کے قتل عمد کے ارتکاب کا شبہ تھا ۔ غالباً اب اس مقدمہ کے صحیح حالات ہمیشہ کے لئے پردۂ خفا میں مستور رہیں گے

مگر جہاں تک ہمیں معلوم ہوا ہے قتل کے اصلی بواعث دیرینہ رقابت اور مارمنی عقاید سے انحراف تھا + اگرچہ اس مقدمہ سے اور کوئی نتیجہ مستنبط نہیں ہوا۔ لیکن اس سے ہمارے سرکاری سراغ رسانوں کی قابلیت اور اعلیٰ کارکردگی نمایاں طور سے ثابت ہوگئی ہے + پبلک اس حقیقت سے آگاہ ہے کہ اس قابلانہ گرفتاری کا سہرا مشہور و معروف افسرانِ سکاٹلینڈ یارڈ مسٹر لسٹریڈ اور مسٹر گریگسن کے سر پر ہے + سننے میں آیا ہے۔ کہ مجرم ایک شریف آدمی مسمی مسٹر شرلک ہومز کے کمروں میں پکڑا گیا تھا۔ جس نے سرکاری افسروں کی مدد میں کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا + مسٹر شرلک ہومز کو جرائم کی تحقیقات میں دلچسپی حاصل ہے۔ اور ہم امید کرتے ہیں۔ کہ اگر وہ لسٹریڈ اور گریگسن جیسے اُستادانِ فن سے استفادہ کرتے رہیں گے۔ تو کچھ عرصہ کے بعد ان کی مثل اُنہیں بھی شہرت عامہ حاصل ہو سکے گی۔ اور وہ ان کی طرح ایک مسلمہ قابلیت کے سُراغ رسان مانے جائینگے + ہم زور کے ساتھ اس امر کی سفارش کرتے ہیں۔ کہ ان دو قابل افسروں کی حسن خدمات کے اعتراف میں انہیں ضرور ایک سند پیش کی جانی چاہیئے"۔

شرلک ہومز نے ہنس کر کہا "کیا میں نے ابتدا ہی سے آپ کو نہیں بتا دیا تھا کہ ہر حالت میں لسٹریڈ اور گریگسن میری مساعی سے فائدہ اُٹھائینگے ؟ اس داستانِ عشق و انتقام کے متعلق ہماری مساعی کا نتیجہ اُن کو ایک سند دلوانا ہے"

میں نے جواب دیا "کچھ مضائقہ نہیں میں اپنے روزنامچہ میں تمام واقعات قلمبند کر چکا ہوں۔ اور میں انہیں عوام الناس کے فائدہ کے لئے عنقریب شائع کرونگا + آپ کے اطمینانِ قلب کے لئے کامیابی کی خوشی اور خلقِ خدا کی نفع رسانی نکافی ہیں مثل مشہور ہے ع نیکی کر دریا میں ڈال

(تمام شد)

ضرور کوئی نہ کوئی مخاصمت ہے ۔ صاف ظاہر تھا ۔ کہ قاتل نے یہ انگشتری مقتول کو کسی مردہ یا غائب عورت کی یاد تازہ کرنے کے لئے دکھائی ہوگی ۔ اپنے قیاسی استدلال میں یہاں تک ترقی کر کے میں نے گرگسن سے دریافت کیا کہ اُس نے مسٹر ڈریبر کی سابقہ زندگی کے متعلق کلیولینڈ سے کوئی امر بذریعہ تار دریافت کیا ہے ۔ یا نہیں ؟ آپ کو یاد ہوگا ۔ کہ اُس نے میرے اس سوال کا جواب نفی میں دیا تھا ۔

اُس کے بعد میں نے کمرے کی مختلف اشیاء کا بامعانِ نظر مطالعہ کیا اس تفحص کا نتیجہ یہ نکلا ۔ کہ قاتل کے قد کے متعلق میری سابقہ رائے پختہ ہو گئی ۔ چونکہ وہاں کسی قسم کی دھینگا مشتی کا کوئی نشان نہ تھا ۔ اس لئے میرا قیاس تھا ۔ کہ وہ خون جو فرش پر بکھرا ہوا تھا جوش کی وجہ سے قاتل کی ناک میں سے پھوٹا ہوگا ۔ اس قیاس کی مزید تصدیق اس مشاہدہ سے ہوئی ۔ کہ خون کی چھینٹیں اس کے قدموں کے نشانات کے ساتھ ساتھ پڑی ہوئی تھیں ۔ لیکن ایسا شاذونادر ہی ہوتا ہے ۔ کہ غصے کے جوش میں کسی ایسے آدمی کے خون پھوٹ پڑے جس کے بدن میں خون کی کثرت نہ ہو ۔ پس میں نے یہ رائے قائم کر لی ۔ کہ مجرم غالباً ایک سرخ رُو اور توانا آدمی ہے ۔

مکان سے باہر نکل کر میں نے گرگسن کی غفلت کی تلافی کا تہیہ کر لیا ۔ میں نے کلیولینڈ کے اعلیٰ پولیس افسر کو تار دیا ۔ اور صرف اینک ڈریبر کی شادی کے متعلق حالات دریافت کئے ۔ جواب نہایت ہی امید افزا ، اور فیصلہ کن آیا ۔ وہاں سے مجھے اطلاع آئی ۔ کہ ڈریبر اس سے قبل ایک پرانے رقیب جیفرسن ہوپ کے خلاف قانون سے استمداد کر چکا ہے ۔ نیز یہ کہ جیفرسن ہوپ ان دنوں یورپ میں موجود ہے ۔ اپنی معلومات میں یہاں تک ترقی کر کے

مجھے یقین ہوگیا۔ کہ مَیں نے اصلی مجرم کا صحیح کھوج نکال لیا ہے۔ اور اب صرف
اس کی گرفتاری باقی ہے +

"مَیں اپنے ذہن میں اس نتیجہ پر پہلے ہی سے پہنچ چکا تھا۔ کہ جو آدمی
ڈریبر کے ہمراہ گھر میں داخل ہوا تھا۔ وہی گاڑی کو ہانک کر لایا تھا + سڑک
پر گھوڑے کے نشانات سے صاف ظاہر تھا۔ کہ گھوڑا ایسے طریقہ سے
بھٹکتا پھرا ہے۔ جو کوچوان کی موجودگی میں کبھی نہیں ہو سکتا + پس اگر کوچوان
گھر کے اندر نہیں تھا۔ تو آخر کہاں تھا؟ مزید برآں یہ بات بدرجۂ اتم غیر اغلب
ہے۔ کہ کوئی صحیح الحواس آدمی ایک غیر آدمی کی موجودگی میں ایسے جرم کے
ارتکاب کی جرأت کرے + نیز آپ یہ خیال فرمائیں۔ کہ اگر کوئی آدمی لندن
میں کسی کا تعاقب کرنا چاہے۔ تو کوچوان بننے سے بہتر اور کون سی ترکیب
ہو سکتی ہے؟ ان تمام خیالات کو پیشِ نظر رکھ کر مجھے یقین ہوگیا۔ کہ جیفرسن ہوپ
لندن کے کوچوانوں میں مل سکے گا +

"مَیں نے سوچا۔ کہ اگر وہ قتل کرنے سے پیشتر کوچوان بنا ہوا تھا۔ تو اب
بھی ضرور کوچوانی کر رہا ہوگا۔ کیونکہ پیشہ کی فوری تبدیلی اُس کے نقطۂ نگاہ سے
نہ صرف غیر مفید ہوگی۔ بلکہ اس خیال سے وہ اسے مضر سمجھے گا۔ کہ اس کی وجہ
سے خواہ مخواہ لوگوں کی توجہ اس کی طرف مبذول ہو جائے گی چنانچہ مجھے
یقین تھا۔ کہ وہ کچھ عرصہ تک تو ضرور کوچوان بنا رہیگا + اس امر کے متعلق بھی
مجھے کوئی اندیشہ نہ تھا۔ کہ اُس نے اپنا نام بدل لیا ہوگا۔ کیونکہ اس ملک میں
اُس کا اصلی نام بھی تو کسی کو معلوم نہیں تھا + بنا بریں مَیں نے "اطفالِ بازار"
کی ایک باقاعدہ پلٹن مرتب کر کے انہیں لندن میں ہر ایک گاڑیبان کے
پاس بھیجا۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے ہمارے دوست جیفرسن ہوپ کا پتہ